فتح مکہ والے دن حضور ﷺ مکہ میں کُداء پہاڑی کی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد دارمی نے، ان کو ابوبکر محمد بن اسحاق نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابو اسامہ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال کُداء کی پہاڑی اور گھاٹی سے داخل ہوئے بالائی مکہ سے۔

ہشام نے کہا کہ میرے والد انہیں دونوں گھاٹیوں سے داخل ہوا کرتے تھے اور اکثر وہ کداء کے راستے سے داخل ہوتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمود سے، اس نے اسامہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۵۷۹۔ فتح الباری ۳/۴۳۷۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۲۵ ص ۲/۹۱۹)

کُداء پہاڑی سے داخل ہونے کی حضرت حسان کی الہامی پیش گوئی اور حضور ﷺ کی تائید

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صقر نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی معن نے، ان کو عبداللہ بن عمر بن جعفر بن حفص نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوئے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ مکہ میں عورتیں گھوڑوں کے منہ کو دوپٹوں کے ساتھ جھاڑ رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق کی طرف خاص انداز سے دیکھا اور مسکرا دیئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر کیسے کہا تھا حسان نے؟ لہٰذا ابوبکر نے حسان کا وہ شعر پڑھ کر سُنا دیا:

عدمت بنیتی ان لم تروھا تثیر النقع من کتفی کداء

ینازعن الاعنہ مسرجات یلطمھن بالخمر النسآء

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا مکہ میں وہیں سے داخل ہو جہاں سے حسان نے کہا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن بن محمد بن سختویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوخلیفہ جمحی نے یہ کہ ابوالولید نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن انس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے مالک سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن۔ آپ کے سر پر خود موجود تھا، آپ نے جونہی اس کو سر پر سے اُتار کر رکھا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ رہا ابن اخطل کعبے کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کو قتل کر دو۔ یہ الفاظ ہیں حدیث ابوالولید کے۔

سیاہ عمامے کے ساتھ بغیر احرام حرم میں داخلہ

اور قعنبی کی روایت میں ہے فتح مکہ کے دن اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھا۔ آپ نے جب اس کو کھینچ لیا تو اس وقت آپ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے بتایا تھا کہا ابن اخطل ....

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے۔

(مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۱ ص ۲/۹۹۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو معاویہ بن عمار دھنی نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن ابودارم حافظ نے کوفے میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ہارون نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو معاویہ بن عمار دھنی نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے یہ کہ رسول اللہ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو ان کے سر پر سیاہ پگڑی تھی، آپ بغیر احرام کے تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور قتیبہ بن سعید سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۱ ص ۹۹۰/۲)

سیاہ عمامہ سر پر باندھنا سنت رسول ہے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن حکیم اودی نے اور محمد بن صباح نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شریک نے عمار دھنی سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ والے دن اس حال میں کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن حکیم سے۔

پگڑی باندھنا اور نیچے کا طُرّہ لٹکانا

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن اور ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (نسائی ۲۱۱/۸)

شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا

(۸) ہمیں خبر دی فقیہ ابوبکر محمد بن بکر طوسیؒ نے، ان کو خبر دی ابوبشر محمد بن احمد بن حاضر نے، ان کو ابوالعباس سراج نے، ان کو ابومعمر نے، ان کو ابواسامہ نے مساور وراق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جعفر بن عمر بن حریث سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنے والد سے، انہوں نے فرمایا (ایسے محسوس ہوتا ہے) کہ گویا فتح مکہ والے دن رسول اللہ کو دیکھ رہا ہوں ان کے سر پر سیاہ عمامہ ہے۔ خرقانیہ اس کا کنارا (طرّہ) دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا ہوا ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ابواسامہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۳ ص ۹۹۰/۲)

پرچم رسول سفید اور سیاہ دھاریوں پر مشتمل تھا جس کا نام ''عقاب'' تھا

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوبکر نے کہا مروی ہے سیدہ عائشہ سے، وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ والے دن رسول اللہ کا جھنڈا سفید تھا اور میں نے اس کو سیاہ دیکھا۔ اس کے ٹکڑے (یا دھاریاں) بغیر پر کے سیدھے تیر ہیں یا اس کے ٹکڑے یمنی دھاری دار چادر سے بنے ہوئے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام ''عقاب'' رکھا گیا تھا۔ ''اظہار محمد رسول''

اسی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وادی ذی طویٰ میں اُترے اور انہوں نے دیکھا (وہ منظر) اللہ نے ان کو جو فتح عطا فرمائی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں اظہار عجز کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ قریب تھا کہ آپ کی داڑھی مبارک پالان کے اگلے حصے سے لگ رہی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۹/۴)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا اظہار عجز

(۱۰) ہمیں خبر دی محمد عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی دعلج بن احمد سجزی نے بغداد میں، ان کو احمد بن علی آبار نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے ثابت سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن تو سواری پر بیٹھے ہوئے عاجزی کرنے کی وجہ سے آپ کی تھوڑی مبارک پالان کے بیچ لگ رہی تھی۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن محمد بن صاعد نے، ان کو اسماعیل بن ابوالحارث نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے قیس سے، اس نے ابومسعود سے یہ کہ ایک آدمی نے فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ سے کلام کیا، اس کو کپکپی طاری ہوگئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنے آپ کو سنبھالیں حوصلہ رکھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ میں قریش کی ہی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھیں۔

اسی طرح روایت کیا ہے اس کو صاعد نے بطور موصول روایت کے۔ اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے محمد بن سلیمان بن فارس نے اور احمد بن یحییٰ بن زہیر نے اسماعیل بن ابوالحارث سے بطور موصول روایت کے۔

(۱۲) اور تحقیق ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے جعفر بن عون نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے اسماعیل نے قیس سے، وہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے بات کر رہا تھا، وہ ڈر گیا کانپنے لگا۔ حضور نے فرمایا حوصلہ رکھو میں کوئی ظالم یا خونخوار بادشاہ نہیں ہوں۔ میں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھیں۔

یہ حدیث مرسل ہے اور وہ محفوظ ہے۔

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے معاویہ بن قرہ سے، اس نے عبداللہ بن مغفل سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن سورہ فتح تلاوت کی تھی جس سے آپ کی آواز گلوگیر ہوگئی تھی (یعنی رو گئے تھے)۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ سُن کر جمع ہو جائیں گے تو میں اسی آواز میں پڑھ کر سُناتا۔

فتح مکہ والے دن سورۃ فتح کی تلاوت .... (۱۴) اور ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد بن صباح زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شبابہ بن سوار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاویہ بن قُرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن مغفل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا فتح مکہ والے دن اور وہ اپنے اُونٹ پر سوار تھے سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے، یا کہا تھا کہ سورۃ الفتح میں سے کچھ حصہ پڑھا تھا، آپ اس تلاوت میں گلوگیر ہو گئے تھے (یعنی رو گئے تھے)۔ پھر پڑھا معاویہ ابن مغفل کی قراءت کی نقل کرتے ہوئے اور معاویہ نے کہا کہ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں بھی اسی طرز پر گلوگیر ہو کر پڑھ کر دکھاتا جیسے ابن مغفل نے نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے گلوگیر ہو کر دکھایا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن ابوسریج سے، اس نے شبابہ سے اور بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے شعبہ بن حجاج سے۔ (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب النبی وروایۃ عن ربہ۔ مسلم۔ کتاب الصلوۃ۔ باب ذکر النبی سورۃ الفتح یوم فتح مکہ)

رسول اللہ ﷺ کا باطل کو پاش پاش کرنا .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابراہیم نے اور عمران بن موسیٰ نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابوہریرہ سے حدیث فتح مکہ میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آئے یہاں تک کہ حجر اسود کے پاس آ گئے۔ آپ نے اس کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر آپ ایک بُت کے پاس آئے جو بیت اللہ کے پہلو میں نصب تھا مشرکین اس کی عبادت کرتے تھے۔ حضور ﷺ آئے تو ان کے ہاتھ میں کمان تھی آپ نے کمان کے جھکے ہوئے حصے سے اسے پکڑ رکھا تھا، جب آپ صنم کے پاس آئے تو آپ نے اس کی گردن میں کچوکے مارے اور فرمایا :

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۸۱)

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے۔ بے شک باطل بھاگنے والا ہے۔

جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ کوہ صفا پر آئے اس کے اُوپر چڑھ گئے حتیٰ کہ آپ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اُوپر کو اُٹھائے اور اللہ کی حمد کی اور دعا کرتے رہے۔ جس قدر دعا کرنا چاہتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان بن فروخ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۶)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابن نجیح نے مجاہد سے، اس نے ابومعمر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن مکے میں داخل ہوئے تو اس وقت حالت یہ تھی کہ بیت اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ حضور ﷺ نے ایک لکڑی کے ساتھ جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان کو کچوکے مارنا اور چھبانا شروع کیا اور ساتھ یہ پڑھتے جاتے تھے : [جاء الحق و ما يبدئُ الباطل و ما يعيد]

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۸۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صدقہ بن فضل سے۔ (کتاب المظالم۔ باب هل تكسر الدنان التي فيها الخمر)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن شیبہ سے، اور بقیہ سب کے سب نے سفیان سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۶/۶)

(۱۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو وہب بن جریر نے بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے علی بن عبداللہ عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو کعبے پر تین سو بت دھرے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی چھڑی لی اور ایک ایک کر کے تمام بتوں کو مارتے چلے گئے۔ (مجمع الزوائد ۱۷۶/۶)

(۱۸) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو عباس بن فضل اسفاطی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سوید نے، ان کو قاسم بن عبداللہ نے، عبداللہ بن دینار سے اس نے ابن عمر ؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے وہاں پر آپ نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے پائے۔ حضور ﷺ نے ہر بت کی طرف اپنے عصا کا اشارہ کیا اور فرمایا :

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے۔ بے شک باطل تو ہے ہی بھگوڑا۔

چنانچہ جس بت کی طرف لاٹھی کا اشارہ کرتے تھے وہی گر جاتا تھا لاٹھی لگنے کے بغیر ہی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ اسناد اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس سے پہلے والی روایت اس کی تاکید کرتی ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۷۶/۶)

بیت اللہ میں ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی مورتیاں .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو قاسم بن زکریا نے، ان کو ہارون بن عبداللہ نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ان کے والد نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں آئے آپ نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کیا کیونکہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا وہ باہر نکال دیئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی مورتی باہر نکالی گئی تو ان کے ہاتھ میں قسمت جاننے کے تیر دیئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ ان مشرکین کو مارے۔ بہرحال اللہ کی قسم البتہ تحقیق وہ خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں نے (حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام) نے کبھی بھی ان تیروں کے ساتھ قسمت کا حال معلوم نہیں کیا تھا۔

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپ نے اس کے کونے میں تکبیر کہی اور باہر آ گئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق سے، اس نے عبدالصمد سے۔ بخاری کہتے ہیں کہ معمر ایوب سے اس کا متابع لائے ہیں۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب بیت اللہ میں مورتیاں دیکھیں یعنی کعبے میں تو آپ اس میں داخل نہ ہوئے بلکہ حکم دیا وہ وہاں سے ہٹا دی گئیں اور آپ نے ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کے بت دیکھے، ان کے ہاتھ میں قسمت جاننے کے تیر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ ان (مشرکین) کو ہلاک کرے۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے کبھی ان کے ساتھ قسمت معلوم نہیں کی تھی۔ (فتح الباری ۶/ ۳۸۷۔ حدیث ۳۳۵۲)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے آخرین میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو ابوالعباس بن محمد نے، ان کو حجاج اعور نے، ان کو ابن جریج نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالزبیر نے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا عمر بن خطاب کو فتح مکہ کے زمانے میں مقام بطحاء میں کہ کعبے میں جا کر ہر صورت مٹا دے جو اس میں موجود ہو۔ حضور ﷺ داخل نہ ہوئے حتیٰ کہ اس میں سے ہر صورت مٹا دی گئی۔ (سیرۃ الشامیہ ۵/ ۳۵۹)

(۲۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا مجھے خبر دی نافع نے عبداللہ بن عمر ؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کے اُوپر کی جانب سے اسامہ بن زید ؓ کو اپنی سواری پر پیچھے بیٹھا کر تشریف لائے، آپ علیہ السلام کے ساتھ بلال ؓ عثمان بن طلحہ حجی بھی تھے یہاں تک کہ اُونٹ کو مسجد حرام کے صحن میں بٹھایا اور عثمان کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چابی لائے۔ چنانچہ چابی لائی گئی اور بیت اللہ کا دروازہ کھول کر داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ اسامہ ؓ بلال ؓ اور عثمان ؓ تھے۔ آپ علیہ السلام نے دن کا کچھ حصہ اس میں گزارا پھر باہر تشریف لائے تو لوگ داخل ہونے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سب سے پہلے داخل ہوئے تو بلال ؓ کو دروازہ کے پیچھے کھڑا ہوا پایا ان سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی؟ ہاتھ سے اس مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں آپ علیہ السلام نے نماز پڑھی، ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رکعت کی تعداد پوچھنا میں بھول گیا۔ (اخرجہ البخاری فی الصحیح۔ فتح الباری ۲۴)

(۲۳) مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن الزبیر نے عبیداللہ بن عبداللہ بن ثوبہ سے صفیہ بنت شیبہ سے، انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ فتح کے دن مطمئن ہو گئے تو اپنے اُونٹ پر طواف کیا اور حجر اسود کا استیلام کیا اپنے ہاتھ کی چھڑی سے۔ پھر کعبہ میں داخل ہوئے اس میں لکڑی کا بنا ہوا ایک کبوتر پایا اس کو توڑ دیا پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے میں دیکھ رہی تھی کہ آپ علیہ السلام نے اس کو باہر پھینک دیا۔

باب ۱۶۴

نائلہ بت کی ہلاکت کی دعا

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا اور آپ ﷺ کا فرمان :

لا تغفروا بعد هوا اليوم فكان كما قال ۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشیران نے بغداد میں ، انہوں نے بتایا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن اسماک نے ، انہوں نے بتایا ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالربیع نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یعقوب قمی نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن ابی المغیرہ نے ابن رمزی سے اور کہا جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ایک بوڑھی حبشیہ آئی جو اپنے چہرے پر مار رہی تھی اور ویل کہہ کر پکار رہی تھی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نائلہ ہے جو تمہارے اس شہر مکہ میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکی ہے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے ، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے زکریا بن ابی زائدہ سے ، انہوں نے عامر سے ، انہوں نے حارث بن مالک سے ، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے قیامت تک مکہ میں جہاد نہ ہوگا یعنی آپ علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ اہل مکہ کے کفر کی طرف لوٹنے کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد نہ ہوگا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ، بطور املاء ۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے ، ان کو حدیث بیان کی محمد حسین قطان نے ، ان کو علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے ، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زکریا بن ابوزائدہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر ازار نے ، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویزید نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق ازرق نے ، وہ کہتے ہیں ان کو زکریا بن ابوزائدہ نے شعبی سے ، اس نے عبداللہ ن مطیع سے ، اس نے اپنے والد سے ، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، اور اصفہانی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے سُنا مطیع سے ، اس نے اپنے والد سے ، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن آپ فرما رہے تھے۔ کوئی قریش آج کے دن کے بعد قیامت تک باندھ کر مجبور کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ۔ (کتاب الجہاد والسیر ۔ حدیث ۸۸ ص ۱۴۰۹)

اور یہ اگر چہ خبر کے طریق پر ہے پس اس کے ساتھ مراد کیا ہے ۔ واللہ اعلم نہی مراد ہوگی ۔

نیز اس میں اشارہ ہے اہل مکہ کے مسلمان ہونے کی طرف ۔ نیز یہ کہ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے قتال نہیں ہوگا ۔ جیسے ہم نے روایت کیا ہے حدیث حارث بن برصاء میں ۔

☆☆☆

باب ١٦٥

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعثت وادی نخلہ کی طرف، وہاں پر مشہور بُت عُزّیٰ تھا اور اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شرک کے بڑے آستانے کی تباہی

(١) ہمیں خبر دی محمد بن ابوبکر فقیہ نے، ان کو خبر دی محمد بن ابو جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن علی بن مثنیٰ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوکریب نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو ولید بن جمیع نے ابوالطفیل سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تھا اس کے بعد آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو وادی نخلہ کی طرف بھیجا تھا اسلئے کہ وہاں پر عرب کا مشہور بت العُزّیٰ نصب تھا (گویا کہ یہ مشرکین کا بڑا صنم اور شرک کا بڑا آستانہ تھا)۔ حضرت خالد وہاں پہنچے۔

یہ آستانہ تین درختوں یا تین کیکر کے درختوں میں واقع تھا۔ خالد بن ولید نے اس عمارت اور گھر کو منہدم کر دیا جس کے اندر وہ آستانہ یا بت نصب تھا اور وہ درخت کاٹ دیئے اس کے بعد خالد بن ولید نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا واپس جایئے بے شک آپ نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا۔ چنانچہ خالد بن ولید دوبارہ گئے اس شرک کے آستانے کے سدنہ اور مجاوروں نے جب خالد بن ولید کو دیکھا وہ باوجود یکہ وہ اس کے دربان اور محافظ تھے وہ پہاڑ کے اندر گھس گئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے :

يَا عُزَّى خَبِّلِيهِ ، يَا عَزَّى عَوِّرِيهِ وَإِلَّا فَمُوتِي بِرَغْمٍ

(گویا ان مشرک مجاوروں اور محافظوں نے اپنے آستانے کے شیطان اور بت کی پکار کی اور کہا) اے عزّیٰ خطرہ ہو گیا ہے نقصان اور ہلاکت ہے (اس دشمن کو اور اس کے خطرے کو) روک دے۔ اے عزّیٰ کو بچا ورنہ ہم مارے جائیں گے خاک آلودگی کے ساتھ یعنی انتہائی ذلت ورسوائی کے ساتھ۔

چنانچہ حضرت خالد حکم رسول پا کر اس آستانے پر پہنچے وہاں یہ منظر دیکھا کہ ایک خوفناک شکل کی ننگی منگی عورت ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ مارے صدمے اور افسوس کے اپنے سر میں مٹی ڈال رہی ہے۔ خالد نے تلوار سے شدید حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے آ کر حضور ﷺ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا : تِلْكَ الْعُزّٰى ۔ وہی عزّیٰ تھی۔

(ابن سعد ٢/۔ سیرۃ شامیہ ٦/٣٠٠)

مطلب یہ تھا کہ اس آستانے پر یا اس بت میں یہی مادہ جن اور شیطان چھپی ہوئی تھی جو لاکھوں انسانوں کی گمراہی اور ان کو مشرک کر کے جہنم کا ایندھن بنانے کی ذمہ دار تھی جو دیگر بے شمار خبیث جنات کے ساتھ مل کر لوگوں کو گمراہ کرتی تھی۔ رسول اللہ کے عظیم مجاہد شاگرد اور موحد کی للکار نے جس کے اعصاب شل کر دیئے بھاگ نکلنے کی سکت نہ پا کر حضرت خالد کی تلوار سے ماری گئی۔ یوں ہمیشہ کے لئے اس شرک کے اڈے کا خاتمہ ہو گیا۔

☆☆☆

باب ۱۶۶

فتح مکہ والے دن کعبے کی چھت پر کھڑے ہو کر حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کا اذان دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد اسحاق بن یسار نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بعض آل جبیر بن مطعم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکے میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت بلال کو حکم دیا ، وہ کعبے کی چھت پر چڑھ گئے ۔ انہوں نے چھت پر کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان پڑھی ۔

چنانچہ بعض بنو سعید بن العاص نے کہا البتہ تحقیق اللہ نے عزت دی ہے سعید بن العاص کو جب اس کو قبض کر لیا ہے اس وقت سے قبل کہ وہ اس کالے کو کعبے کی چھت پر دیکھتا ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے ، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن رباح کو فتح مکہ والے دن حکم دیا تھا ۔ اس نے کعبے کی چھت کے اُوپر اذان پڑھی (مشرکین دیکھ کر غصے سے جل رہے تھے) ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابو اسحاق مزکی نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد احمد بن عبدالوہاب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے ، ان کو ہشام نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم دیا تھا فتح مکہ والے دن ۔ اس نے کعبے کے اُوپر اذان پڑھی تھی ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو احمد بن منصور رمادی نے ، ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی معمر نے ایوب سے ، وہ کہتے ہیں کہ ابن ابو ملیکہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے فتح مکہ والے دن بلال بن رباح کو حکم دیا تھا ، اس نے کعبے کے اُوپر اذان دی تھی ۔ چنانچہ قریش میں سے ایک آدمی نے حارث بن ہشام سے کہا ، تم دیکھتے ہو اس غلام کی طرف کہاں چڑھ گیا ہے ۔ اس نے کہا چھوڑیئے اس کو اگر اللہ اس کو ناپسند کرے گا تو اس کو بدل ڈالے گا ۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۶۷

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ کے وقت غسل کرنا اور چاشت کے وقت

وقت نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ نے ان کو جو (فتح مکہ) کی نعمت عطا کی تھی اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ نے یعنی ابن بکیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے یزید بن ابو حبیب سے، اس نے سعید بن ابو ہند سے، اس نے ابو مرّہ مولیٰ عقیل بن ابو طالب سے، اس سے حدیث بیان کی اُم ہانی بنت ابو طالب نے، اس کو حدیث بیان کی تھی کہ جب فتح مکہ کا سال تھا۔ اُم ہانی کے پاس دو آدمی بنی مخزوم کے بھاگ کر آئے تھے (انہوں نے اُم ہانی سے جوار و پناہ مانگی تھی)۔ چنانچہ اس نے ان پناہ دے دی تھی۔ کہتی ہیں کہ حضرت (میرے بھائی) میرے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ کیا میں ان دونوں کو قتل کر دوں؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے جب ان کی یہ بات سُنی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی وہ اس وقت بالائی مکہ میں ہوتے تھے۔ مجھے جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ نے مرحبا اور خوش آمدید کہی اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا اے اُم ہانی؟ میں نے کہا اے اللہ کے نبی میں نے اپنے سسرال میں سے دو آدمیوں کو امان دی ہے مگر علی نے ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تحقیق ہم نے پناہ دی ہے ان کو جن کو تم نے امان دی ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے غسل کرنے کے لئے۔ سیدہ فاطمہ نے ان کے لئے پردہ تان دیا۔ غسل کے بعد آپ ﷺ نے کپڑا لیا اور اس کو اپنے اُوپر ڈال لیا۔ اس کے بعد آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا کی چاشت کے وقت (شکرانے کے لئے)۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے علی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے احمد نے، ان کو حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، پھر اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۵)

اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں مختصر احمد بن اصم سے، اس نے لیث سے اور سعید بن ابو ہند نے۔ (مسلم۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ حدیث ۸۲۔۸۳)

تعداد رکعت صلوٰۃ چاشت .... (۳) کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں ان کو احمد بن عبید نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبد اللہ ابو مسلم نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابو الولید اور سلیمان بن حرب نے، اور یہ الفاظ ابو الولید کے ہیں دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے، ان کو عمرو بن مرّہ نے، اس نے سُنا ابن ابو لیلیٰ سے، انہوں نے کہا ہمیں کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے چاشت کی نماز پڑھی سوائے اُم ہانی کے، بے شک وہی ذکر کرتی ہیں کہ بنی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن غسل کیا تھا اُم ہانی کے گھر میں اور انہوں نے آٹھ رکعت نماز پڑھی تھی۔

وہ کہتی ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ نے اس نماز سے زیادہ کوئی اور ہلکی پھلکی نماز پڑھی ہو۔ پس انہوں نے اس کا رکوع اور سجود مکمل کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو الولید سے۔ (کتاب الصلوٰۃ۔ باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحفا بہ)

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب القاضی نے، ان کو حدیث بیان کی سلمہ بن رجاء نے ان کو حدیث بیان کی شعثاء نے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے ابن ابو اوفیٰ کو دیکھا کہ انہوں نے چاشت کے وقت دو رکعتیں پڑھی تھیں اور کہا تھا بے شک رسول اللہ ﷺ نے چاشت کے وقت نماز پڑھی تھی دو رکعتیں جس دن ابو جہل کے سر کاٹ کر لانے کی خوش خبری دیئے گئے تھے اور فتح مکہ والے دن بھی۔

☆☆☆

باب ۱۶۸

خطبۂ رسول ﷺ فتح مکہ والے سال

اور آپ ﷺ کے فتوے واحکام مکہ مکرمہ میں مختصر طریقے پر

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن بکیر نے، ان کو حدیث بیان کی لیث نے سعید بن ابوسعید مقبری سے، اس نے ابوشریح عدوی سے، بے شک انہوں نے کہا تھا عمرو بن سعید سے۔ وہ مکے کی طرف وفود بھیج رہے تھے۔

اے امیر محترم آپ مجھے اجازت دیجئے میں حدیث بیان کروں اس قول کی جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے علی الصبح فتح مکہ والے دن میرے کانوں نے اس قول کو سنا تھا اور میرے دل نے اس کو محفوظ کیا تھا اور میری آنکھوں نے حضور ﷺ کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ فرما رہے تھے بیشک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی تھی۔ اس کے بعد فرمایا تھا بے شک مکہ کو اللہ نے حُرمت عطا کی ہے مگر لوگوں نے اس کی حرمت بجانہیں لائی۔ کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں ہے جو اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور یوم آخرت کے ساتھ بھی یہ کہ وہ مکہ میں خون بہائے اور نہ ہی مکہ میں کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی ایک بھی رخصت پکڑے رسول اللہ ﷺ کے قتال کرنے سے مکہ میں تو اس سے کہو بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اجازت دی تھی اور تمہارے لئے اجازت نہیں دی ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ نے میرے لئے دن کی صرف ایک ساعت تک اجازت دی تھی اس کے بعد اس کی حرمت پھر لوٹ آئی ہے۔ آج کے دن جیسے کل گذشتہ اس کی حرمت تھی۔ چاہئے کہ ہر موجود شخص ہر غیر موجود شخص تک یہ پیغام پہنچادے۔

ابوشریح سے پوچھا گیا کہ آپ کو عمرو نے کیا کہا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں اس بارے میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں اے ابوشریح۔ بیشک حرم نہیں پناہ دیتا کسی نافرمان اور گنہگار کو۔ اور حرم نہیں پناہ دیتا اس کو جو قتل کر کے بھاگ کر حرم میں پناہ حاصل کرے اور نہ ہی اس کو پناہ دیتا ہے جو فساد فی الدین یا فساد فی الارض کر کے آئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن شرحبیل سے، اس نے لیث سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۹۲۵۔ فتح الباری ۲۰/۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے لیث سے۔ (کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۶ ص ۹۸۷/۲)

حُرمت بلدِ مکہ .... (۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو سعید بن ابوسعید مقبری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوشریح خزاعی سے وہ کہہ رہے تھے جب عمرو بن سعید نے وفد بھیجا تھا۔ ابن زبیر کی طرف میں ان کے پاس داخل ہوا اور میں نے کہا اے محترم میں آپ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا اور انہوں نے حکم دیا تھا کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ان لوگوں تک اس حکم کو پہنچادے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تھا تو خزاعہ والوں نے ھذیل والوں کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور ارشاد فرمایا تھا۔

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ مکہ کو محترم بنا دیا تھا اس دن سے جس دن آسمان اور زمین تخلیق فرمائے تھے۔ چنانچہ یہ محترم ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک محترم ہی رکھے گا۔ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ حرم مکہ میں خون ریزی کرے (نہ ہی یہ حلال ہے کہ وہ) حرم مکہ میں کوئی درخت کاٹے۔ بے شک کسی کے لئے میرے بعد بھی حلال نہیں ہوگا کہ میرے لئے بھی ہرگز حلال نہیں تھا ہاں مگر صرف یہی ایک ساعت حلال ہوا تھا صرف اہلِ مکہ پر اپنا غصہ اور ناراضگی دکھانے کے لئے۔ خبردار پھر تحقیق وہ حرمت والا حکم واپس لوٹ آیا ہے اور اس کی گذشتہ حرمت کل والی حالت پر لوٹ آئی ہے۔

خبردار! تم میں ہر موجود شخص کو چاہئے کہ وہ غیر موجود تک یہ پیغام پہنچا دے۔ جو شخص تمہیں کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرم مکہ میں قتال کیا تھا اس سے کہو بے شک اللہ تعالیٰ نے حرم کو اپنے رسول کے لئے حلال کیا تھا تمہارے لئے حلال نہیں کیا (یعنی اس کی حرمت اُٹھالی تھی، دوبارہ بحال کردی ہے)۔ اے قبیلہ خزاعہ کی جماعت تم لوگ قتل کرنے سے ہاتھ اُٹھالو۔ تحقیق بہتر ہے یہ کہ واقع ہو۔ البتہ تحقیق تم لوگوں نے کسی مقتول کو قتل کیا تو اس کی دیّت ضرور دینا ہوگی۔ جو شخص آج کے دن کے بعد قتل ہوا تو اس کو دو میں سے ایک اختیا ہوگا اگر وہ پسند کرے تو وہ اپنے قاتل کا خون بہائے اگر پسند کرے تو دیت لے لے۔ (ترمذی۔ کتاب الدیات۔ حدیث ۱۴۰۶ ص ۴/۲۱۔ ابوداؤد ۴/۱۷۲)

(تو عمرو بن سعید نے کہا) آپ واپس چلے جائیے اے شیخ، ہم اس کی حرمت کو تم سے بہتر جانتے ہیں۔ بے شک وہ مکہ ہمیں نہیں روکتا خون بہانے والے سے اور نہ ہی طاعت سے نکل جانے والے سے، نہ ہی تخریب وفساد کرنے والے سے۔ میں نے کہا کہ میں وہاں موجود تھا آپ غائب تھے۔ تحقیق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ شاہد غائب تک پہنچادے ہم میں سے۔ میں نے آپ تک بات پہنچادی ہے ہمیں جس کے پہنچانے کا حکم ملا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا۔

تحقیق روایت کیا ہے ابو ہریرہ ؓ نے یہ اضافہ قتل کے بارے میں اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔

(۳) ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو ابن رجاء نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہے حرب نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابو ہریرہ ؓ نے۔ بے شک شان یہ ہے کہ فتح مکہ والے سال کہ بنوخزاعہ نے بنولیث کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا اپنے ایک مقتول کے بدلے میں جو جاہلیت میں قتل ہوا تھا۔ لہٰذا اس واقعہ پر رسول اللہ ﷺ خطاب فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ نے مکہ سے قتل روک دیا ہے اور اللہ نے مکہ پر اپنے رسول کو تسلط اور غلبہ عطا کیا ہے اور اہلِ ایمان کا غلبہ دیا ہے۔ خبردار ہوشیار رہو مجھ سے قبل کسی کے لئے اس کی حرمت نہیں اُٹھائی گئی نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے اس کی حرمت اُٹھائی جائے گی۔

خبردار رہو بے شک میرے لئے ہی صرف دن کی ایک ساعت اس کو حلال کیا گیا تھا (یعنی اس کی حرمت ختم کردی گئی تھی) اور ایک اس ساعت میں بھی یہ شہر محترم ہے۔ نہ اس کی خاردار جھاڑی کاٹی جائے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے، نہ ہی اس میں گری ہوئی چیز اُٹھائی جائے ہاں مگر اعلان کرنے کے لئے۔ اور جس کا کوئی مقتول مارا گیا ہو وہ دو میں سے ایک بہتر اختیار کے ساتھ ہے۔ یا تو اس کا فدیہ دیا جائے (یعنی فدیہ قبول کیا جائے یا قصاص لیا جائے) چنانچہ اہلِ یمن میں سے ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا، اسے ابوشاہ کہتے تھے۔ اس نے کہا میرے لئے آپ لکھ دیجئے یا رسول اللہ ﷺ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوشاہ کے لئے لکھ دو۔ اس کے بعد ایک اور آدمی کھڑا ہوا قریش میں سے، اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اِذخر (گھاس) کو مستثنیٰ فرما دیجئے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ بن رجآ نے کہا ہے۔ اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث شیبان وغیرہ سے، انہوں نے یحییٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب اللقطہ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۸ ص ۲/۹۸۹)

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان سے حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن شیبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے علی بن زید بن جدعان سے، اُس شخص سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا فتح مکہ والے دن، وہ اُس وقت کعبے کی سیڑھی پر کھڑے تھے اور فرما رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے خطبۂ فتح مکّہ کے اہم نکات

الحمد للّٰہ الذی صدق وعدہٗ ۔ ونصر عبدہ ۔ وھزم الاحزاب وحدہ ۔ الخ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے فتح مکہ والا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے محمد ﷺ کی نصرت فرمائی۔ اور تمام لشکروں کو اس کے لئے شکست دی۔ خبردار ہوشیار رہو۔ بے شک مقتول عمداً خطاء چابک سے ہو یا ڈنڈے سے اس میں ایک سو اونٹ (بطور دیت دینا ہے)۔ ان میں سے چالیس (خلفہ ہوں گے یعنی ایسی اُونٹنیاں جس کے پیٹ میں ان کے بچے بھی ہوں (یعنی گابھن ہوں)۔

خبردار آگاہ رہو کہ دورِ جاہلیت (یعنی اسلام کی فتح سے قبل کے دور) کی ہر ترجیح کا فیصلہ یعنی ہر رعایت اور خون کا ہر دعویٰ اور مال ومتاع (یا قصاص جاہلیت) میرے ان قدموں تلے دفن ہے (یعنی آج کے بعد) ان چیزوں کا کوئی حق اور کوئی دعویٰ اور کلیم نہیں سنا جائے گا سوائے کعبہ کی سیادت (سرپرستی چابی، اور خدمت کا حق واختیار) اور سقایۃ الحاج (یعنی حجاج کی خدمت کا فریضہ انہیں زم زم پانی پلانے کی ذمہ داری) خدمت حجاج کو میں نے انہیں لوگوں، خاندانوں کے لئے جاری رکھا ہے جو ان کو انجام دیتے آرہے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۰۱)

شراب وسود کی حرمت .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو قتیبہ نے، ان کو لیث نے یزید بن ابو حبیب سے ان کو عطاء بن ابی رباح نے، اس نے جابر سے۔ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فتح مکہ والے سال فرماتے تھے۔ بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی بیع اور تجارت کو حرام قرار دیا اور مردار اور خنزیر اور بتوں کی بیع اور تجارت کو حرام قرار دیا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ آپ مردار چیز کی چربیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں بے شک ان کے ساتھ کشتیوں کو تر کیا جاتا ہے (یعنی اس کے ساتھ پالش کیا جاتا ہے) اور چمڑوں کو تیل لگایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اجازت نہیں ہے بلکہ وہ حرام ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر جب چربیوں کو حرام قرار دیا تھا تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کی بیع اور خرید وفروخت شروع کر دی پھر اس کی قیمت کو کھایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب البیوع۔ حدیث ۲۲۳۶۔ فتح الباری ۴/۴۲۴۔ مسلم۔ کتاب المساقاۃ ص ۳/۱۲۰۷)

زکوٰۃ عبادت ہے ٹیکس نہیں .... (۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال بزّاز نے، ابوالازہر نے، یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ہمارے والد نے ابن اسحٰق سے، عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال خطبہ دیا۔

اسی دوران فرمایا اے لوگو! بے شک شان یہ ہے کہ اسلام میں حلف نہیں ہے (عہد وپیمان)۔ اور عہد وپیمان جو حلف جاہلیت میں تھا اسلام نے اس کو مزید شدید کر دیا ہے۔ مؤمنین بزرگ ہیں، برتر ہیں اپنے ماسوا پر۔ ان میں سے ادنیٰ بھی ان کے مخالفین کے خلاف پناہ دے سکتا ہے اور ان کے اقصیٰ کو بھی ان پر رد کر سکتا ہے، ان کے سرداران کے کمزوروں پر خرچ کریں یا ان کے عمدہ مال ان کے اہل پر خرچ کئے جائیں۔ کوئی مؤمن

کسی کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ کافر کی دیت وخون بہا مسلم کی دیت کے مقابلے میں آدھی ہوگی۔ اسلام میں جَلَبْ نہیں ہے، (جلب کہتے ہیں مویشی کو فروخت کرنے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ کھینچ کر لے جانا۔ یا بلا وجہ کا حق شور مچانا یا دھمکی دینا۔ یہ باتیں اسلام میں نہیں ہیں) اور اسلام میں جنب نہیں ہے (جنب کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مال وصول کرنے والا کہیں اُتر پڑے اور لوگوں کو تکلیف دے کہ مال مویشی ہانک کر اس کے پاس لائے جائیں تا کہ وہ ان میں سے مال زکوٰۃ وصول کرے۔ یا مطلب ہے کہ اسلام میں اضطراب نہیں ہے۔ ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اسلام میں ناانصافی اور ایک طرف میلان و جھکاؤ نہیں بلکہ اعتدال ہے)۔ واللہ اعلم

نیز لوگوں سے ان کے صدقات نہ لئے جائیں مگر انہیں کے گھروں پر ہی (یعنی انہیں ادائیگی کے لئے طلب نہ کیا جائے)۔

آج تم پر کوئی اعتراض نہیں .... (۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے سوار بن معصب سے، اس نے عمرو بن شعیب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص ہتھیار اُتار کر رکھ دے اس کو امان ہے۔

راوی نے اس امان کے بارے میں حدیث ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے بارے میں بھی ذکر کی ہے جن کو حضور ﷺ نے امان نہیں دی تھی۔ اور حضور ﷺ کے غسل کرنے اور صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ کہہ رہے ہیں یا کہا تھا کہ لوگ کیا گمان کر رہے ہیں؟ صحابہ نے بتایا کہ لوگ کہہ رہے ہیں یہ نبی ہے چچازاد بھائی ہے کرم کرنے والا ہے (یعنی شریف ہے)۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا، تمہارے اُوپر آج کوئی اعتراض والزام نہیں ہے اللہ تمہیں معاف فرمائے، وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ خبردار بے شک ہر ترجیح وسیادت جو دورِ جاہلیت میں تھی وہ میرے ان دونوں پیروں تلے دفن ہے ہاں مگر بیت اللہ کی خدمت والا منصب اور حجاج کو زمزم پلانے والی سیادت اور منصب باقی ہے۔

اس کے بعد راوی نے ذکر کیا خون معاف کرنا اور سود کالعدم کرنے کے بارے میں اور حرمت مکہ کے بارے میں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مؤمنوں! مسلمانوں کو ان کے ماسوا پر برتری حاصل ہے ان سب کے خون کی قدر و قیمت برابر ہے۔ کوئی مؤمن کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی صاحب عہد اپنے عہد پر رہتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ کوئی عورت اپنی خالہ پر سوکن نہیں بنائی جائے گی، نہ ہی اپنی پھوپھی پر اور ایک یہ کہ کوئی ایک نماز دو ساعتوں میں ہوگی نہ کوئی روزہ دو دونوں میں ہوگا، نہ ہی دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث بنیں گے (یعنی مسلم اور کافر)۔ اور مُدَّعا علیہ قسم کھانے کے لئے موزوں ہوگا ہاں مگر یہ کہ اگر گواہ پیش کر دیئے جائیں۔

اتنے میں ایک آدمی آپ کی طرف کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی مزدلفہ میں قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ کے نزدیک بدترین شخص تین ہیں جو شخص اللہ کے حرم میں قتل کرے یا ناحق قتل کرے یا جاہلیت کے کینہ وبغض دشمنی کی وجہ سے قتل کرے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے جاہلیت میں زنا کیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے وہ اس کا مالک نہیں بنے گا یا کسی قوم کی لونڈی کے ساتھ وہ اس کا مالک نہیں ٹھہرے گا۔ پھر اس کے بعد اگر وہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بیٹے کا دعویدار بنے یہ دعویٰ اس کے لئے ناجائز ہوگا۔ نہ یہ آدمی اس کا وارث ٹھہرے گا نہ ہی وہ لڑکا اس آدمی کا وارث بنے گا۔ تم لوگ لِبْسَتَیْن سے بچو اور طُعْمَتَیْن سے بچو۔

چنانچہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ لِبْسَتَیْن سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ تم میں سے کوئی آدمی اگر اس طرح بڑی چادر یا کوئی کپڑا اس انداز سے لپیٹ کر بیٹھے کہ اس کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو (یعنی اُوپر سے ننگا نظر آ رہا ہو ایسا نہ کرے

یااشتمال صما کررہا ہو یعنی ایک طرف نکال دے۔ میں نے پوچھا کہ طُعُمَتَیُن کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی بندہ اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے یا پیٹ کے بل لیٹ کر کھائے (یعنی ایسا بھی نہ کرے)۔ (سند احمد ۲/ ۱۸۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمر ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ بن یحییٰ نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول سے۔

حدود الٰہی میں سفارش کرنے پر اسامہ کو رسول اللہ ﷺ کی سرزنش
پہلی اُمتوں میں حدود الٰہی میں کوتاہی ہلاکت کا سبب بنی
فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ قریش کو اس عورت کی اس حالت نے انتہائی پریشان کر دیا تھا جس نے عہد رسول میں غزوۃ الفتح میں کوئی چوری کی تھی۔ لوگوں نے (ڈرتے ڈرتے) کہا کہ اس بارے میں کون رسول اللہ ﷺ کے آگے سفارش کرے گا؟ (پھر سوچ کر بولے) حضور ﷺ کے آگے اس بارے میں کون جرأت کر سکے گا سوائے اسامہ بن زید کے جو رسول اللہ ﷺ کا بہت ہی پیارا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کے کہنے پر اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کی۔ مگر غصے سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک رنگین ہوگیا۔ فرمانے لگے۔

کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے معاملے میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ نے گھبرا کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے لئے استغفار اور معافی کیجئے۔ جب شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی جس قدر وہ حمد وثنا کا مستحق ہے اس کے بعد فرمایا۔

امابعد! پکی بات ہے کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے گزرے ہیں ان کو اسی بات نے ہلاک و برباد کر دیا تھا کہ جب کوئی ان میں سے معزز آدمی چوری کرتا اس کو تو وہ چھوڑ دیتے تھے اور ان میں جب کوئی ضعیف و کمزور آدمی چوری کرتا اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اور بے شک میں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد حکم دیا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا کہ عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ اس عورت کی توبہ اس کے بعد انتہائی خوبصورت قرار پائی۔ اس نے شادی بھی کی تھی۔ اس واقع کے بعد وہ آتی تھی اس کی حاجت میں رسول اللہ کے آگے پیش کرتی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابواویس سے، اس نے ابن وہب سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حرملہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۴۔ فتح الباری مسلم۔ کتاب الحدود ص ۳/ ۱۳۱۵)

بیٹا اس کا بیوی جس کی، اور زانی کے نصیب میں پتھر

(۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابومسلم نے، ان کو ابوعاصم نے، اس نے مالک سے اس نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے عہد کیا تھا اپنے بھائی سعد کے ساتھ کہ ابن ولیدہ زمعہ مجھ سے ہے، اس کو میری طرف سے حاصل کر کے لے آنا (اپنے قبضے میں لے کر)۔

جب مسلمانوں نے مکہ فتح کرلیا تو سعد نے اس کو پکڑ لیا۔ لہٰذا عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ لڑکا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ فرما دیا عبد بن زمعہ کے حق میں اور ارشاد فرمایا : کہ

الولد للفراش و للعاھر الحجر ۔ (ترجمہ) بیٹا اس کا جس کی بیوی ۔ اور زانی کے لئے پتھر۔

اور اپنی زوجہ سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ اس لڑکے سے پردہ کرے۔ اس کے بعد بی بی سودہ نے اس کو نہ دیکھا۔ یہا تک کہ وہ انتقال کرگیا یا سودہ انتقال کرگئیں۔

چنانچہ بیٹا ثابت ہوگیا صاحب الفراش کے لئے ، وہ شوہر ہی ہوتا ہے اور زانی کے لئے ناجائز ہے کیونکہ بعض عرب نسب زانی کی طرف سے ثابت کیا کرتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی وغیرہ سے، اس نے مالک سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۲۔ فتح الباری ۲۴/۸)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ علی بن عبداللہ العطار نے بغداد میں بطور املاء کے اپنی اصل کتاب میں سے، ان کو حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، ان کو یونس بن محمد نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے ابوعمیس سے، اس نے ایاس بن سلمہ بن اکوع سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی تھی اوطاس والے سال عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی تین دن تک اس کے بعد اس عمل سے منع فرما دیا تھا۔

نوٹ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی لکھتے ہیں کہ یہ تصریح اور توضیح ہے کہ فتح مکہ والے دن متعہ حلال اور جائز قرار دیا گیا اور وہی یوم اوطاس ہے، فتح مکہ اور یوم اوطاس ایک ہی چیز ہے۔ اوطاس طائف میں ایک وادی ہے۔

اس روایت کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۱۰۲۳/۱۸)

اس نے یونس بن محمد سے۔ اور اوطاس والا سال اور فتح مکہ والا سال ایک ہی ہے۔ یہ حدیث اور ربیعہ بن سبرۃ والی حدیث برابر ہے۔

فائدہ : متعہ النساء کے بارے میں ڈاکٹر عبدالمعطی نے اسی روایت کے تحت طویل حاشیہ میں تحقیق لکھی ہے مختلف کتب کے حوالہ جات کے ساتھ، جو حضرات تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں وہ اصل کتاب دلائل النبوۃ جلد پنجم صفحہ ۸۹۔۹۰۔۹۱ ملاحظہ کریں۔ ہم نے طوالت کے خوف سے اس کو درج نہیں کیا۔ (مترجم)

مسلم و کافر کی وراثت .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عمر حافظ نے، ان کو ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری نے اور اسماعیل بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے، ان کو روح نے، ان کو محمد بن ابوحفصہ نے اور زمعہ بن صالح نے، ان دونوں کو ابن شہاب نے علی بن حسین سے، اس نے عمرو بن عثمان سے، اس نے اسامہ بن زید سے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ صبح کہاں اُتریں گے انشاءاللہ؟ یا یوں کہا گیا تھا آپ صبح کہاں اُتریں گے؟ کہا کہ یہ فتح مکہ کا وقت تھا۔ آپ نے فرمایا، کیا عقیل نے کوئی منزل چھوڑی ہے؟ اور فرمایا بے شک شان یہ ہے کہ کوئی کافر کسی مؤمن کا وارث نہیں بنے گا۔ اور زمعہ نے کہا مسلم (کافر کے بجائے) اور نہ ہی کوئی مؤمن کافر کا وارث نہیں بنے گا۔ اور زمعہ نے کہا مسلم (مؤمن کی جگہ) ابن ابوحفصہ نے کہا کہ زہری سے کہا گیا تھا ابوطالب کا وارث کون بنے گا فرمایا کہ عقیل اور طالب بنیں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے روح سے دونوں سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۰ ص ۹۸۵/۲)

اور اس کو بخاری نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۸۲۔ فتح الباری ۱۱۳/۸ دیکھئے تحفۃ الاشراف ۵۷/۱۔۵۵/۱)

محمد بن ابوحفصہ سے اس نے معمر سے اور معمر نے کہا ہے کہ زہری سے اور یہ بات نبی ﷺ کے حج میں ہوئی۔

(مسند احمد ۲۰۱/۵۔ مصنف عبدالرزاق ۲۰۲/۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ان کو احمد بن محمد نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو خبر دی شعیب نے، ان کو ابوالزناد نے عبدالرحمن نے، اس نے ابوہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔آپ نے فرمایا کہ ہماری منزل انشاءاللہ تعالیٰ جس وقت اللہ نے فتح کی خیف ہے جہاں لوگوں نے کفر پر ایک دوسرے کو قسمیں دی تھیں۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے اسی طرح۔(فتح الباری ۱۴/۸۔حدیث ۴۲۸۴)

باب ۱۶۹

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یوم الفتح میں لوگوں کا بیعت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو محمد بن شرحبیل نے ابوعبداللہ انباری نے، ان کو خبر دی ابن جریج نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عثمان نے یہ کہ محمد بن اسود بن خلف نے ان کو خبر دی کہ ان کے والد اسود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔حضور ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے فتح مکہ والے دن۔

کہتے ہیں کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے مقام قرن مسفلہ کے پاس۔کہتے ہیں قرن مسفلہ وہی ہے جہاں ابن ابوثمامہ کے گھر ہیں۔ وہ دار ابن سمرہ اور اس کے اردگرد کا مقام ہے۔اسود کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ اس جگہ بیٹھے تو لوگ دھڑادھڑ آپ کے پاس آ گئے چھوٹے بھی بڑے بھی۔مرد بھی عورتیں بھی۔انہوں نے حضور کے ساتھ بیعت کی اسلام پر اور شہادت (گواہی) پر۔

میں نے پوچھا کہ گواہی کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے خبر دی ہے محمد نے اسود سے کہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی ایمان پر اور شہادت لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ پر (یعنی شہادت ہی گواہی ہے کہ اللہ کی سوا اِلٰہ اور معبود و مشکل کشا کوئی نہیں۔(منداحمد ۳/۴۱۵)

باب ۱۷۰

اسلام

ابوقحافہ عثمان بن عامر والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے وقت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد نے اپنے والد عبّاد بن عبداللہ بن زبیر نے اسماء بنت ابوبکر صدیق سے، وہ کہتی ہیں جب فتح مکہ والا سال ہوا رسول اللہ ﷺ وادی طویٰ میں اُترے تھے۔ابوقحافہ نے اپنی بیٹی سے کہا تھا جو ان کی چھوٹی اولاد تھی۔

اے میری چھوٹی بیٹی مجھے جبل ابو قبلیس پر چڑھایئے اس لئے کہ ان کی بینائی رک گئی تھی (وہ نابینا ہوگئے تھے)۔ وہ لڑکی ان کو اُوپر چڑھا کر لے گئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے بیٹی! تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک بہت بڑا مجمع اکٹھا ہوا ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ اس بڑے مجمع کے اندر ایک آدمی آگے آتا ہوا پیچھے جاتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ ابو قحافہ نے کہا کہ اے بیٹی یہ لشکر ہے اور وہ آدمی اس لشکر کا قائد اور کمانڈر ہے۔

اس کے بعد اس نے پوچھا کہ اور کیا دیکھ رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ مجمع پھیل رہا ہے بڑھتا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس وقت لشکر ہٹ رہا ہے لہٰذا مجھے جلدی میرے گھر لے چل، وہ جلدی سے لے چلی۔ جب وہ وادی ابطح میں اُتری تو اس کو سامنے ایک گھڑ سوار ملا اس لڑکی کے گلے میں چاندی کا ہار تھا وہ اس شخص نے اس کی گردن سے توڑ لیا۔

حضور جب مسجد میں داخل ہوئے تو ابوبکر صدیق گئے اور اپنے والد کو لے آئے۔ ہاتھ سے پکڑ کر لا رہے تھے رسول اللہ نے جب دیکھا کہ نابینا وہ بھی بزرگ کو ہاتھ سے پکڑ کر لا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس بزرگ آدمی کو اس کے گھر میں کیوں نہ چھوڑ دیا میں خود اس کے پاس آتا۔ ابوبکر نے کہا یہ چل کر آپ کے پاس آئے یہ زیادہ مناسب ہے اس بات سے کہ آپ چل کر اس کے پاس جائیں۔ ابوبکر صدیق نے ان کو حضور ﷺ کے سامنے بٹھا دیا پھر حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اسلام لے آ ؤ بچ جاؤ گے یا محفوظ رہو گے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی بہن کو ہاتھ سے پکڑ کر کہا میں اللہ کی اور اسلام کی قسم دے کر کہتا ہوں میری بہن کا گلوبند کس کے پاس ہے؟ اللہ کی قسم اس کو کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ کہا پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے خود ہی کہا میری چھوٹی بہن اب پہلے اپنے گلوبند پر اللہ سے ثواب کی طالب ہو جائیں۔ اللہ کی قسم آج کے دور میں لوگوں میں امانت داری بہت کم رہ گئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۹۔۲۰)

(۲)　ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی ابن جریج نے، اس نے ابو زبیر سے، اس نے جابر سے یہ کہ عمر بن خطاب نے ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا، ان کو بدل دو (یعنی بالوں کی سفیدی کو) اور سیاہی کو ان کے قریب نہ لاؤ۔ یا ان کو سیاہی کے قریب نہ کرو۔ (سیرۃ شامیہ ۵/۳۵۲)

ابن وہب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن محمد نے زید بن اسلم سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو مبارک باد دی تھی ان کے والد کے مسلمان ہونے کی۔ (المغازی للواقدی ۲/۸۲۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۴)

باب ۱۷۱

قصہ صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابوجہل

اور ان دونوں کی عورتوں کا قصہ

دونوں آگے پیچھے مسلمان ہوئے مگر سابقہ نکاح پر قائم رہے

(۱)　ہمیں خبر دی ابو احمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو مالک نے ابن شہاب سے، ان کو خبر پہنچی ہے کہ کچھ عورتیں تھیں عہد رسول میں جو اپنی سرزمین پر (مکے) میں رہتے ہوئے مسلمان ہوگئی تھیں اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ جب وہ مسلمان ہوئیں اس وقت تک ان کے شوہر کافر تھے۔ ایک تو ولید بن مغیرہ کی بیٹی تھی جو صفوان بن اُمیہ کی بیوی تھی۔ وہ فتح مکہ والے دن مسلمان ہوگئی تھی اور اس کا شوہر صفوان بن اُمیہ اسلام سے فرار ہو گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے چچازاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر دے کر اس کے پیچھے بھیجا، یہ دراصل صفوان کے لئے امان تھی اور اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور اس کو اپنے پاس بلایا تھا اگر کسی امر پر راضی ہو جائے تو حضور قبول کر لیں گے ورنہ دو ماہ تک اس کو مہلت دے دیں گے۔ جب صفوان رسول اللہ کی چادر مبارک ساتھ لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو آواز لگائی، اے محمد! یہ وہب بن عمیر ہے یہ میرے پاس آپ کی چادر لے کر پہنچا ہے اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ نے مجھے اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے اس شرط پر کہ اگر میں کسی امر پر راضی ہو جاؤں تو آپ قبول کر لیں گے ورنہ آپ مجھے دو ماہ کی مہلت دے دیں گے سوچنے کی۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو وہب آپ نیچے اُتریں۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں اُتروں گا جب تک میرے لئے وضاحت نہیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے لئے چار ماہ کی مہلت ہے۔

سیرت رسول سے مروّت اعلیٰ ظرفی ...... مذہبی وسیاسی رواداری کی مثال

(اس کے بعد رسول اللہ ہوازن سے قبل حنین کی طرف)

حضور ﷺ نے صفوان کے پاس پیغام بھیج کر اس سے ہتھیار وغیرہ سامان جنگ اُدھار طلب کیا جو اس کے پاس تھا۔ صفوان نے پوچھا کہ کیا مرضی سے دوں یا جبراً (یعنی جبراً مانگ رہے ہیں) آپ نے فرمایا مرضی سے دیجئے۔ چنانچہ اس نے ہتھیار اور دیگر سامان حرب حضور ﷺ کو اُدھار دے دیا۔ اور صفوان خود بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا حالانکہ وہ کافر تھا۔ مگر حنین میں آموجود ہوا اور طائف کے معرکہ میں۔ حالانکہ وہ کافر تھا اور اس کی بیوی مسلمان تھی۔ حضور ﷺ نے دونوں کی تفریق و علیحدگی نہیں کی تھی یعنی اس کے اور اس کی بیوی کے مابین۔ حتیٰ کہ صفوان مسلمان ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے ساتھ ٹھہری رہ گئی تھی اسی نکاح کے ساتھ۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ صفوان کے مسلمان ہونے اور اس کی بیوی کے مسلمان ہونے کے درمیان ایک مہینے کے قریب قریب مدت تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۱/۴-۳۲۔ مغازی للواقدی ۸۵۲/۲)

ابن شہاب سے مروی ہے کہ اُم حکیم بنت حارث بن ہشام عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی تھی۔ وہ فتح مکہ والے دن مسلمان ہو گئی تھی اور اس کا شوہر عکرمہ بن ابوجہل اسلام لانے سے فرار ہو گیا تھا حتیٰ کہ یمن میں گیا۔ لہٰذا اُم حکیم نے بھی پیچھے پیچھے سفر کیا اور وہ بھی یمن پہنچ گئی اور بیوی نے جا کر اس کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ یہ فتح مکہ والے سال ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے اسے آتے دیکھا تو آپ خوشی سے اس کی طرف اُچھل کر لپکے۔ حضور ﷺ نے اس کی بیعت کی اور وہ دونوں اپنے مذکورہ نکاح پر ہی قائم اور ثابت رہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

اس نے ذکر کیا ہے قصہ صفوان اور قصہ عکرمہ بالکل اسی طرح جیسے ان کی مذکورہ دونوں حدیثوں میں گزر چکا ہے۔ اور عروہ کی روایت کے قصہ میں ہے کہ وہ کشتی میں سوار ہوئے تھے جب بیٹھ گئے تو انہوں نے لات وعزیٰ بتوں کی پکار کی۔ مگر کشتی والوں نے کہا یہاں پر کوئی ایک شخص بھی دریا پار نہیں کر سکتا، ہاں صرف اور صرف وہی جو مخلص ہو کر خالص اللہ کو پکارتا ہے۔ یہ سُن کر عکرمہ نے کہا اگر وہ (اللہ) دریا میں اکیلا کافی ہے نجات دینے کے لئے تو پھر خشکی پر (زمین پر بھی) وہی اکیلا کافی ہے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں محمد ﷺ کی طرف ضرور واپس لوٹ کر جاؤں گا۔ چنانچہ وہ لوٹ آئے اور حضور ﷺ سے بیعت اسلام کر لی۔

دونوں راویوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن اُمیہ کی طرف نمائندہ بھیجا تھا ہتھیاروں کے بارے میں جو اس کے پاس تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے وہ مانگے تھے۔ لہٰذا صفوان نے پوچھا تھا کہ پھر امان کہاں گئی، کیا وہ اسلحہ ہم سے چھین رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھنا چاہو تو رکھ لو اور اگر چاہو تو تم مجھے وہ اُدھار دے دو۔ یہ مجھ پر ضمانت ہوگی کہ وہ تجھے واپس کر دیئے جائیں گے۔ صفوان نے کہا کہ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے میں آپ کو وہ اُدھار دے دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ حضور ﷺ کو دے دیئے تھے اسی دن۔ لوگوں نے کہا کہ وہ ایک سو زرہ تھیں اور ان کا سامان تھا۔ اور صفوان کثیر ہتھیاروں کے مالک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ مکمل سامان کے ساتھ ہمیں دے دے، اس نے دے دیا۔

یہ الفاظ موسیٰ کی روایت کے ہیں۔ واقدی کا خیال ہے کہ عبداللہ بن یزید ہزلی نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ابو حصین ہزلی نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے تین اشخاص سے قرض مانگا تھا قریش میں سے۔ ایک صفوان بن اُمیہ سے پچاس ہزار درہم، چنانچہ اس نے حضور ﷺ کو قرض دے دیا تھا۔ دوسرے عبداللہ بن ابو ربیعہ سے چالیس ہزار درہم اور تیسرے حویطب بن عبدالعزیٰ سے چالیس ہزار درہم۔ آپ نے وہ اپنے اصحاب میں سے اہل ضعف میں تقسیم کر دیا تھا اور اس مال میں سے جذیمہ کی طرف بھیجا تھا۔

یہ تفصیل اس میں ہے جس کو ذکر کیا ہے یہاں شیخ ابو عبداللہ حافظ نے ابو عبداللہ اصفہانی سے، اس نے حسن بن جہم سے، اس نے حسین بن فرج سے، اس نے واقدی سے۔ (مغازی للواقدی ۸۵۱/۲)

(۳)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں داخل ہوئے تھے تو ہبیرہ بن ابو وہب اور عبداللہ بن زبعری نجران کی طرف بھاگ گئے تھے۔ بہرحال ہبیرہ بن ابو وہب نے تو وہیں نجران میں ہی اقامت اختیار کر لی تھی مرنے تک وہ تو مشرک ہی رہ کر مر گئے تھے۔

باقی رہ گئے ابن زبعری وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ آئے تھے اور راویوں نے ان کے اسلام کے بارے میں ان کی معذرت کرنے کے بارے میں شعر ذکر کئے ہیں، جن کا مفہوم ہے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ بندوں میں عظیم ہیں۔ مجھے معاف کر دیجئے، آپ کے لئے میرے ماں باپ قربان جائیں۔ غلطی میری تھی آپ تو رحم کرنے والے ہیں اور ایسے ہیں جن پر رحم کیا گیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۲/۴-۳۳)

باب ۱۷۲

ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ کا اسلام

(۱)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، ان کو عروہ بن زبیر نے کہ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر جتنے اخباء ہیں یا کہا تھا اہل اخباء ہیں ابن بکیر کا شک ہے یعنی مراد ہے کہ آپ کے اہل سے زیادہ دھرتی پر کوئی میرے نزدیک مبغوض نہیں تھا (مگر آپ کے اسلام لانے کے بعد) روئے زمین پر آپ کے اہل خانہ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہماری بات یا کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

بے شک ابوسفیان انتہائی ہاتھ روک کر رکھنے والا (کنجوس) آدمی ہے۔ کیا میرے اُوپر کوئی گناہ ہے کہ میں اس کی ملکیت میں سے کسی کو کھانا کھلاؤں (یا غلہ وغیرہ دوں)۔ حضور نے فرمایا نہیں اجازت نہیں ہے مگر معروف طریق سے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے اور اس کو روایت کیا ہے۔

(کتاب الایمان والنذور۔ حدیث ۶۶۴۱۔ فتح الباری ۱۱/۵۳۵)

اور ابن مبارک نے یونس بن یزید سے۔ اس نے کہا ہے حدیث میں، اللہ کی قسم نہیں تھا زمین پر کوئی اہل خباء اس روایت میں شک مذکور نہیں ہے۔ اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ کھلاؤ اس کو جس کا عیال ہے یعنی عیال دار کو۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن حلیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ نے اس نے ذکر کیا ہے اس کو۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے یہ کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ (زوجہ ابوسفیان) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جس کی ذلت وبے عزتی مجھے محبوب ہو۔ اگر تھا تو وہ صرف اور صرف آپ کا گھرانہ تھا مگر اسلام لانے کے بعد تیرے سوا کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے سب سے زیادہ اس کی عزت عزیز ہو۔

اس کے بعد وہ کہنے لگی کہ ابوسفیان انتہائی کنجوس وبخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اگر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے عیال پر خرچ کروں۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا، نہیں تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم ان کو معروف طریقے پر کھلاؤ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث معمر سے اور ابن اخی زہری سے، اس نے زہری سے۔

اور رہے بہر حال ابوسفیان تو ان کے اسلام کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(۴) اور میں نے پڑھا ہے محمد بن سعدی کی کتاب میں محمد بن عبید سے، اس نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے ابواسحاق سبیعی سے یہ کہ ابوسفیان بن حرب فتح مکہ کے بعد بیٹھے ہوئے اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ کاش کہ میں محمد کے مقابلہ پر جماعت اور لشکر جمع کرتا۔ وہ یہ بات دل ہی دل میں کہہ رہے تھے۔ اچانک کہیں سے نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا اور فرمانے لگے اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔ کہتے ہیں ابوسفیان نے سر اُٹھا کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ اس کے سامنے کھڑے تھے۔ ابوسفیان بولے میں نے اس وقت تک یقین نہیں کیا تھا کہ آپ نبی ہیں میں تو یہ باتیں دل میں کہہ رہا تھا۔

اور اس کو ابوالسفر اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے مرسلاً ذکر کیا ہے اسی مفہوم میں۔

فائدہ : الاصول میں مذکور ہے کہ یہ محمد بن سعد الواقدی ہے اور یہ بات کاتبین کی غلطی ہے جبکہ یہ خبر اس طرح ہے جس طرح اس کو ابن سعد نے ابواسحاق سبیعی نقل کیا ہے اور حاکم نے الاکلیل میں ابن عباس سے۔

(۵) تحقیق مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے۔ انہوں نے کہا مجھے خبر دی ابوحامد احمد بن علی بن حسن مقری نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف فریابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن ابواسحاق نے

ابوالسفر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ پیدل چلے آرہے تھے اور لوگ مل کر پیچھے آرہے تھے آپ کی ایڑیوں کے ساتھ۔ اس نے دل میں سوچا کاش کہ میں اس شخص کے ساتھ لشکرکشی کرتا قتال کے لئے۔ رسول اللہ جیسے ہی تشریف لائے انہوں نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اُس وقت اللہ تعالیٰ تجھے ناکام ونامراد کرے۔ اس نے فوراً کہا میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں اس سے جو کچھ میں نے دل میں بکا ہے۔

میں نے اسی طرح پایا ہے اپنی کتاب میں موصول کے ساتھ ابواب فتح مکہ میں کتاب الاکلیل سے۔ (سیرۃ الشامیہ ۳۷۰/۵)

ابوسفیان کے قول پر رسول اللہ ﷺ کا مطلع ہونا .... (۶) اس میں ہے، جس کی مجھے خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن محمد بن احمد الفاحی نے بطور اجازت، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابوعمرو نے، ان کو محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے شیخ ابومحمد حسن بن ابوعبداللہ فارسی نے، اس طرح کہ انہوں نے خود پڑھ کر سُنائی، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن عبداللہ بن حمدون نے، ان کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحامد بن شرقی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے، ان کو محمد بن موسیٰ بن اعین نے یعنی جزری نے، ان کو ان کے والد نے اسحاق بن راشد سے، اس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیب سے کہ جب وہ رات واقع ہوئی جس رات لوگ مکے میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ کی رات تو لوگ مستقل تکبیر وتہلیل میں اور بیت اللہ کا طواف کرنے میں لگے رہے تا آنکہ صبح ہوگئی۔ ابوسفیان نے ہندہ سے کہا (اپنی بیوی سے) کیا تم دیکھ رہی ہو یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے؟

صبح ہوئی تو ابوسفیان حضور ﷺ کے پاس گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ہندہ سے کیا کہا ہے؟ کہ تم کیا سمجھ رہی ہو کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے .... سنو! جی ہاں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی ابوسفیان جس کی قسم کھاتا ہے میرے اس قول کو لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی نہیں سُنا تھا سوائے اللہ عزوجل کے اور ہندہ کے۔ (سیرۃ شامیہ ۳۷۰/۵)

باب ۱۷۳

فتح مکہ والے سال نبی کریم ﷺ کا قیام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عاصم نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں اُنیس دن قیام فرمایا تھا دو رکعتیں پڑھتے رہے تھے (یعنی چار رکعت والی دو رکعت پڑھتے رہے)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل میں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن عثمان سے۔ (فتح الباری ۲۱/۸۔ حدیث ۴۲۹۹)

اس میں اختلاف کیا گیا ہے عاصم احول پر اسی طرح کہا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ سترہ دن۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو بوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے اور عثمان بن ابوشیبہ نے یہی مفہوم (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم ہاشمی نے، ان کو حسین بن محمد زیاد نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو حفص بن غیاث نے عاصم سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے سترہ دن قیام فرمایا تھا، نماز میں قصر کرتے رہے تھے۔

یہ الفاظ حدیث ابن زیاد کے ہیں اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے رہے تھے، آپ نماز میں قصر کرتے رہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۳۰)

ابن عباس نے فرمایا کہ جو شخص سترہ دن قیام کرے وہ نماز میں قصر کرے اور جو اس سے زیادہ سفر میں قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے۔

حضور ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر نماز میں قصر کرنا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی ابن علیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن زید نے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے عمران بن حصین سے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی اور میں ان کے ساتھ فتح مکہ میں بھی شامل تھا۔ آپ نے اٹھارہ راتیں قیام فرمایا تھا، آپ صرف دو رکعت ہی پڑھتے رہے یعنی قصر کرتے رہے۔ فرماتے تھے، اے اہل شہر تم لوگ چار رکعت پڑھو ہم لوگ مسافر ہیں۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو نفیلی سے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عبداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن مکہ میں پندرہ دن قیام کیا تھا، آپ قصر کرتے رہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان اور احمد بن خالد الوہبی اور سلمہ بن الفضل نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں نے اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۳۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن مسلم بن شہاب نے اور محمد بن علی بن حسین نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عمرو بن شعیب نے اور عبداللہ بن ابورھم نے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا آپ وہاں پندرہ دن ٹھہرے رہے تھے۔

یہ روایت منقطع ہے اور سب سے زیادہ صحیح ابن مبارک کی روایت ہے عاصم احول سے جس پر بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان سے کہا، کیا آپ کو خبر دی ہے شعیب بن ابوحمزۃ نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے یہ کہ عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری نے اس کو خبر دی ہے کہ انہوں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، وہ مقام حزورۃ (چھوٹے ٹیلے) پر ٹھہرے ہوئے تھے سوق مکہ میں، فرمارہے تھے بے شک یہ سرزمین (مکہ) البتہ اللہ کی بہترین زمین ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب سرزمین ہے۔ اگر میں اس سرزمین سے نہ نکالا جاتا تو میں از خود یہاں سے نہ نکلتا۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۹۲۵۔ ص ۵/۷۲۲)

☆☆☆

باب ۱۷۴

نبی کرم ﷺ کا یہ فرمان کہ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے

یہ اس لئے فرمایا تھا کہ جب مکہ فتح ہوگیا تو اب پورا ملک دارالاسلام بن گیا اس لئے مکہ سے ہجرت کرنا ختم ہوگیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے ان کو ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، اس نے طاؤس سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتح تو دراصل فتح مکہ ہی ہے، ہجرت نہیں ہے۔ لیکن جہاد ہے اور نیت وارادہ۔ اور اگر تم جہاد کے لئے نکالے جاؤ تو ضرور نکلو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب لاہجرۃ بعد الفتح)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۸۵ ص ۱۴۸۷)

تحقیق نمبر۱ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہجرت نہیں ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ ہجرت یعنی دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف خروج کرنا قیامت تک جاری ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث کی دو تاویلیں اور توجیہیں کی ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ اب دارالاسلام بن چکا ہے۔ لہٰذا اس سے ہجرت کا تصور ختم ہوگیا ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے جو کہ زیادہ صحیح ہے کہ ایسی ہجرت جو فاضلہ ہوتی ہے مہمہ اور مقصود ومطلوب ہوتی ہے جس کے ساتھ اہل ہجرت دوسروں سے ظاہری طور پر بھی ممتاز ہوتے ہیں، وہ مکہ فتح ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہوگئی اور ان اہل ہجرت کے لئے گزر چکی ہے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل ہجرت کرلی تھی (دراصل جوان ہی خوش قسمت لوگوں کا مقدر تھا)۔ اب چونکہ اسلام قوی ہو چکا ہے، غالب آچکا ہے فتح مکہ کے بعد نمایاں غلبہ کے ساتھ پہلے کے برعکس، اس لئے وہ اب نہیں رہی۔

تحقیق نمبر۲ : لیکن جہاد ہے اور نیت۔ اس کا مطلب ہے کہ ہجرت کے ذریعے تحصیل خیر تو فتح مکہ کے ساتھ ختم ہوگیا ہے لیکن اب تم لوگ اس چیز کو جہاد کے اور نیت صالحہ کے ذریعہ حاصل کرو۔ اس ارشاد میں مطلق نیت صالحہ پر اُبھارا گیا ہے۔ کیونکہ ثواب نیت پر ہی دیا جاتا ہے۔

تحقیق نمبر۳ : جب تم نکالے جاؤ تو نکلو۔ اس کا مطلب ہے کہ جب امام اور حکمران تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کا تقاضا کرے تو تم ضرور نکلو یہ دلیل اس پر ہے کہ جہاد فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔ جس وقت اس کو وہ لوگ کریں جن کے ساتھ کفایت حاصل ہوسکے تو باقیوں سے حرج ساقط ہوجاتی ہے اور اگر سارے لوگ اس کو چھوڑ دیں تو سارے گنہگار ہوجائیں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ابوخثیمہ نے عاصم سے، اس نے ابوعثمان سے، ان کو مجاشع نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی معبد کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا میں بھائی کو اس لئے لایا ہوں کہ آپ اس سے ہجرت کے لئے بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہجرت اپنے مقتضی سمیت ختم ہوچکی ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے یارسول اللہ ﷺ؟ فرمایا کہ میں اس سے بیعت اسلام لوں گا یا ایمان وجہاد کی بیعت۔

کہتے ہیں کہ بعد میں میں معبد سے ملا اور وہ دونوں میں سے بڑا تھا ابوعثمان کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجاشع نے سچ کہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد بن ابوخیثمہ سے۔ (کتاب المغازی)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے کئی طرق سے عاصم سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ ۳/ ۱۴۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی حمزہ بن عباس نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے عمرو بن مرّہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا تھا ابوالبختری سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اُتری :

اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح

تو حضور ﷺ نے اس کو پڑھا اور پوری ختم کر لی اس کے بعد فرمایا، میں اور میرے اصحاب بہتر ہیں اور لوگ بہتر ہیں۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ میں نے یہ حدیث مروان بن حکم کو بیان کی، وہ اس وقت مدینہ پر حاکم لگا ہوا تھا، اس نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ جبکہ اس کے پاس رافع بن خدیج اور زید بن ثابت موجود تھے وہ دونوں اس کے ساتھ چارپائی یا تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یہ دونوں شخص اگر چاہیں تو تمہیں حدیث بیان کر سکتے ہیں لیکن یہ شخص یعنی زید ڈرتا ہے کہ آپ صدقہ کی ذمہ داری سے الگ کر دیں گے اور وہ ڈرتا ہے کہ آپ اس کو اس کی قوم کی سرداری سے الگ کر دیں گے یعنی رافع بن خدیج کو وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس پر چابک کے ساتھ سختی کی جب زید اور رافع نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

باب ۱۷۵

فتح مکہ کے بعد سلمہ بن ابوسلمہ جرمی کا اسلام لانا

اور لوگوں کا اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہونا

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحاتم محمد بن ادریس حنظلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے ایوب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوقلابہ نے عمرو بن سلمہ سے۔ پھر کہا کہ وہ زندہ ہے کیا آپ ان کو مل نہیں لیتے ؟ آپ خود اُن سے سن لیں گے۔ چنانچہ میں عمرو سے ملا اس نے مجھے حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں ہم راستہ پر بیٹھے تھے ہمارے پاس سے سوار گذر رہے تھے۔ ہم ان سے پوچھتے تھے یہ کیا ماجرا ہے؟ اور لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو لوگ ہمیں بتاتے تھے کہ یہاں پر نبی موجود ہے جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ بے شک اللہ نے ان کو بھیجا ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کی طرف یہ یہ وحی کی ہے۔ اور عرب ملامت کئے جا رہے تھے بسبب ان کے اسلام کے فتح کے وقت۔ اور کہہ رہے تھے اس کو دیکھو اگر وہ غالب آ گیا وہ نبی ہے۔ اس کی تصدیق کرو یعنی اس کو سچا مان لو۔

جب فتح مکہ واقع ہوگیا تو ہر قوم نے اپنے اسلام کے ساتھ آواز لگائی میرا والد بھی گیا۔ چنانچہ میری قوم نے بھی اسلام لانے میں جلدی کی میرا والد گیا اور حضور ﷺ کے پاس اتنے اتنے دن ٹھہرا پھر وہاں سے آیا۔ ہم ان سے ملے انہوں نے بتایا کہ میں تمہارے پاس آرہا ہوں اللہ کے رسول کی طرف سے جو سچا رسول ہے۔ اور بے شک وہ تم لوگوں کو ایسے ایسے حکم دے رہے ہیں اور اس طرح نماز کا حکم دے رہے ہیں۔ اور جس وقت نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان پڑھے اور تم میں سے جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ تم لوگوں کی امامت کرے۔

چنانچہ ان لوگوں نے ہمارے اِردگرد نظر دوڑائی مگر انہوں نے مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا نہ پایا لہٰذا انہوں نے امامت کے لئے مجھے آگے کر دیا حالانکہ میں سات سال کا تھا۔ اب میں ان کو نماز پڑھانے لگا۔ جب میں سجدہ کرتا تو میرے اوپر کی چادر میرے اُوپر سے ہٹ گئی (اور میں ننگا ہوگیا)۔ ایک عورت نے جب یہ دیکھا تو (ازراہِ خوش طبعی) کہنے لگی ہم لوگوں کے سامنے سے اپنے اس قاری کی سُرین تو ڈھانک دو۔ کہتے ہیں کہ پھر میں کپڑا پہنا دیا گیا جو بندھا ہوا ہوتا تھا۔ جو بحرین سے چادر آئی تھی چھ درہم یا سات درہم کی، جس سے میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۲۔ فتح الباری ۸/۲۲۔۲۳)

باب ۱۷۶

نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجنا

(۱) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفود بھیجے مکہ کے اِردگرد جو اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے تھے اور انہیں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جن جن کو بھیجا تھا ان میں سے خالد بن ولید ؓ بھی تھے اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ تہامہ کے اسفل میں یعنی زمین کی جانب روانہ ہوں داعی کی حیثیت سے۔ اور انہیں قتال کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو روند ڈالا اور ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۴۳)

حضور ﷺ کا اللہ کی بارگاہ میں خالد کے فعل سے اظہارِ لاتعلقی کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عمر بسطامی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو ابن ناجیہ نے، ان کو اسحٰق بن ابواسرائیل اور محمد بن ابان اور ابن زنجویہ نے۔ (ح)۔ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے سالم بن عبداللہ سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو بنو فلاں کی طرف، میرا خیال ہے کہ جذیمہ کی طرف بھیجا تھا۔ انہوں نے جا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اچھا نہ کیا کہ وہ کہتے کہ ہم اسلام لائے یا مسلمان ہوگئے ہیں (یعنی واضح اسلام کے اقرار کے بجائے کہنے لگے) ہم اپنے دین سے پھر گئے ہیں ہم اپنے دین سے پھر گئے ہیں۔ جس پر خالد بن ولید نے انہیں قید کرنا اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور ہم میں سے ہر ایک شخص کے حوالے ایک ایک قیدی کو کر دیا۔ یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو خالد بن ولید نے حکم دیا کہ ہم لوگوں میں سے ہر شخص اپنے اپنے

قیدی کو قتل کر دے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی اپنے اپنے حصے کے قیدی کو قتل نہیں کرے گا۔ لہٰذا وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور خالد بن ولید کا یہ فعل ذکر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِد (مَرَّتَيْنِ)۔

اے اللہ میں بری ہوں (لاتعلق ہوں) اس فعل سے جو کچھ خالد نے کیا ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۳۹۔ فتح الباری ۵۶/۸)

حضور ﷺ کا اُن لوگوں کے خون اور مالوں کا معاوضہ ادا کرنا

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو حکیم بن حکیم نے، ان کو عباد بن حنیف نے ابوجعفر محمد بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو خالد بن ولید کو داعی بنا کر بھیجا تھا، انہیں قتال کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ خالد روانہ ہو کر بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں پہنچے۔ وہ اپنے پانی کے گھاٹ پر آباد تھے۔ انہوں نے عہدِ جاہلیت میں ان کے چچا الفاکہ بن مغیرہ اور عوف بن عبدعوف ابوعبدالرحمٰن بن عوف کو قتل کیا تھا۔

راوی نے حدیث آگے ذکر کی ہے ان لوگوں کے ہتھیار اُٹھانے پھر رکھ دینے کے بارے میں، کہ خالد نے حکم دیا تھا ان کے بعض مردوں کو قتل کرنے کا۔ چنانچہ وہ قید کر لئے گئے تھے پھر ان کے گردنیں مادی گئیں۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو فرمایا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَبْرَاءُ اِلَيْكَ مِمَّا عمل خَالِد بن ولید

(سیرۃ ابن ہشام ۴.....۴۳۔۴۴)

اے اللہ جو کچھ خالد بن ولید نے کیا ہے میں اس سے بری ہوں (یعنی اظہار برأت کرتا ہوں)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب ؓ کو بلایا اور فرمایا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ ان کے خون بہا بھی اور ان کے مال بھی ادا کر کے آؤ۔ جاہلیت کے معاملے کو میں نے اپنے قدموں تلے دفن کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی ؓ جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال عطا کیا۔ چنانچہ انہوں نے ان کے خون اور مال ان کو ادا کئے یہاں تک کہ ان کے کتے کے پینے کا برتن تھا اس کی بھی قیمت ادا کر دی۔ اور حضرت علی ؓ کے پاس کچھ مال بچ گیا تھا وہ بھی انہوں نے ان کو دے دیا یہ کہہ کر کہ یہ میں احتیاطاً دے رہا ہوں ممکن ہے کوئی چیز تمہاری ایسی رہ گئی ہو جو نہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہو اور نہ ہی تم لوگوں کو یاد ہو۔ چنانچہ وہ بھی انہی کو دے دیا۔ پھر حضرت علی ؓ نے آ کر پوری خبر رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ حضور ﷺ نے ان کی تحسین وتصویب فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴.....۴۴۔۴۵)

موت سے لاپرواہ ہو کر گناہ کرنا .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن ابن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق نے، ان کو یعقوب بن عقبہ بن مغیرہ بن اخنس نے زہری سے، اس نے ابوحدرد سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خالد بن ولید کے اس لشکری گروہ میں تھا جس نے بنو جذیمہ کے کچھ لوگوں کو قتل کیا تھا۔ میں نے دیکھا ایک جوان آدمی کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے پرانی رسی دُمّہ کے ساتھ۔ اس نے مجھ سے کہا اے نوجوان کیا تم اس کو پکڑ کر کھولو گے؟ میں ان عورتوں کے پاس جا کر اپنی حاجت پوری کر لوں اس کے بعد تم لوگ وہی کرنا جو کچھ تمہاری مرضی ہو۔ میں نے کہا کہ یہ آسان ہے جو کچھ تم نے سوال کیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کی رسی پکڑی اور میں اس کو ان عورتوں کے پاس لے آیا تو اس نے کہا نجات ختم ہونے پر۔ پھر اس نے شعر کہے جن کا مفہوم اس طرح ہے :

''کیا بات ہے جب میں تم لوگوں کو تلاش کرتا ہوں تو تمہیں مقام حلیہ میں پاتا ہوں یا مقام خوانق میں۔ کیا عاشق زار اس بات کے لائق نہیں ہے کہ اس کو اس کی خواہش پوری کرنے کا عطیہ دیا جائے جس نے رات کے اول حصے سے سفر کرنا شروع کیا ہے وہ بھی سخت گرمی میں۔ میرا کوئی گناہ نہیں ہے جب میں نے کہا ہے ہمارے گھر والے ہمارے ساتھ ہیں مجھے اپنی محبت کے معاوضے سے نوازیئے کسی ایک پریشانی سے پہلے مجھے دوستی کی جزاء دیجئے۔ اس سے قبل کہ دور ہوا اور وقت کا حکمران جدائی کے مارے عاشق کو دور کردے۔ بیشک میں نے نہیں ضائع کیا راز امانت والا اور نہ ہی میری آنکھ نے تم سے زیادہ خوبصورت دیکھا۔''

اس عورت نے کہا تم تو زندہ ہو سات دن یا دس دن یا سترہ اٹھارہ دن۔ اس کے بعد ہم اس کو لے آئے اور اس کی گردن ماردی۔

ابن اسحق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوفراس نے بنوابوسنبلہ اسلمی سے، اس نے اپنی قوم کے کئی شیوخ سے، تحقیق وہ لوگ خالد بن ولید کے ساتھ موجود رہ چکے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وہ شخص قتل کیا گیا وہ خاتون اس کی طرف اٹھ کر گئی مستقل اس پر روتی حتی کہ اس پر مرگئی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوعبداللہ کے، قاضی نے نہیں ذکر کیا اس کو جو کچھ اس کے آخر میں ہے ابوفراس سے مروی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابویحییٰ بن ابومَسَرَّہ نے، ان کو حدیث بیان کی حمیدی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عبدالملک بن نوفل بن مساحق نے کہ اس نے سنا ایک آدمی سے جو قبیلہ مزینہ سے تھا اس کو ابن عصام کہتے تھے۔ اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کہیں کوئی لشکر بھیجتے تھے تو فرماتے تھے کہ جب تم کہیں کوئی مسجد دیکھو یا تم اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کیا کرو۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا اور ہمیں یہی حکم فرمایا۔ ہم لوگ مقام تہامہ کی طرف نکلے وہاں ہم نے ایک آدمی پایا وہ ہودج نشین عورتوں کو (یعنی ان کی سواری کو) آگے کھینچ رہا تھا۔ ہم نے اس سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے پوچھا کہ اسلام کیا شئی ہے؟ ہم نے اس کو اسلام کے بارے میں آگاہ کیا۔ وہ اس کو نہیں سمجھ رہا تھا اس نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اگر میں ایسا نہ کروں۔ یعنی اگر میں مسلمان نہ ہوں تو پھر تم میرے بارے میں کیا کرو گے؟ ہم نے اس کو بتایا کہ پھر ہم تمہیں قتل کردیں گے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم مجھے مہلت دو گے یہاں تک کہ میں عورتوں کو پہنچا دوں؟ ہم نے کہا ٹھیک ہے، ہم تجھے پہنچا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا عورتوں تک پہنچ جاؤں۔ اس نے کہا نجات پا جا اے جیش زندگی کے ختم ہونے سے قبل۔ دوسری نے کہا بچ جا۔ دس اور نو بار طاق عدد اور آٹھ بار مسلسل کہا۔ پھر اس شخص نے مذکورہ اشعار کہے (جن کا مفہوم گذر چکا ہے)۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ ہماری طرف واپس لوٹ آیا۔ اس نے کہا (میں آگیا ہوں) تم لوگ اسی حال پر ہو۔ ہم اس کو آگے لائے اور اس کی گردن ماردی۔ دوسری عورت اپنی ہودج (کجاوہ) سے نیچے لڑھک آئی اور اس مقتول پر خوب روئی یہاں تک کہ روتے روتے مرگئی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد بن یوسف قاضی بُستی نے، جو کہ ہمارے پاس آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو خبر دی ابن ابوخیثمہ نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عبدالملک بن نوفل بن مساحق نے ابن عصام مزنی سے، اس نے اپنے والد سے، وہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکری مہم پر روانہ کیا تھا نجد کی جانب سے۔

آگے راوی نے حدیث ذکر کی ہے (مذکورہ روایت کے مفہوم میں)۔ یہاں تک کہ اس نے کہا وہ شخص ان عورتوں کے پاس آیا اور وہ ان عورتوں میں سے ایک عورت کے کجاوے کے قریب ہوا اور اس نے اس کے حسن و جمال کی تعریف کی اور شعر کہے۔ اور یوں گویا ہوا، کیا دیکھا ہے تم نے ان میں۔ میں نے تمہیں تلاش کیا ہے تو میں تمہارے پاس پہنچ بھی گیا ہوں۔ راوی نے دو شعر ذکر کئے ہیں اس کے بعد کہا ہے کہ عورت نے

کہا جی ہاں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے کہا تھا میرا کوئی جرم نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے دو شعر اور ذکر کئے ہیں اور دونوں جگہ کہا ہے مجھے دوستی کی جزاء دیجئے۔ پھر اس نے (خود ہی کہا) نجات پا جا حُبیش زندگی کے ختم ہونے سے پہلے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا مسلمان ہو جا، نو دس بار علیحدہ اور آٹھ بار مسلسل۔

اس کے بعد وہ آیا اور اس نے اپنی گردن (قتل ہونے کے لئے) دراز کر لی اور اس نے کہا کرو جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو۔ ہم اُترے اور ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا وہ اپنی ھودج اور کجاوے سے اتری اور اس مقتول پر روئی وہ مسلسل اس پر روتی رہی، روتے روتے مرگئی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے اور ابومحمد جعفر بن محمد بن حارث مراغی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی نے، ان کو محمد بن علی بن حرب مروزی نے، ان کو علی بن حسین بن واقد نے اپنے والد سے، اس نے یزید نحوی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا۔ کہتے ہیں کہ وہ غنیمت لائے۔ ان میں ایک آدمی تھا اس نے ان لوگوں سے کہا میں ان میں سے نہیں ہوں میں تو ایک عورت سے عشق کرتا ہوں۔ میں اس تک پہنچ گیا ہوں تم لوگ مجھے چھوڑ دو میں اس کو ایک نظر دیکھ لوں اس کے بعد جو تمہاری سمجھ میں آئے میرے ساتھ کرنا۔ یکا یک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک لمبے قد کی خوبصورت عورت تھی۔ اس شخص نے اس عورت سے کہا بچ جا نجات پا جا حُبیش، زندگی ختم ہونے سے پہلے۔

اور (راوی نے) پہلے دو شعر بھی ذکر کئے ہیں۔ پھر کہا ہے کہ میں تمہارے اُوپر قربان جاؤں۔ کہتے ہیں کہ مسلمان اس کو پکڑ لائے اور اس کی گردن اتار دی۔ اور وہ عورت آ کر اس مقتول کے اُوپر گر گئی اس نے ایک یا دو بار چیخ ماری اور وہیں مرگئی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچے تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے اندر کوئی رحم کرنے والا آدمی نہیں تھا؟

باب ۱۷۷

غزوۂ حُنین [۱]

اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر آثارِ نبوّت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمٰن بن جابر سے، اس نے اپنے والد جابر بن عبداللہ سے اور عمرو بن شعیب سے اور زہری سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے اور عبداللہ بن مکدِم بن الرحمٰن ثقفی سے حدیث حُنین کے بارے میں، جب رسول اللہ ﷺ اس کی طرف چلے تھے اور وہ لوگ بھی آپ کی طرف بڑھے تھے۔ پس بعض ان میں سے وہ بات بیان کرتے ہیں جو بعض نہیں کرتے مگر سب کی بات متفق ہو چکی ہے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ سے فارغ ہوئے تو

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/ ۱۴۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۵۱۔ بخاری ۵/ ۱۵۳۔ شرح مسلم نووی ۱۲/ ۱۱۳۔ مغازی الواقدی ۳/ ۸۸۵۔ ابن حزم ۲۳۶۔ عیون الاثر ۲/ ۲۴۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۳۲۲۔ شرح المواہب ۳/ ۵۔ سیرۃ حلبیہ ۳/ ۱۲۱۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۴۵۹)

مالک بن عوف نصری نے بنونصر کو بنی خثعم کو اور بنوسعد بن بکر کو جمع کیا اور بنوہلال کے بعض قبائل بھی جب کہ وہ قلیل تھے۔ اور کچھ لوگوں کو بنوعمرو بن عامر میں سے اور عوف بن عامر کو اور اس نے ان کے ساتھ بنوثقیف میں سے حلیفوں کو بھی ملا لیا اور بنو مالک۔ پھر ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور اپنے ساتھ مالوں کو اور عورتوں کو اور بچوں کو بھی ملا کر لے گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں سنا تو آپ نے عبداللہ بن ابوحدرد اسلمی کو بھیجا اور فرمایا کہ آپ جائیں اور ان لوگوں میں داخل ہو جائیں اور ان کی خبریں معلوم کر کے لے آئیں۔ وہ گیا اور جا کر ان لوگوں میں ایک یا دو دن رہا۔ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرمایا کیا آپ سن نہیں رہے ابوحدرد جو کچھ کہہ رہا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابن حدرد نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر آپ نے مجھے جھوٹا قرار دیا ہے اے عمر تو (یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے) آپ تو بسا اوقات حق کو بھی جھٹلا چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سن رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ ابن ابوحدرد کیا کہہ رہا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر آپ گمراہ تھے پھر اللہ نے آپ کو ہدایت دی ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن امیہ کے پاس آدمی بھیجا اس سے زرہیں مانگیں اس لئے کہ اس کے پاس ایک سو زرہیں تھیں اور ان کو ٹھیک کرنے کا سامان بھی۔ صفوان نے پوچھا اے محمد ﷺ کیا آپ غصب کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ عاریۃً اور اُدھار مانگ رہے ہیں۔ اس کی ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ واپس لوٹا دیں گے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایات میں اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق نے ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ مقامِ حُنین کی طرف روانہ ہوئے تھے مکے سے دو ہزار افراد کے ساتھ۔ اور دس ہزار تھے جو آپ کے ساتھ تھے آپ ان کے ساتھ چلے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن اُمیہ بن عبد شمس کو مکہ پر امیر مقرر فرمایا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۵)

اور یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ اس نے ابن اسحٰق سے اپنی پہلی اسناد کے ساتھ، یہ کہ مالک بن عوف آیا ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ان میں سے جن کو انہوں نے جمع کیا تھا قبائل قیس میں سے اور ثقیف میں سے اور ان کے ساتھ درید بن صمہ تھا جو کہ شیخ کبیر تھا وہ کجاوے میں آیا تھا یا کھٹولی میں لایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ مقام اوطاس میں اُترے (اوطاس دیار ہوازن میں وادی ہے یہاں پر حنین کا معرکہ پیش آیا تھا اس لئے اس کو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہیں)۔ جب لوگ اوطاس میں اتر گئے تو دُرید نے کہا اس نے اُونٹوں کی بڑبڑاہٹ سنی اور گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں اور بکریوں کی منمناہٹ اور چھوٹے بچوں کے رونے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ تم لوگ یہاں پر کون سی وادی میں ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ وادی اوطاس میں ہیں تو بولے بہترین میدان ہے شاہسواروں کے لئے۔ سخت زمین نہیں ہے کم پتھریلی ہے۔ نہ ہی زیادہ نرم ہے (جس میں پیر نہ جمیں) معتدل زمین ہے (نہ ریت ہے نہ پتھریلی)۔ کیا بات ہے میں اونٹوں کی آوازیں سن رہا ہوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں اور گدھوں کی آوازیں اور بکریوں کی آوازیں۔ لوگوں نے بتایا کہ کہ مالک بن حارث بن عوف ہیں جنہوں نے لوگوں کے ساتھ ان کے مالوں کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ ہانکا ہے۔

ابن دُرید نے پوچھا کہ مالک بن عوف کہاں ہے؟ چنانچہ اس کو بلایا گیا۔ اس نے کہا اے مالک بے شک تم اپنی قوم کے سردار بن چکے ہو اور یہ دن ایسا ہے کہ اس کے بعد بھی ایسے دن آتے رہیں گے اس بات کا داعی اور اسباب کیا تھے؟ آپ ان لوگوں کے ساتھ ان کے مالوں کو اور عورتوں، بچوں کو بھی ہانک کر لے آئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں نے سوچا تھا کہ میں ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل کو اور مال کو کھڑا کر دوں گا تا کہ وہ ان کے دفاع کے لئے لڑے۔

کہتے ہیں کہ درید نے اس کو خوب ڈانٹا (جیسے جانور کو ڈانٹتے ہیں)۔ اور کہا کہ اے بھیڑ بکریوں کے چرواہے اللہ کی قسم شکست کھا جانے والے کے رُخ کو کوئی چیز واپس کر سکتی ہے؟ (یعنی شکست کھا جانے والا جدھر منہ آتا ہے بھاگ جاتا ہے) لہٰذا ان کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر جنگ کا انجام تیرے حق میں رہا تو تجھے جوان اپنی تلوار اور نیزے کے ساتھ کافی ہے اور اگر تم شکست سے دوچار ہو گئے تو تم اپنے مالوں اور

عورتوں بچوں کو قید کرا کر رسوا ہو جاؤ گے۔ لہٰذا میری بات مانوں اور مالوں کو اور عورتوں اور بچوں کو ان کی قوم کے بڑوں کے پاس پہنچا دو اور ان کو محفوظ مقامات پر پہنچا دو۔

اس کے بعد دُرید نے کہا کہ بنو کعب نے اور بنو کلاب نے کیا کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ان میں سے کوئی بھی یہاں پر نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ شجاعت اور تیزی غائب ہوگئی ہے۔ اگر برتری اور رفعت کا دن ہوتا تو بنو کعب اور بنو کلاب غائب نہ ہوتے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر تم بھی وہی کچھ کرتے ہو جو کردار کعب اور کلاب نے کیا ہے تو پھر یہاں میدان کارزار میں کون حاضر ہوتا؟ لوگوں نے بتایا کہ عمرو بن عامر اور عوف بن مالک ہی آتے۔ اس نے کہا کہ یہ دونوں نوعمر نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے نہ نفع پہنچا سکتے ہیں مگر مالک نے اس بات کو ناپسند کیا اس معاملے میں دُرید کی رائے کو بھی دخل ہو۔ چنانچہ اس نے کہا آپ بڑے ہیں اور آپ کا علم بھی بڑا ہے۔ اللہ کی قسم اے جماعت ہوزان البتہ تم ضرور بات مانو گے یا میں اس تلوار کا سہارا لوں گا یہاں تک کہ نکل جائے میرے پیچھے سے۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہم تیری ہی اطاعت کریں گے۔ اس کے بعد مالک نے کہا لوگوں سے جب تم ان کو دیکھو تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور یکبارگی حملہ کر دینا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۲-۵۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۲۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے بات بیان کی ہے اُمیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے کہ ان کو حدیث بیان کی گئی ہے کہ مالک بن عوف نے جاسوس بھیجے تھے ان لوگوں میں سے جو اس کے ساتھ تھے۔ وہ لوگ واپس جب ان کے پاس آئے تو وہ شدید زخمی تھے۔ مالک نے پوچھا کہ افسوس تمہارے اُوپر، یہ حالت ہو رہی ہے تمہاری؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پس سفید رنگ کے کچھ مرد آئے جو کہ سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اللہ کی قسم ہم اپنا تحفظ نہیں کر سکے حتیٰ کہ ہمیں یہ پہنچ گئی مگر مالک کو اس کیفیت نے اپنے مقصد وارادہ سے نہ روکا۔ وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابوجعفر عیسیٰ رازی سے، اس نے ربیع سے کہ ایک آدمی نے کہا تھا جنگ حنین والے دن، ہرگز نہیں مغلوب ہو جائے گا قلت سے یعنی آج ہم ضرور جیتیں گے۔ رسول اللہ ﷺ پر یہ بات شاق گزری۔ لہٰذا اللہ نے آیت اُتاری :

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۲۵)

یاد کرو اس وقت جب تمہاری کثرت نے تمہیں عجب میں واقع کر دیا تھا۔

ربیع کہتے ہیں کہ مسلمان اس وقت بارہ ہزار کا لشکر تھے۔ ان میں سے دو ہزار تو صرف مکہ سے تھے۔

صحابہ کا مطالبہ اور رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے زہری سے، اس نے سنان بن ابوسنان نے، ان کو ابوواقد لیثی نے۔ وہ حارث بن مالک ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف روانہ ہوئے، قریش کے لئے ایک درخت تھا خوب ہرا بھرا تھا اور بہت بڑا درخت تھا، وہ ہر سال اس کے پاس آتے تھے اور وہ اس پر اپنے ہتھیار لٹکا دیتے تھے اور اس کے پاس اعتکاف میں بیٹھتے تھے اور اس کے پاس چڑھاوے کے جانور ذبح کرتے تھے۔ اس کا نام رکھا گیا تھا ذات انواط۔ چنانچہ ہم لوگ بھی ایک بڑے اور ہرے درخت کے پاس سے گزرے اور ہم نے ایک دوسرے کو آواز دی راستے کے دونوں طرف سے جبکہ ہم مقام حنین کی طرف جا رہے تھے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ بھی ہمارے لئے ذات انواط مقرر کر دیں جیسے مشرکین کا ذات انواط ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر ! یہ تو ایسی بات ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا :

اِجۡعَلۡ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ

ہمارے لئے بھی ایک اللہ اور مشکل کشا بنادیں جیسے ان لوگوں کے الٰہ ہیں۔

یہی تو سُنتیں ہوتی ہیں۔البتہ ضرور تم لوگ بھی پہلے لوگوں کے طریقوں اور سُنتوں کو اختیار کرو گے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۶۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۲۵)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے، اس نے سنان بن ابوسنان سے، اس نے ابو واقدی لیثی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین کا سفر کیا آپ ایک درخت کے پاس سے گزرے۔مشرکین نے اس پر اپنا اسلحہ لٹکایا ہوا تھا۔اس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔صحابہ کرام نے بھی (ازراہ خوش طبعی یا حقیقت میں) کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر کر دیں جیسے ان لوگوں کا ذات انواط ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر ! یہ تو ایسی بات ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا موسیٰ علیہ السلام سے :

اِجۡعَلۡ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ ۔ (سورۃ الاعراف : آیت ۱۳۸)

ہمارے لئے بھی آپ اسی طرح کوئی الٰہ (پوجا کے لئے) مقرر کر دیں۔جیسے ان کے الٰہ ہیں۔

تم لوگ ضرور پہلے لوگوں کی سنتوں اور طریقوں پر چلو گے۔(ترمذی۔کتاب الفتن۔حدیث ۲۱۸۰ ص ۴/۴۷۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوتوبہ نے، ان کو معاویہ بن سلام نے زید سے یعنی ابن سلام سے کہ اس نے سُنا ابوسلام سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سلولی نے کہ اس نے ان کو حدیث بیان کی ہے سہل بن حنظلیہ نے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ چل رہے تھے غزوہ حنین والے دن لمبی دیر چلتے رہے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت ہو گیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے۔

ایک گھوڑے پر سوار آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ لوگوں کے آگے گیا تھا حتیٰ کہ میں فلاں فلاں پہاڑ کے اُوپر چڑھا تھا۔میں نے دیکھا ہے کہ ہوازن کے لوگ اپنے آباء کے طریقوں پر اپنی عورتوں سمیت اور مال مویشی سمیت بکریوں سمیت مقابلے کے لئے نکل آئے ہیں اور مقام حنین کی طرف جمع ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ یہ خبر سُن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ انشاءاللہ یہ سارا مال ومتاع کل صبح مسلمانوں کا مال غنیمت ہوگا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا آج رات ہمارے لئے چوکیداری کون کرے گا؟ حضرت انس بن ابومرثد غنوی نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ میں کروں گا۔آپ نے فرمایا بس تو پھر سوار ہو جایئے۔وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا، اس وادی حنین کا رُخ کیجئے حتیٰ کہ تم اس کی بالائی جانب پہنچ جاؤ۔تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے تیری طرف کوئی رات کی وجہ سے۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی جگہ کی طرف نکلے۔آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے اپنے گھڑ سوار کو دیکھا ہے؟ لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔اس کے بعد نماز کے لئے تثویب یعنی اقامت کہی گئی۔رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے تو آپ وادی یا گھاٹی کی طرف توجہ فرما رہے تھے۔آپ نے جب نماز پوری کر لی اور سلام پھیر لیا تو آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارے پاس تمہارا سوار آ گیا ہے۔ہم درخت کی طرف گھاٹی میں دیکھنے لگے۔

یکا یک کیا دیکھا کہ وہ آ گیا ہے حتیٰ کہ وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے رُکا اور سلام کیا۔اور بتانے لگا کہ میں اس گھاٹی کی بالائی جانب چلا گیا تھا جہاں پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔جب صبح ہوئی تو میں نے اس کی دونوں گھاٹیوں کو اچھی طرح دیکھا مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو بتایا تم آج رات گھوڑے سے اُترے بھی تھے یا رات بھر گھوڑے کے اُوپر رہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں صرف قضاء حاجت کے لئے یا نماز کے لئے اُترا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ تیرے لئے جنت واجب ہوگئی ہے۔ تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے اگر آپ اس کے بعد کوئی عمل نہ بھی کریں۔

قد او جبت فلا عليك الا تعمل بعدها

(ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۵۰۱ ص ۳/۹۔۱۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۲۵۔۲۲۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ دونوں کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے، اس نے اپنے والد سے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں مالک بن عوف لوگوں سمیت حنین کی طرف روانہ ہوئے تھے جوان کے ساتھ تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے پہنچ گئے تھے، انہوں نے تیاری کر لی تھی اسلحہ تیار کر لیا تھا۔ اور وادی حنین کے کناروں اور تنگ راستوں کی ناکہ بندی کر لی تھی۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب آئے تو صبح کے اندھیرے میں وادی ان لوگوں سے بھر چکی تھی۔ جونہی یہ لوگ اُترے تو گھڑسوار ان کے سامنے مقابل آگئے۔ اور انہوں نے سخت حملہ کیا جس سے لوگ شکست خوردہ ہو کر واپس لوٹنے لگے، کوئی کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ رسول اللہ دائیں جانب ایک طرف سمٹ گئے اور فرمایا کہ اے لوگو! میری طرف آؤ میں رسول اللہ ہوں، میں یہاں پر ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں، کچھ بھی نہیں ہے اور پھر اُونٹوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ترتیب دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کی ایک جماعت تھی اور دوسری جماعت مہاجرین کی تھی اور عباس رضی اللہ عنہ آپ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے حضور اس پر سوار تھے۔ آپ نے اس کو لگام چڑھائی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ کے اہل بیت میں سے مندرجہ ذیل لوگ ڈٹے رہے تھے:

''علی بن طالب، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب فضل بن عباس اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور ایمن بن اُم ایمن وہ ابن عبید ہے اور اسامہ بن زید۔ اور آپ کے ساتھ مہاجرین میں سے جو لوگ ڈٹے رہے ان میں سے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق تھے''۔

ایک آدمی تھا بنو ہوازن میں سے اپنے سرخ اُونٹ پر سوار تھا اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا جو کہ اس نے انتہائی طویل نیزے پر باندھا ہوا تھا۔ وہ اہل ہوازن کے آگے آگے تھا۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ اس کے پیچھے تھے وہ جب لوگوں کو پالیتا تو ان کو اپنے نیزے کے ساتھ زخمی کر دیتا۔ اور جب لوگ اس کے مقابل نہ ہوتے تو وہ نیزے کو اُوپر اُٹھالیتا۔ پیچھے والوں کی راہنمائی کرنے کے لئے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کو دیکھ کر اس کے پیچھے چلتے رہتے۔ وہ اسی نہج پر چل ہی رہا تھا کہ یکا یک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی اس کی طرف پلٹے حملہ کرنے کے لئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پہنچے انہوں نے اس کے اُونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس سے وہ اپنے چوتڑوں کے بل آگرا ادھر سے انصاری نے اس پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ اس کو دو حصوں میں چیر کر رکھ دیا جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور لوگ مضبوط ہو گئے۔

اللہ کی قسم اس کے بعد کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ جو بھی گروہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی شکست کے بعد لوٹتا تو دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کئی کئی مشرکین کی مشکیں کسی ہوئی پہلے قیدی موجود پاتے۔ جب وہ لوگ شکست سے دوچار ہو گئے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اہل مکہ کے تنگ پاؤں لوگوں میں سے تو ان میں سے کچھ مردوں نے وہ کلام کیا جو ان کے دلوں میں کھوٹ تھا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ ان لوگوں کی شکست پوری نہیں ہوگی سوائے سمندروں کے بے شک قسمت میں نکالے جانے والے تیر اس کی ترکش میں چمک رہے تھے۔

اور ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ بے شک وہ اسلام ظاہر کر رہے تھے اور بے شک وہ تیر جن کے ساتھ وہ قسمت کے تیر نکالتے تھے تا حال اس کی ترکش میں تھے۔

مترجم کہتا ہے واللہ اعلم ابن اسحاق کی یہ روایت صحیح ہے یا کسی اصحاب دشمن کی گھڑی ہوئی ہے واللہ اعلم بالصواب

ابن اسحاق کہتے ہیں کلاہ بن حنبل نے چیخ ماری تھی حالانکہ وہ اپنے بھائی صفوان بن اُمیہ کے ساتھ تھا۔ وہ اس کی ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ اس وقت مشرک تھا (انہوں نے چیخ کر یہ کہا تھا) خبردار آج سحر باطل ہو گیا ہے۔ صفوان نے کہا تھا چُپ ہو جا اللہ تیرا منہ توڑ دے۔ بس اللہ کی قسم ہے البتہ اگر کوئی آدمی میری پرورش کرتا قریش میں سے تو یہ بات میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتی اس سے کہ کوئی آدمی میری پرورش کرتا ہوازن میں سے۔

حضرت حسان نے کہا تھا :

رأیت سوادًا من بعید فراعنی
اذا حنبل ینزو علی اُم حنبل

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۸)

میں نے دور سے سیاہ ہیولا دیکھا، اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔ یکا یک دیکھا تو وہ پرانا یوشین تھا اُم حنبل پر یا حنبل کو در ہاتھا حنبل پر۔

ابن اسحاق نے کہا کہ شیبہ بن عثمان بن ابوطلحہ بنو عبدالدار کے بھائی نے کہا میں آج کے دن اپنا قصاص و بدلہ پالوں گا کیونکہ اس کا باپ یوم اُحد میں قتل ہو گیا تھا۔ (اس نے کہا کہ) آج کے دن میں محمد (ﷺ) کو قتل کر دوں گا۔ چنانچہ (جب سامنے ہوا تو) میں نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یعنی قتل کرنا چاہا تو دیکھا کہ کوئی چیز میرے سامنے آ گئی ہے حتیٰ کہ اس نے میرا دل چھپا اور ڈوبا دیا۔ لہٰذا میں ایسا نہ کر سکا اور میں سمجھ گیا کہ حضور ﷺ محفوظ کر دیئے گئے ہیں اور وہ قتل نہیں ہو سکتے۔ (مغازی للواقدی ۳/۹۱۰)

رسول اللہ ﷺ کی پکار پر جماعت کا تیار ہونا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے، اس نے اس کے والد جابر بن عبداللہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں کہا تھا جب اس نے لوگوں کو دیکھا، جو کچھ دیکھا تھا اس نے کہا، اے عباس تم آواز لگاؤ، اے انصار کی جماعت، اے اصحاب سمرہ۔ انہوں نے جواب دیا، لبیک لبیک۔ چنانچہ ایک آدمی ان میں سے جاتا تا کہ اپنے اُونٹ کو تیار کرے مگر وہ اس پر قدرت نہ رکھتا۔ لہٰذا وہ اپنے اُونٹ اور زرہ اپنی گردن سے اُتار کر پھینک دیتا اور اپنی تلوار اور کمان اُٹھاتا اور آواز کی جانب رخ کرتا حتیٰ کہ ان میں سے ایک سو افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے وہ لوگوں کے مقابلے پر آئے اور انہوں نے قتال کیا۔ پہلے پہل آواز انصار کو لگائی گئی تھی اس کے بعد بنو خزرج کو وہ لوگ جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مجاہدین میں نظر دوڑائی اور مضبوط لوگوں کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا اب جنگ گرمی پکڑے گی۔ کہتے ہیں اللہ کی قسم لوگوں میں سے جو بھی گروہ لوٹتا رسول اللہ کے پاس مشکیں کسے قیدی رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے اللہ نے ان کفار میں سے قتل کیا جن کو قتل کرنا تھا اور شکست دی جن کو دینا تھی پھر اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس جنگ میں مال غنیمت مال فے عطا کیا۔ ان کے مال میں بھی تو عورتیں بھی اور ان کی اولادیں بھی۔

فتح مکہ سے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں

خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں اور یہ انہی کے الفاظ ہیں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرۃ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کا قصد کرنے والے روانہ ہوئے اور تھے اہل حنین۔

اور روایت عروہ میں ہے کہ اہل مکہ گمان کررہے تھے جب رسول اللہ ﷺ اس کے قریب پہنچے تھے کہ حضور انہیں سے ابتداء کرنے والے ہیں اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ ہوازن سے ابتداء کرنے والے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اس سے بھی بہتر کیا کہ ان کے لئے مکہ فتح کردیا اور اس کے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی کردی تھیں اور آپ کے دشمن کو سرنگوں کردیا تھا۔ لہٰذا جب حضور حنین کی طرف نکلے تو اہل مکہ بھی حضور کے ساتھ تھے۔ ان میں سے کسی نے عذر و دھوکہ نہیں کیا تھا۔ لوگ پیدل بھی تو سواریوں پر بھی گئے، یہاں تک کہ ان کے ساتھ عورتیں بھی گئیں حالانکہ غیر دین پر تھیں محض نظارہ کرنے کے لئے اور وہ غنائم کی امید کررہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے، اصحاب رسول کے لئے ٹکراؤ کو ناپسند نہیں کررہے تھے۔

اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ اس کے باوجود اس بات کو ناپسند نہیں کررہے تھے کہ صدمہ اور ٹکراؤ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کے ساتھ ہوگا۔

موسیٰ نے کہا کہ ابوسفیان بن حرب نے یہ کہنا شروع کیا تھا کہ جب بھی کسی کی ڈھال گر جاتی یا تلوار گر جاتی اصحاب رسول کے سامان میں سے وہ رسول اللہ ﷺ کو آواز دے دیتے کہ یہ مجھے دے دیں میں اس کو اٹھالوں گا حتیٰ کہ اس نے ایسے سامان سے اپنا اُونٹ لاد لیا تھا۔

موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ صفوان بن اُمیہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تھے۔ حالانکہ وہ کافر تھے اور ان کی بیوی مسلمان تھی حضور نے صفوان کے اور ان کی بیوی کے مابین تفریق نہیں کی تھی پھر وہ دونوں مقصد میں متفق ہو گئے تھے۔

موسیٰ کہتے ہیں کہ ان دنوں مشرکین کے سردار اہل حنین میں سے مالک بن عوف نصری تھے اور ان کے ساتھ درید بن صمہ تھا جو غرور سے اترار ہا تھا عروہ کی ایک روایت میں ہے:

یرعش او ینعش من الکبیر ۔ (ترجمہ) غرور سے اترا رہا تھا یا کانپ رہا تھا۔

غزوۂ حنین میں حضور ﷺ کا اہل حنین کی خبر معلوم کرنے کے لئے ابن ابوحدرد کو جاسوس بنا کر بھیجنا

موسیٰ کہتے ہیں کہ (اہل حنین) کے ساتھ عورتیں تھیں اولادیں تھیں مال مویشی تھے۔ حضور ﷺ نے ابن ابوحدرد اسلمی کو بلایا اور اس کو ان لوگوں کے لشکروں کی طرف بطور جاسوس روانہ کیا۔ وہ گیا حتیٰ کہ رات کے وقت مالک بن عوف (یعنی لشکر کفر کے سردار) کے قریب جا بیٹھا۔ اس نے سُنا کہ مالک بن عوف اپنے اصحاب کو وصیت کررہا تھا کہ صبح کو تم لوگ جب مسلمانوں پر حملہ کرو تو یکبارگی اور ایک ہی آدمی کی طرح حملہ کرنا۔ اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور اپنے مویشیوں کو ایک صف میں کھڑا کرنا اور عورتوں کو ایک صف میں، اس کے بعد اس قوم پر حملہ کرنا۔

ابن ابوحدرد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کو اس نے خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرمایا سُنئے یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ابن ابوحدرد نے وہ سب ذکر کیا جو ان کے مابین بات ہوئی تھی جیسی ابھی گزری ہے۔ وہ کہتے ہیں جب لوگوں نے صبح کی اور بعض نے بعض کو دیکھا۔ ابوسفیان اور صفوان اور معاویہ ابوسفیان الگ ہو گئے اور حکیم بن حزام ٹیلے کے پیچھے سے دیکھ رہے تھے کہ کون پیٹھ دے کر بھاگتا ہے اور لوگوں نے ایک دوسرے کے مقابلے پر صف بندی کی۔ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار ہوئے اور صفوں کے سامنے آئے اور انہیں حکم دیا اور قتال پر اُبھارا۔ اور انہیں فتح کی بشارت دی اگر صبر کر کے جمے رہے۔ اور ان کو ان کے دین پر سچا قرار دیا۔

مشرکین نے مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیا ایک ہی آدمی کی طرح مسلمانوں نے ایک راؤنڈ لگایا مگر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ حارثہ بن نعمان نے کہا البتہ تحقیق میں نے ڈرایا ان کو جو باقی رہ گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب لوگ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ایک سو آدمی ہوں گے۔ چنانچہ ایک آدمی قریش میں سے صفوان بن امیہ کے پاس گذرا اور کہنے لگا کہ تم خوش ہو جاؤ محمد اور اس کے اصحاب کی ہزیمت وشکست کے ساتھ۔ اللہ کی قسم وہ اس کی کبھی تلافی نہیں کر سکیں گے کبھی بھی صفوان نے اس سے کہا کیا تم مجھے بشارت دے رہے ہو دیہاتیوں کے غلبے کی۔ اللہ کی قسم قریش کا ایک سردار مجھے اعراب کے مالک سے بہتر اور مجھے زیادہ پسند ہے۔

عروہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ صفوان اس کے حسب کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا۔ موسیٰ نے کہا کہ صفوان بن امیہ نے اپنا غلام بھیجا۔ اسی کے ذمہ لگایا (کہ ہوازن والوں) کا اشعار کیا ہے؟ یہ معلوم کرے۔ غلام اس کے پاس آیا اس نے بتایا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں یا بنی عبدالرحمن، یا بنی عبداللہ، یا بنی عبید اللہ۔ صفوان نے کہا کہ محمد غالب آجائیں گے یہی ان کا شعار تھا جنگ میں۔ اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو جب لڑائی نے ڈھانپ لیا تو آپ رکابوں کے اُوپر کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ خچر پر سوار تھے۔ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ﷺ نے اللہ کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی تھی۔

اللہ میں تجھے قسم دیتا ہوں اس کی جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اے اللہ ان لوگوں کو آج ہمارے اُوپر غالب نہیں آنا چاہئے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو آواز دی اور انہیں اُبھارا، اے اصحاب بیعت یوم الحدیبیہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اپنے نبی پر حملہ کرنے سے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یوں کہا تھا کہ اے اللہ کے مددگارو، اے اس کے رسول کے مددگارو، اے بنی خزرج۔ اور اپنے اصحاب کو آپ ﷺ نے حکم دیا جن جن کو انہیں الفاظ کے ساتھ آواز دی تھی۔ اور آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور مشرکین کے چہروں پر ماری اور ان کے اتمام اطراف پھینکی اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوهُ، یہ چہرے رسوا ہو جائیں۔ اور آپ ﷺ کے اصحاب جلدی جلدی آپ کے پاس آئے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اصحاب سورۃ البقرۃ اور لوگوں نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جنگ گرم ہو گی۔ پس اللہ نے ان کے دشمنوں کو ہر اس جانب سے شکست دی جس جانب آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں اور مسلمانوں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا تھا وہ ان سے اسی رُخ پر قتال کرتے رہے۔ اللہ نے ان کو غنیمتیں دیں، مشرکین کی عورتیں بھی تو ان کی اولادیں بھی تو ان کی بکریاں بھی۔

اور مالک بن عوف فرار ہو گیا اور وہ طائف کے قلعے میں جا چھپا کچھ لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے اشراف میں سے۔ اس وقت یہ (منظر دیکھ سن کر) کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے تھے اہلِ مکہ میں سے۔ جب انہوں نے اللہ کی نصرت دیکھی اللہ کے رسول کے ساتھ اور اللہ کو اپنے دین کی عزت کرتے دیکھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے لیکن عروہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا رکابین پر کھڑے ہونے کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی یہ قول ہے یا انصار اللہ۔ اور حصباء و کنکریوں کے بارے میں کہا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں پھینکی تھیں جس طرف آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں وہ لوگ شکست کھا گئے اور مشرکین شکست خوردہ ہو گئے۔ اور اصحاب رسول مائل ہوئے جب مشرکین کو اللہ نے شکست دی۔ لہٰذا دیگر مسلمان بھی اصحاب رسول ﷺ کے پیچھے آ گئے۔

یہ ہے وہ تفصیل جس کو اہلِ مغازی نے رسول اللہ ﷺ کے مشرکین کے منہ پر کنکریاں مارنے کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ اس سب کچھ میں جن آثارِ نبوت کا ظہور ہوا ہے وہ آثار حدیث موصولہ میں موجود ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۷۸

نبی کریم ﷺ کا استقلال اور ثابت قدمی

☆ حضور ﷺ کا اپنے ربّ سے مدد طلب کرنا

☆ حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، اور عمر بن ابوزائدہ نے ابواسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء سے ان سے ایک آدمی نے کہا تھا اے ابوعمارہ کیا تم فرار ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے حنین والے دن؟ حضرت براء ﷺ نے فرمایا لیکن رسول اللہ ﷺ فرار نہیں ہوئے تھے بے شک قوم ہوازن انتہائی تیرانداز قوم تھے جب ہم لوگ ان سے ٹکرائے۔ اور ہم لوگوں نے ان پر حملہ کیا تھا تو وہ شکست کھا گئے تھے جس پر ہمارے لوگ غنیمتوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اور ان لوگوں نے تیروں سے ہمارے اوپر بوچھاڑ کر دی تھی لہٰذا مسلمان شکست سے دوچار ہو گئے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ ابوسفیان بن حارث حضور ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ نبی کریم ﷺ یہ فرما رہے تھے :

انا البنی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ بن حجاج سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۶۴۔ فتح الباری ۶/ ۶۹۔ ۶/ ۵۷۔ ۸/ ۲۷۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر، حدیث ۷۸ ص ۳/ ۱۴۰۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے ان کو یحیٰی بن محمد بن یحیٰی نے اور اسماعیل بن قتیبہ نے، اور محمد بن عبدالسلام نے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن یحیٰی نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علاء بن محمد بن ابوسعید اسفرائینی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن احمد بن بشر اسفرائینی نے، ان کو ابراہیم بن علی ذھلی نے، ان کو یحیٰی بن یحیٰی نے، ان کو خبر دی ابوخیثمہ نے ابواسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا تھا حضرت براء ﷺ سے اے ابوعمارہ کیا تم لوگ یوم حنین میں فرار نہیں ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں رسول اللہ ﷺ پیچھے نہیں مڑے تھے بلکہ آپ کے اصحاب کے کچھ نوجوان اور ہلکے پھلکے لوگ خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے نکل گئے تھے۔ ان پر ہتھیار نہ تھے یا بڑے ہتھیار نہیں تھے۔ کیونکہ وہ لوگ ماہر تیرانداز قوم سے مقابلے پر آئے تھے جن کے تیر کا کوئی نشانہ خطا نہیں ہوا کرتا تھا۔ ہوازن کی جماعت تھی، صاحب مدد تھے۔ انہوں نے ان کو تیروں سے چھلنی کر ڈالا تھا ان کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آ گئے تھے جبکہ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب سواری کو چلا رہے تھے۔ حضور ﷺ سواری سے اُترے اور اللہ سے مدد مانگی اور فرمایا: انا البنی لا کذب۔ انا ابن عبدا لمطلب۔ اور حضور ﷺ نے ان کی صف بندی کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر بن خیثمہ سے، مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحیٰی بن یحیٰی سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۸ ص ۳/ ۱۴۰۰۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۳۰، فتح الباری ۶/ ۱۰۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ، ان کو حسن بن سفیان نے ، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے ، ان کو ابو اسامہ نے زکریا بن ابوزائدہ سے ، اس نے ابواسحق سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء سے کہا تھا کیا تم لوگ پیٹھ پھیر گئے تھے حنین والے دن اے ابوعمارہ؟

اس راوی نے مذکورہ حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے جو کچھ کم زیادہ ہوا ہے۔

اس کے آخر میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اُترے تھے اور اللہ سے دعا کی تھی اور مدد طلب کی تھی :

انا البنی لا کذب۔ انا ابن عبدا لمطلب ۔ اے اللہ اپنی نصرت نازل فرما۔(سیرۃ الشامیہ ۶۱۰/۵)

کہتے ہیں کہ ہم لوگ تھے اللہ کی قسم جب جنگ گھمسان سے لڑی جا رہی تھی ہم حضور ﷺ کے ساتھ اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ بے شک حضور ﷺ وہ شجاع تھے جن کے ساتھ بچاؤ کیا جاتا تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عیسیٰ بن یونس سے ، اس نے زکریا سے ۔(مسلم۔کتاب الجہاد والسیر ۔حدیث ۷۹ص ۱۴۰۱/۳)

اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث شبابہ بن عاصم سلمی میں یہ کہ نبی کریم ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا تھا انا ابن العواتك۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو ابراہیم بن سلیمان برلسی نے ، ان کو محمد بن صباح نے ، ان کو ہشیم نے یحییٰ بن سعید سے ، اس نے عمرو بن سعید بن عاص سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے شبابہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا تھا میں ابن عواتک ہوں۔ تحقیق کہا گیا ہے کہ مروی ہے ہشیم سے ، اس نے یحییٰ بن سعید عمرو بن سعید بن عاص سے ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ جرجانی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحق بن ابراہیم نے ، ان کو قتیبہ بن سعید نے ، ان کو ابوعوانہ نے قتادہ سے ۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مغازی میں فرمایا تھا میں ابن عواتک ہوں ۔

قتیبہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تین دادیاں بنوسُلیم سے تھیں ، ان کا نام عاتکہ تھا۔ لہٰذا جب آپ ﷺ فخر کرتے تو فرماتے تھے کہ میں ابن العواتک ہوں ۔

میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان تین میں سے (۱) ام عبد مناف تھی (۲) ام ھاشم اور (۳) آپ ﷺ کی دادی تھیں بنوزہرہ کی طرف سے ۔

باب ۱۷۹

رسول اللہ ﷺ کا کفار کے چہروں پر پتھر پھینکنا

اور وہ رُعب جو اُن لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا گیا اور فرشتوں کا نزول اور اِن تمام انواع میں آثارِ نبوّت کا ظہور

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے املاءً ، انہوں نے حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے ، ان کو حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ، ان کو محمد بن اسماعیل نے ۔ ابوطاہر نے ، ابن وہب نے ، یونس نے زہری سے ، ان کو حدیث بیان کی ہے کثیر بن

عباس بن عبدالمطلب نے، وہ کہتے ہیں کہ عباس نے کہا کہ میں غزوۂ حُنین میں حضور کے ساتھ موجود تھا میں عباس اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ کے ساتھ لازم وملزوم رہے، چپکے رہے۔ ان سے جدا نہیں ہوئے تھے۔ حضور اپنے سفید خچر پر سوار تھے جو حضور کو فروہ بن نفاثہ جذامی نے ہدیہ دیا تھا۔ جب مسلمان اور کفار ٹکرائے تو مسلمان پیٹھ پھیر گئے تھے۔ رسول اللہ نے ایڑ لگائی کفار کی طرف۔ عباس کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا اسے روکے ہوئے تھا کہ جانور جلدی نہ کرے اور ابوسفیان رسول اللہ کے رکاب تھامے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباس اصحاب سمرہ کو (یعنی اصحاب بیعت حدیبیہ) کو آواز لگایئے۔

عباس بلند اور قوی آواز والے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز کے ساتھ پکارا اے اصحاب سمرہ۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے آواز لگا کر ان اصحاب سمرہ کو ایسے متوجہ کر دیا جیسے گائے اپنے بچے کے پاس بھاگ کر آتی ہے وہ کہتے ہوئے بھاگے یَا لَبَّیکَاہ یَا لَبَّیکَاہ۔ چنانچہ اصحاب سمرہ اور کفار خوب لڑے اور قتال کیا۔ اور انصار میں پکار لگائی، کہتے ہیں کہ اے انصار کی جماعت، اس کے بعد دعوت بند کر دی گئی بنو حارث بن خزرج پر انہوں نے کہا اے بنو الحارث بن خزرج رسول اللہ ﷺ نے دیکھا وہ اپنے خچر پر تھے اُونچے ہو کر ان کے قتال کی طرف رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔

کہتے ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں اُٹھائی اور ان کو کفار کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا شکست کھا گئے محمد کے ربّ کی قسم ہے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی جا کر قتال کو دیکھنے لگا۔ میں نے دیکھا تو قتال خوف ناک صورت اختیار کر چکا تھا میری نظر میں۔ اللہ کی قسم اس کی وجہ اس کے سوا کوئی نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کنکریاں ماری تھیں۔ میں ان کی تیزی مستقل دیکھتا رہا کمزوری تک اور ان کے با تدبیر کام کو۔

یہ الفاظ حدیث ابن عبدالحکم کے ہیں اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو طاہر سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۶ ص ۱۳۹۸/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق اور محمد بن رافع نے عبد الرزاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، اس اسناد ساتھ اس کی مثل سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے فروہ بن نعامہ جذامی اور کہا کہ یہ شکست کھا جائیں گے ربّ کعبہ کی قسم، اس نے یہ اضافہ کیا ہے حدیث میں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شکست دی۔ کہتے ہیں کہ گویا میں آج بھی نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ ان لوگوں کے پیچھے اپنی سواری کو ایڑ لگا رہے ہیں۔

زہری نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ازھر حدیث بیان کرتے تھے کہ خالد بن ولید بن مغیرہ اس دن نکلے اور وہ گھڑ سوار دستے پر مقرر تھے رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے پر۔ ابراہیم بن ازہر نے کہا ہے کہ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس کے بعد کہ اللہ نے کفار کو شکست دے دی۔ اور مسلمان واپس ہو گئے ان کی طرف چل رہے تھے مسلمانوں میں اور کہہ رہے تھے کون بتائے گا خالد بن ولید کے پیدل دستے کے بارے میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق سے اور محمد بن رافع سے سوائے روایت ابن ازہر کے۔ (مسلم ۱۳۹۹/۳)

سلمہ بن اکوع کا دشمن سے مقابلہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ موصلی نے، ان کو زھیر نے بن حرب نے، ان کو عمرو بن یونس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عکرمہ بن عمار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایاس بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جہاد کر رہے تھے حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ جب ہم لوگ دشمن کے باہم مقابل ہوئے تھے میں آگے بڑھا اور گھاٹی کے اُوپر چڑھ گیا میں دشمن کے ایک آدمی کے سامنے آیا اور میں نے ایک تیر مارا، وہ مجھ سے چھپ گیا مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے؟ اس کے بعد میں نے

لوگوں کی طرف دیکھا بس اچانک وہ تحقیق دوسری گھاٹی پر چڑھ آئے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ باہم ٹکرائے۔ لہٰذا اصحاب رسول اللہ واپس لوٹنے میں بھی شکست خوردہ واپس لوٹا، میرے اُوپر دو چادریں تھیں میں نے ایک کا تہہ بند باندھا ہوا تھا اور دوسری کو اُوپر اوڑھا ہوا تھا۔

وہ کہتے ہیں اچانک میری تہہ بند کی چادر کھل گئی۔ لہٰذا میں نے دونوں چادروں کو اکھٹا کرلیا اور شکست خوردہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا وہ اپنے سفید خچر پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ تحقیق ابن اکوع نے بڑی گھبراہٹ دیکھی ہے جب دشمنوں نے رسول اللہ پر حملہ کردیا تو آپ اپنے خچر سے اُترے اور آپ نے زمین کے اُوپر سے مٹی کی مٹھی اُٹھائی پھر دشمنوں کی طرف منہ کرکے فرمایا شاهت الوجوه ۔ (رسوا ہوجائیں ذلیل ہوجائیں یہ چہرے)۔ اللہ نے جس جس کو بھی پیدا کیا تھا اس کی آنکھیں مٹی سے بھردی تھیں اس مٹی کی وجہ سے۔ چنانچہ دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ یوں اللہ نے ان کو شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مالوں کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم کیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ باب غزوہ حنین، حدیث ۸۱ ص ۱۴۰۲)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ پر سایہ .... (۴) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جعفر اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے یعلیٰ بن عطاء سے، اس نے عبداللہ بن بسار سے ان کی کنیت ابوہمام بیان کی جاتی ہے انہوں نے روایت کی ابوعبدالرحمٰن فہری سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ گرمی کے دن میں شدید گرمی تھی ہم لوگ درخت کے سائے تلے اُترے جب سورج ڈھل گیا تھا تو میں نے اپنی تلوار حمائل کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا وہ اس وقت اپنے خیمے میں تھے۔ میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ یا رسول اللہ کیا جنگ میں جانے کا وقت ہوگیا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں ہوگیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے بلال! لہٰذا وہ درخت کے نیچے سے کود کر اُٹھا گویا کہ وہ حضور پر پرندے کی طرح سایہ کرکے کھڑا ہوگیا اور عرض کیا میں حاضر ہوگیا ہوں اور حاضری کی سعادت حاصل کرچکا ہوں اور میں آپ کے اُوپر قربان جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے لئے میرے گھوڑے پر زین کس دو۔ چنانچہ وہ دو دفتے (گدے) کھجور کی چھال کے بھرے ہوئے لایا ان دونوں میں بال یا کپڑے نہیں تھے۔

کہتے ہیں پھر حضور اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے پھر ہم پورے دن سفر کرتے رہے، پھر ہم لوگ دشمن سے جا ٹکرائے۔ دونوں طرف کے گھڑ سواروں نے ایک دوسرے سے بدشگونی لی۔ ہم لوگوں نے ان دشمنوں کے ساتھ قتال کیا۔ چنانچہ مسلمان پیٹھ پھیر کر واپس لوٹ آئے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ چنانچہ رسول اللہ نے یہ فرمانا شروع کیا، اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ اے لوگو! میری طرف آؤ، میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضور اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے۔

مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی جو میری نسبت حضور کے قریب تھا کہ انہوں نے مٹی کا ایک تھال یا بڑی پلیٹ اُٹھائی اور اس سے کفار کے مونہوں پر مٹی ڈال دی اور فرمایا شاهت الوجوه ذلیل ہوجائیں یہ چہرے۔ یعلیٰ بن عطاء نے کہا پس ہم نے ان کے بیٹوں کو خبر دی ان کے والدین کی طرف سے کہ انہوں نے کہا تھا ہم میں سے کوئی باقی نہیں بچا تھا مگر ہر ایک کا منہ اور آنکھیں مٹی سے بھر گئیں تھیں اور ہم نے آسمان سے ایک گھنٹی بجنے کی آواز سُنی تھی جیسے کوئی زنجیر وغیرہ لوہا لوہے کے تھال وغیرہ پر گزرتا ہے۔ لہٰذا اللہ نے ان دشمنوں کو شکست دی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن احمد بن بالویہ نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے، ان کو حارث بن حصیرہ نے، ان کو قاسم بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا حنین والے دن، لوگ ان سے پیٹھ پھیر گئے تھے۔ میں حضور کے ساتھ رہ گیا تھا ان اسّی آدمیوں میں جو مہاجرین وانصار میں سے حضور کے ساتھ رہ گئے تھے۔ ہم لوگ اپنے قدموں پر کوئی اسّی قدم دبکے تھے ہم پیٹھ پھیرنے والوں کے پیچھے نہیں گئے تھے۔ وہ تو وہ لوگ تھے جن پر اللہ نے سکینہ اُتارا تھا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے اور آگے آگے بڑھتے جا رہے تھے، ان کے خچر نے تیزی کی جس کی وجہ سے آپ زین کے اُوپر سے ذرا سے ہٹ گئے تھے۔ آپ نے اسی طرف زور بھرا تو میں نے کہا اُونچے ہو جائیں آپ، اللہ تعالیٰ آپ کو اُونچا رکھے۔ حضور نے فرمایا مجھے مٹی کی ایک مٹھی اُٹھا کر دو، میں نے اُٹھا کر دی۔ حضور نے وہ مٹی کفار کے منہ پر ماری اور آپ نے ان کی آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا اور فرمایا، مہاجرین وانصار کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ بھی یہیں ہیں۔ فرمایا کہ ان کو آواز لگاؤ میں نے آواز لگائی تو وہ لوگ تلواریں اُٹھائے آ گئے جیسے کہ وہ آگ کے انگارے ہیں۔ لہٰذا مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ (مسند احمد ۱/۴۵۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲۔ مجمع الزوائد ۶/۱۸۰)

ہوازن کے مقابلے پر حضور ﷺ کے ساتھ بارہ ہزار افراد تھے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری نے، ان کو ابوقلابہ نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عبدالرحمٰن طائفی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عیاض بن حارث انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن کے پاس آئے بارہ ہزار افراد کے ساتھ۔ چنانچہ اہل طائف میں سے قتل کئے گئے تھے حنین میں مثل ان کے جو قتل کئے گئے تھے یوم بدر میں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی اُٹھا کر ہم لوگوں کے منہ پر ماری۔ لہٰذا ہم شکست کھا گئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں ابوعاصم سے اور عیاض کی طرف نسبت نہیں کی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲)

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید، ان کو اسفاطی نے، ان کو مسدد نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو عوف نے، ان کو عبدالرحمٰن مولیٰ اُم برثن نے اس شخص سے جو حنین میں موجود تھا اور کافر تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ باہم ٹکرائے تھے ہم اور رسول اللہ اور مسلمان۔ وہ نہیں رُکے تھے ہمارے لئے بکری دوہنے کی دیر (یعنی ذرا بھی مہلت نہ دی) ہم لوگ آئے اپنی تلوار رسول اللہ ﷺ کے آگے پھینک دیں حتیٰ کہ جب ہم ان کے اُوپر آن پہنچے تو اچانک ہمارے اور ان کے درمیان کئی آدمی تھے خوبصورت چہروں والے۔ انہوں نے کہا تھا شاھت الوجود یہ چہرے رسوا ہو جائیں واپس ہو جائیں۔ چنانچہ ہم لوگ اسی کلام کی وجہ سے شکست کھا گئے تھے۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲۔ مواہب ۳/۱۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوسعید عبدالرحمٰن بن ابراہیم نے، ان کو ولید بن مسلم نے ان کو محمد یعنی ابن عبداللہ شعبی نے حارث بن بدل نصری نے ایک آدمی سے اس کی قوم میں سے جو کہ یوم حنین میں حاضر تھا اور عمرو بن ثقفی نے، ان دونوں نے کہا کہ مسلمان حنین والے دن شکست کھا گئے تھے نہ باقی رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مگر عباس بن عبدالملک اور ابوسفیان بن حارث۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری تھی اور اس کو ان کے چہروں پر مارا تھا۔ وہ کہتے ہیں لہٰذا ہم شکست کھا گئے تھے لہٰذا ہمیں ایسے لگا تھا گویا کہ ہر پتھر اور ہر درخت ایک گھڑ سوار ہے جو ہمیں تلاش کر رہا ہے۔ ثقفی نے کہا میں اپنے گھوڑے پر ہوتے ہوئے عاجز آ گیا تھا حتیٰ کہ میں طائف چلا گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۳۲)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو حدیث بیان کی کدیمی نے، ان کو موسیٰ بن مسعود نے، ان کو سعید بن سائب طائفی نے سائب بن یسار سے، اس نے یزید بن عامر سوای سے اس نے کہا تھا بٹنے کے وقت مسلمان بٹ گئے تھے یوم حنین میں۔ چنانچہ کفار ان کے پیچھے چلے آئے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے زمین سے ایک مٹھی اُٹھائی پھر مشرکین کی طرف منہ کر کے اس کو ان کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا واپس جاؤ رسوا ہو جائیں یہ چہرے۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی اپنے بھائی سے مل کر یہی شکایت کرتا کہ یار میری آنکھوں میں کچھ پڑ گیا ہے اور وہ آنکھیں مسلتا جاتا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حمامی مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سلام نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحذیفہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے

اور الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد برتی قاضی نے، ان کو ابوحذیفہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو سعید بن سائب بن یسار طائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد سائب بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا یزید بن عامر سوّائی نے وہ حنین حاضر تھا مشرکین کے ساتھ پھر اسلام لایا بعد میں۔ وہ کہتے ہیں پس ہم سوال کریں گے اس رعب کے بارے میں جو اللہ نے مشرکین کے دلوں میں ڈالا تھا یوم حنین کے دن کیسے کیا تھا۔ حضور ہمارے کنکریاں مارتے تھے وہ بجتا تھا۔ انہوں نے کہا ہم لوگ اس کو پاتے تھے یا محسوس کرتے تھے ہمارے پیٹوں کے اندر اسی کی مثل۔

اور حسن بن سلام کہتے ہیں کہ اپنے والد سے، اس نے یزید بن عامر سوّائی سے، وہ کہتے ہیں ہم نے اس سے پوچھا رعب کیسے تھا؟ اس نے اس کو ذکر کیا۔ ابراہیم بن منذر اس کا متابع بیان کیا ہے معن سے، اس نے سعید بن سائب سے دونوں حدیثوں میں اکھٹے۔

(تاریخ ابن کثیر ۳۳۳/۴)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسین محمد بن حسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبیداللہ بن ابراہیم بن بالویہ مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن یوسف سلمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے ہمام بن منبہ سے، انہوں نے کہا یہ ہے وہ جو ہمیں حدیث بیان کی ابوہریرہ نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں مدد کیا گیا ہوں رعب کے ساتھ اور میں جوامع الکلم دیا گیا ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد، حدیث ۸ ص ۳۷۲/۱)

رسول اللہ ﷺ کی غیب سے حفاظت ہونا .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو یوسف بن موسیٰ نے، ان کو ہشام بن خالد نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے ابوبکر ہذلی سے، اس نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے، اس نے شیبہ بن عثمان سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یوم حنین میں تو میں نے ایک مرحلہ پر دیکھا کہ وہ اکیلے ہیں کوئی بھی ان کے ساتھ نہیں ہے۔ مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آ گئے کہ ان کو علی اور حمزہ نے قتل کر دیا دونوں کو۔ میں نے دل میں ٹھان لی کہ آج میں محمد (ﷺ) سے اپنے خون کا بدلہ لے لوں گا۔

کہتے ہیں کہ میں گیا تاکہ محمد (ﷺ) دائیں سے حملہ کے لئے آؤں تو دیکھتا ہوں عباس بن عبدالملک دائیں طرف سے آ گئے جو آ کر ان کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان کے اُوپر سفید زرہ تھی جیسے چاندنی میں بنی ہوئی ہے وہ ان کا دفاع کرنے لگے۔ میں نے سوچا کہ یہ تو ان کا چچا ہے یہ ان کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ پھر میں حملہ کرنے کے لئے حضور کے بائیں طرف سے آیا دیکھتا ہوں کہ اس طرف ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آ جاتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ تو ان کا چچازادہ ہے یہ ان کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ پھر میں ان کے پیچھے سے آیا کوئی باقی نہیں تھا میں نے دیکھا کہ وہ میری تلوار کی زنج میں ہیں میں یکبارگی حملہ کر دوں مگر اچانک میرے لئے ایک آگ کا شعلہ اُٹھا میرے اور اس کے درمیان جیسے بجلی کوندتی ہے۔ میں ڈر گیا کہ یہ مجھے کھا جائے گی۔ میں نے ڈر کے مارے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور فوراً پچھلے قدموں واپس لوٹا۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے پلٹ کر مجھے دیکھا تو فرمایا، اے شیب میرے قریب آ جا۔ اور دعا کی :

اللھم اذھب عنہ الشیطان ۔ (ترجمہ: اے اللہ! تو اس سے شیطان کو دور کر دے)۔

میں نے اپنی نظر اُٹھا کر دیکھا تو حضور مجھے اتنے پیارے لگے کہ میری آنکھوں سے بھی زیادہ اور کانوں سے بھی زیادہ اور فرمایا اے شیب کفار کو قتل کرو۔ تحقیق اس کا شاہد گزر چکا ہے مغازی محمد بن اسحاق یسار میں۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۳۳/۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۵۸/۴)

(۱۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن بکیر نے، ان کو ایوب بن جابر نے صدقہ بن سعید سے، اس نے مصعب بن شیبہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حنین والے دن رسول اللہ کے ساتھ نکلا۔ اللہ کی قسم نہ ہی مجھے اسلام نے نکالا نہ اسلام کی معرفت نے، بلکہ مجھے نفرت تھی کہ ہوازن قریش پر غالب نہ آ جائیں۔ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

یارسول اللہ ﷺ میں ابلق گھوڑوں کے سوار دیکھ رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے شیبہ! بے شک شان یہ ہے کہ نہیں دیکھتا اس کو مگر کافر ہی۔ لہٰذا حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا، پھر فرمایا :

اللهم اهد شيبة ۔ (ترجمہ: اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے)۔

پھر دوسری بار ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے۔ پھر تیسری بار ہاتھ مارا اور فرمایا، اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے۔ اللہ کی قسم ابھی تیسری بار انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینے سے اُٹھایا نہیں تھا کہ حضور میرے نزدیک خدا کی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

اور انہوں نے حدیث ذکر کی ہے لوگوں کے ٹکرانے کی اور مسلمانوں کی شکست کی اور عباس کے ان کو پکارنے کی اور نبی کریم ﷺ کے مدد طلب کرنے کی یہاں تک کہ اللہ نے مشرکین کو شکست دے دی۔

آسمان سے چیونٹیاں اُترنا .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ان کے والد اسحاق بن یسار نے، اس سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی جبیر بن مطعم سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حنین والے دن اور لوگ باہم قتال کر رہے تھے اچانک میری نظر پڑی ایک سیاہ کمبل پر جو نیچے آ رہی ہے آسمان سے حتیٰ کہ وہ ہمارے اور قوم کے درمیان آ گری۔ قریب سے دیکھا تو وہ بکھری ہوئی چیونٹیاں ہیں جن سے وادی بھر چکی ہے۔ پس نہ ہوئی مگر ہزیمت قوم کی۔ ہم لوگ شک نہیں کرتے تھے کہ ملائکہ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابن عوجاء نصری نے کہا تھا :

ولـمـا دنـونـا من حنين ومـائـه زاينـا سـوادًا منكر اللون اخصفا
وملـمومة شهبـاء لو قذفوا بهـا شماريخ من عود اذا عاد صفصفا
ولـو ان قـومـي طاوعتني سراتهم اذا مـا لـقيـنـا الـعارض المتكشفا
اذا مـا لـقينـا جـنـد آل مـحمد ثـمـانـيـن الـفـا واستمدوا بخندفا

اور مالک بن عوف نے کہا وہ اپنے اسلام کے بعد ان کی روانگی کا ذکر کر رہے تھے۔

اذكر مسيرهم للناس اذا جمعوا ومـالك فـوقـه الـرايـات تختفق
ومـالك مـالك مـا فـوقـه احدٌ يـومـي حـنـين عـلـيـه التـاج ياتلق
حتىٰ لقوا الناس حين الباس يقدمهم عـليهـم البيض والابدان والدرق

فضاربوا الناس لم یروا احدًا حول النبی وحتی جنة الغسق

حتی قنزل جبرائیل بنصرهم فالقوم منهزم منهم ومعتلق

منا ولو غیر جبرائیل یقاتلنا لمنعتنا اذا اسیافنا الغلق

وقد وفی عمر الفاروق اذ هزموا بطعنة بل منها سرجه العلق

باب ۱۸۰

قصہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مقتول کا سامان سلب کرنے کی بابت اور قصہ اُم سُلیم رضی اللہ عنہا یوم حنین میں

(۱) ہمیں خبردی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو قعنبی نے مالک سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے عمر بن کثیر بن افلح سے، اس نے ابومحمد مولیٰ ابوقتادہ سے، اس نے ابوقتادہ سے کہ انہوں نے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے حنین والے سال۔ جب مشرکین سے مقابل ہوئے تو مسلمانوں کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے مشرکین میں سے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی پر چڑھ آیا۔ میں اس کے گرد گھوم گیا حتیٰ کہ میں اس کے پیچھے آ گیا، میں نے اس کو تلوار کے ساتھ رگ گردن پر مارا۔ اس نے پلٹ کر مجھے اس قدر بھینچا کہ میں نے اس کی شدت سے موت کی بُو پالی۔ اس کے بعد اس کو موت نے پالیا یعنی وہ مرگیا۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔

میں عمر بن خطاب سے جاملا۔ میں نے ان کو بتایا کہ کیا ہوگیا ہے لوگوں کو؟ انہوں نے بتایا کہ بس اللہ کی مرضی ہے (یعنی لوگ شکست خوردہ ہورہے ہیں)۔ اس کے بعد لوگ واپس لوٹے اور رسول اللہ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے جو شخص کسی کو قتل کر کے آئے گا اور اس کے پاس اس کا گواہ بھی موجود ہوگا تو اس مقتول کا سارا سامان اسی کو ملے گا۔

کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوگیا، میں نے کہا کون میرے لئے گواہی دیتا ہے پھر میں بیٹھ گیا۔ دوبارہ حضور نے اعلان کیا جو شخص کسی کافر کو قتل کر کے آئے اور اس کے پاس گواہ ہو امقتول کا سارا سامان اسی کا ہے۔ کہتے ہیں میں دوبارہ کھڑا ہوگیا کہ کون میرے لئے گواہی دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ پھر تیسری بار حضور ﷺ نے اعلان فرمایا، پھر میں کھڑا ہوگیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تمہیں کیا ہوا اے ابوقتادہ؟ میں نے حضور کے سامنے اپنے مقتول کا قصہ بیان کیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ سچ کہتا ہے اور اس کے مقتول کا چھینا ہوا سامان میرے پاس ہے۔ آپ ابوقتادہ کو میری طرف سے دے کر راضی کرلیں اور وہ سامان مجھے دے دیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ حضور ﷺ متوجہ ہوتے ہیں۔

اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرف جو لڑتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے۔ اور کیا حضور اس کا چھینا ہوا مال تجھ کو دے دیں۔ رسول اللہ نے فرمایا، ابوبکر نے سچ کہا ہے تم وہ سامان ابوقتادہ کو دے دو۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اس شخص نے وہ چھینا ہوا مال مجھے دے دیا۔ میں نے اس کی زرہ فروخت کر کے ایک باغ خریدا، یہ پہلی جائیداد تھی جو میں نے اسلام میں بنائی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (بخاری۔ کتاب البیوع والسیر۔ حدیث ۱۴۴ ص ۱۴۴۲)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بن عین مصری نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا مالک بن انس سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحیٰ بن سعید نے ، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے ، اس نے ابن وہب سے ۔ (کتاب الجہاد والسیر ۔حدیث ۴۱ ص ۳/۱۳۷۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے ، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے ، ان کو حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے ، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قوم ہوازن یوم حنین میں اپنے بچوں اور عورتوں اور اُونٹوں بکریوں سمیت آئے تھے ۔ انہوں نے سب چیزوں کی صفیں اور قطار بنا دیں تھیں تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی کثرت دکھا سکیں ۔ لہٰذا جب مسلمان اور مشرکین نے باہم مقابلہ کیا تو پہلے پہل مسلمان پیٹھ دے کر بھاگ گئے ، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تھا ، اے اللہ کے بندو میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں ۔ پھر فرمایا ، اے انصار کی جماعت میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں ۔ پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی ۔ حالانکہ نہ کسی کو تلوار کا زخم لگا نہ ہی نیزے کا چھباؤ ۔ نبی کریم نے اس دن فرمایا جو شخص کسی کافر کا قتل کر کے آئے اس کا چھینا ہوا مال اس کو ملے گا ۔ لہٰذا ابوطلحہ نے ، اس نے بیس کافروں کو مارا تھا اور ان کا سامان بھی لیا تھا ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے ، ان کو حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے ، اس نے انس بن مالک سے ، وہ کہتے ہیں ابوطلحہ اُم سُلیم سے ملے تھے حنین والے دن ، اُم سُلیم کے پاس ایک خنجر تھا ۔ اس نے کہا اے اُم سُلیم یہ آپ کے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے سوچا ہے کہ اگر کوئی فرد میرے قریب آئے گا تو میں یہ اس کے پیٹ میں اُتار دوں گی ۔

ابوطلحہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی ۔ اُم سلیم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں قتل کر دوں؟ اس کو جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں طلقاء ہی سے جو آپ سے شکست کھا چکے ہیں یا رسول اللہ ۔ آپ نے فرمایا ، اے اُم سلیم بے شک اللہ عزوجل تحقیق کافی ہے اور وہ بہتر کرتا ہے ۔

اس کو مسلم نے نکالا ہے صحیح میں دوسرے طریق حماد بن سلمہ سے ۔

(۵) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے ، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں کہ کعب بن مالک نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے فارغ ہو گئے اور حنین سے بھی اور طائف جانے کا طے کر لیا ۔

وقضينا من تهامة كل ريب وخيبر ثم أجممنا السيوفا

نخبرها ولو نطقت لقالت قواطعهن دوسا او ثقيفا

فلست لحاضن ان لم تروها بساحة داركم منا الوفا

اس نے دو شعر دیگر بھی ذکر کئے ہیں :

نجالد ما بقينا او تنيبوا الى الاسلام اذعانا مضيفا

لامر الله والاسلام حتى يقوم الدين معتدلا حنيفا

☆☆☆

باب ۱۸۱

جیش اوطاس کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابویعلی نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابوسلمہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوعامر اشعری نے، وہ عبداللہ بن براد ہی ہیں۔ ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہ سے۔ اس نے ابوموسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ فارغ ہوئے تھے غزوہ حنین سے تو آپ نے ابوعامر کو بھیجا تھا ایک لشکر پر مقرر فرما کر مقام اوطاس کی طرف۔ انہوں نے وہاں جا کر دُرید بن صمہ سے مقابلہ کیا تھا۔ چنانچہ درید مارا گیا تھا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی تھی۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ (حضور ﷺ نے) مجھے بھیجا تھا ابوعامر کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ ابوعامر کو گھٹنے پر تیر لگا تھا بنوجشم کے ایک آدمی نے ان کو تیر مارا تھا جو کہ ان کے گھٹنے میں پیوست ہو کر رہ گیا تھا تو میں پہنچا ابوعامر کے پاس، اس سے کہا آپ کو کس نے یہ تیر مارا، تو ابوعامر نے ابوموسیٰ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ شخص میرا قاتل ہے تم دیکھ لو یہی ہے جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ لہٰذا میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو وہ مجھ سے پیٹھ دے کر بھاگنے لگا میں بھی اس کے پیچھے لگا اور میں اس کو غیرت دلانے لگا کیا تجھے حیاء نہیں آتی؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ کیا تو رُکتا نہیں ہے؟ لہٰذا یہ سُن کر وہ رُک گیا۔ لہٰذا ہم دونوں بھڑ گئے۔ اس نے مجھ پر اور میں نے اس پر وار کئے۔ بہرحال میں نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد میں ابوعامر کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا تحقیق اللہ نے قتل کر دیا ہے تیرے قاتل کو۔ ابوعامر نے کہا کہ یہ تیر بھی کھینچ لیجئے میں نے اس کو کھینچا تو اس سے پانی بہہ نکلا۔

اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! آپ جائیے رسول اللہ کی خدمت میں، ان کو میرا اسلام کہئے پھر کہئے کہ ابوعامر آپ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ کہتے ہیں اس کے بعد ابوعامر نے مجھے لوگوں پر اپنا خلیفہ اور نائب بنا دیا تھوڑی سی دیر کے بعد وہ فوت ہو گئے۔

جب میں واپس آیا نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا حضور اس وقت (یہ بھی روایت میں نہیں ہے) گھر میں موجود تھے تخت کے اُوپر جس پر ریت ڈالی ہوئی تھی اور اس پر بستر پڑا ہوا تھا حضور کے پہلو اور پیٹھ پر بستر کے نشان تھے۔ میں نے جا کر حضور کو اپنی خبر سُنائی اور ابوعامر کی خبر سُنائی اور میں نے ان سے کہا کہ ابوعامر نے آپ سے دعا اور استغفار کی درخواست کی تھی۔ حضور ﷺ نے پانی منگوایا وضو کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے ہاتھ اُوپر اُٹھائے اور کہا:

اللھم اغفر لابی عامر عبدك۔ (ترجمہ: اے اللہ! اپنے بندے ابوعامر کو معاف فرما دے)۔

ہاتھ اس قدر اُونچے اُٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

اس کے بعد فرمایا، اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق سے برتر کیجئے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی دعا کیجئے، آپ نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف فرما اور قیامت کے دن اس کو عزت والے مقام میں داخل فرما۔ ابوبردہ کہتے ہیں کہ ایک دعا ابوعامر کے لئے دوسری ابوموسیٰ کے لئے تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے اور مسلم نے ابوکریب سے اور عبداللہ بن براد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۲۳۔ فتح الباری ۴۱/۸۔۴۲۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۵ ص ۱۹۴۳/۴۔۱۹۴۴)

تذکرہ شہداء غزوۂ حنین .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین شکست کھا گئے تو وہ طائف میں آئے۔ ان کے ساتھ مالک بن عوف بھی تھے اور ان میں سے کچھ وادی نخلہ کی طرف چلے گئے تھے، جو نخلہ کی طرف گئے تھے ان میں بنوثقیف میں سے کوئی نہیں تھا سوائے بنوغیرہ کے۔

رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار مجاہدین نے ان مشرکین کا تعاقب کیا تھا جو نخلہ کی طرف گئے تھے اور ان کا پیچھا نہیں کیا تھا جو گھاٹیوں میں چلے گئے تھے۔ ربیعہ بن رفیع بن وہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن عوف بن امراء القیس نے درید بن صمہ کو پالیا (ربیعہ کو ابن لذعہ کہا جاتا تھا لذعہ اس کی ماں تھی وہ اس کے نام پر غالب آ گئی تھی)۔ ربیعہ نے ابن صمہ کے اونٹ کی نکیل پکڑ لی تھی وہ یہ سمجھا کہ اس کی بیوی نے پکڑی ہے کیونکہ وہ کجاوے تھا اس نے محسوس کیا کہ کوئی کسی آدمی نے سواری کو بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں تو شیخ کبیر ہے (بڑا بوڑھا) دیکھا تو وہ درید تھا غلام نے اس کو نہیں پہچانا۔ درید نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے بتایا کہ تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا میں ربیعہ بن رفیع سلمی ہوں۔

کہتے ہیں اس نے اس کے بعد اپنی تلوار سے اس کو مارا مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ درید نے کہا بہت بُرا ہے جو تیری ماں نے تجھے اسلحہ سکھایا ہے لیجئے میری ہودج اور چھپر کھٹ کے پیچھے میری تلوار لے لیجئے، اس کے بعد وہ تلوار ماریئے، ہڈیوں سے اُٹھایئے اور دماغ سے اُتاریئے۔ میں اسی طرح مردوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ جب تم اپنی ماں کے پاس جاؤ تو اس کو بتانا کہ تم نے درید بن صمہ کو قتل کر دیا ہے۔

بعض دن اللہ کی قسم تحقیق میں نے روکا ہے تم میں تیری عورتوں کو چنانچہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ بنوسُلیم نے گمان کیا کہ ربیعہ نے جب اس کو تلوار ماری اور وہ گرا تو اس کا ستر کھل گیا، اس نے دیکھا تو فرجین کے درمیان کی جگہ اور اس کی رانوں کے اندر کا حصہ سفید ہو چکا تھا کاغذ کی مثل گھوڑوں پر سواری کرنے کی وجہ سے، ننگی پیٹھ گھوڑوں کی وجہ سے۔ ربیعہ جب واپس آیا تو اس نے اپنی ماں کو اس کے قتل کی خبر دی۔ تو وہ کہنے لگی البتہ تحقیق آزاد کر دیا تھا اس نے تیری کئی ماؤں کو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۷-۶۸)

ابن اسحاق نے کہا ہے اور رسول اللہ نے بھیجا تھا ابوعامر اشعری کو ان لوگوں کے تعاقب کے لئے جو اوطاس کی طرف منہ کر کے گئے تھے۔ چنانچہ اس نے بعض ان لوگوں کو پالیا جو شکست کھا گئے تھے۔ تو ان لوگوں نے اس کا قتال کیا اس کو تیر مارا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے اور ابوموسیٰ اشعری نے جھنڈا لے لیا وہ ان کے چچا کے بیٹے تھے اس نے ان سے قتال کیا اور اس نے ان پر فتح حاصل کر لی، اللہ نے ان لوگوں کو شکست دی۔ اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ سلمہ بن درید ہی تھا جس نے ابوعامر کو تیر مارا تھا اور وہ اس کے گھٹنے پر لگا تھا جس نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۹)

کہتے ہیں کہ جنگ حنین والے دن جو مسلمان شہید ہوئے تھے قریش میں سے اور بنوہاشم میں سے وہ مندرجہ ذیل تھے :

بنوہاشم میں سے : ایمن ابن عبید۔

اور بنواسد عبدالعزیٰ میں سے : یزید بن زمعہ بن الاسود بن عبدالمطلب جس کے ساتھ گھوڑے نے سرکشی کی تھی اور مارا گیا تھا۔

اور انصار میں سے : سراقہ بن حارث بن عدی عجلانی اور ابوعامر اشعری۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس حنین کے قیدی جمع کئے گئے اور ان کے مال۔ حنین والے دن غنیمتوں پر جو شخص مقرر تھے وہ مسعود بن عمرو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا قیدیوں اور مال کے بارے میں جعرانہ کی طرف، وہ وہیں روک لیا گیا اور قیدیوں پر محمیۃ بن جز کو مقرر کیا گیا جو کہ قریش کا حلیف تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۷۳-۷۴)

☆☆☆

باب ۱۸۲

نبی کریم ﷺ کا طائف کی طرف روانہ ہونا

یہ شوال ۸ھ کا واقعہ ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قتال کیا تھا یوم حنین میں اور طائف کا محاصرہ کیا تھا ماہ شوال ۸ھ میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، اس کو ابوعلاثہ نے، انہیں ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوعتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرۃ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، ان دونوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ طائف کی طرف روانہ ہوگئے اور قیدیوں کو مقام جعرانہ میں چھوڑ گئے تھے مکے کی جھونپڑیاں اور خیمہ ان سے بھر گئے تھے۔ وہاں جا کر رسول اللہ ایک اُونچی جگہ پر اُترے تھے طائف کے قلعہ کے پاس تقریباً دس راتیں رہے۔ حضور اور صحابہ کرام ان سے لڑتے رہے اور ان سے ثقیف لڑتے رہے قلعے کے پیچھے سے پتھروں اور تیروں کے ساتھ۔ ان کی طرف کوئی ایک بھی باہر نکل کر نہیں آیا سوائے ابوبکرہ بن مسروح کے جو زیاد کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا تھا زخمی بہت ہوگئے تھے۔ مسلمانوں نے کافی مقدار میں ان کے انگور کے باغ ضائع کیے تا کہ وہ اس طرح کفار کو غصہ دلائیں (اور وہ مقابلے پر نکلیں)۔ بنوثقیف والوں نے کہا تھا کہ تم لوگ مال ومتاع خراب نہ کرو یہ تو ہمارے یا پھر تمہارے کام آئے گا۔ مسلمانوں نے حضور سے قلعے کے اُوپر چڑھنے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ نے فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو فتح کرلیں گے اور ہمیں ابھی تک اس کی اجازت بھی نہیں دی گئی ہے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ کے۔ اور عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔

موسیٰ کہتے ہیں اور اہل مغازی نے دعویٰ کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف کی جانب لوٹے تھے تو آپ نے حکم دیا تھا کہ مالک بن عوف کا محل جلا دیا جائے اور وہ جلا دیا گیا تھا۔ وہاں پر ایک آدمی بیڑی ڈالا گیا تھا جس کو قتل کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ بے شک وہ پہلا آدمی تھا جو قیدی بیڑی ڈالا گیا تھا اسلام میں۔

اور عروہ نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا جس وقت انہوں نے ثقیف کا محاصرہ کیا تھا کہ مسلمانوں میں سے ہر شخص ان لوگوں کے پانچ پانچ کھجور کے درخت کاٹ ڈالے، یا ان کے انگوروں کے پانچ پانچ چھتریاں کاٹ ڈالے۔

عمر بن خطاب حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے شک یہ تو عفاء ہیں ان کا پھل بھی نہیں کھایا جائے گا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا ان کو کاٹ دیں جن کا پہلا پھل کاٹا جا چکا ہے پھر پہلا۔ آپ نے اعلان کرنے والا بھیجا اس نے اعلان کیا کہ جو شخص قلعہ میں سے نکل کر ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے بعد کچھ افراد ان میں سے اُتر آئے۔ ان میں سے ایک ابوبکرہ بن مسروح زیاد بن ابوسفیان کا مادرزاد بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک مسلمان کے حوالے کیا جو اس کی ذمہ داری اُٹھائے اور اس کی عیال داری کرے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۲۸۔۲۲۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۳۴۵۔۳۴۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ قیدیوں کو اور اموال غنیمت کو مقام جعرانہ میں محفوظ اور بند رکھا جائے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ طائف کے قریب اُترے اور آپ کے لشکر نے حملہ کیا جس سے آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ تیروں کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔

یہ اس لئے ہوا کہ لشکر قریب ہو چکا تھا طائف کی دیوار کے پاس تیر ان کو پہنچ سکتا تھا اور مسلمان ان کے باغ میں یا چہار دیواری میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ جب یہ چند آدمی کام آ گئے تو لشکر کا ٹھکانہ اُٹھا دیا گیا اس جگہ پر جہاں آج طائف کی مسجد ہے۔ حضور ﷺ نے بیس راتوں سے زیادہ ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ حضور کی ازواج مطہرات میں سے دو عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ ایک اُم سلمہ بنت ابواُمیہ تھیں، جب بنو ثقیف مسلمان ہو گئے تو جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھائی تھی سی جگہ پر ابو اُمیہ بن عمرو بن وہب نے مسجد تعمیر کی تھی۔ اس مسجد میں ایک ستون تھا جس پر سورج کا گزر نہیں ہوتا تھا پورے سال بھر میں۔ اس کے مطابق جو ذکر کرتے ہیں مگر اس کے لئے سُنی گئی نقیض۔ (سیرۃ ابن ہشام ۹۸/۴)

(۴) مروی ہے ابواسحاق بن عبداللہ بن مکدم ثقفی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ان کے غلاموں میں سے ایک غلام ابوبکرہ ان کی طرف نکل آیا، وہ غلام تھا حارث بن کلدہ کا اور منبعث نام تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں دراصل اس کا نام مضطجع تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام منبعث رکھا تھا۔

کہتے ہیں یحنس اور وردان بھی ان کے غلاموں کے ایک گروہ میں تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ جب اہل طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے غلام ہمیں واپس لوٹا دیں جو آپ کے پاس آ گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں وہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں (یعنی اللہ نے ان کو اسلام کے ذریعہ آزادی دی ہے)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہر آدمی پر اس کے غلام اور ولاء اسی پر لوٹا دیا اور اس کو اسی کے ذمہ لگا دیا۔

تیر نشانے پر لگنا اور جنت میں درجہ ملنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ زاہد نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن محمد بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن سنبر سے، اس نے قتادہ سے، اس نے سالم بن ابو الجعد سے، اس نے سعدان بن طلحہ سے، اس نے ابونجیح سلمی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کے محل کا محاصرہ کیا تھا۔ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص ایک تیر نشانے پر پہنچائے گا اس کے لئے جنت کا ایک درجہ ہے۔ میں نے اس دن سولہ تیر نشانے پر پہنچائے تھے (یعنی صحیح نشانے مارے کافروں کو)۔

نیز میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرما رہے تھے جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکے گا وہ عدل ہے، آزاد کرنے والا۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہو اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان آدمی کو آزاد کرے گا بے شک اللہ اس کی ہڈیوں میں سے ہر ہڈی کو آزاد کرانے والے کی ہر ہڈی کا بدلہ اور حفاظت کا ذریعہ بنا دے گا۔

اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی اللہ تعالیٰ کرنے والے ہیں اس کے لئے اس کی ہر ہر ہڈی کو آزاد کرنے والی ہر ہر ہڈی کا بدلہ اور بچاؤ اور حفاظت کا ذریعہ آگ سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳۴۹/۴)

دونوں حدیثوں کے الفاظ برابر ہیں۔

مخنث سے پردہ کا حکم .... (۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زینب بنت اُم سلمہ نے اُم سلمہ سے، وہ کہتی ہیں کی میرے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) تھا۔ اس نے عبداللہ میرے بھائی سے کہا اگر اللہ نے صبح تم لوگوں کو فتح طائف دی تو میں تجھے غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ وہ سامنے آتی ہے چار چار سلوٹ پڑ جاتے ہیں، اور اگر پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو پیچھے سے آٹھ آٹھ بل پڑ جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سُن لی تو فرمایا، یہ لوگ یعنی ہیجڑے تم لوگوں کے پاس اندر نہ آیا کریں۔

(بخاری۔ المغازی۔ حدیث ۴۳۲۴۔ فتح الباری ۸/۴۳۔ مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۳۲ ص ۱۷۱۵)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے، ہشام سے یہ حدیث دلیل ہے اس بات سے کہ ہیجڑوں سے پردہ لازم ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، ان کو عباس نے، ان کو احمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی خالہ فاختہ بنت عمرو بن عائذ کا ایک مخنث (ہیجڑا) غلام تھا۔ اسے ماتع کہتے تھے۔ وہ رسول اللہ کی عورتوں کے پاس آتا جاتا تھا اور آپ کے گھر میں ہوتا تھا اور رسول اللہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کچھ سمجھتا ہے عورتوں کے معاملات کو جیسے مردان کو سمجھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اس بارے میں اسکی کوئی خواہش بھی ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے اس کو سُنا کہ وہ خالد بن ولید سے کہہ رہا تھا۔ اے خالد اگر رسول اللہ نے طائف کو فتح کر لیا تو تم سے بادیہ بنت غیلان بچ کر نا جائے (یعنی تم اس کو ضرور دیکھنا) بے شک اس کے سامنے سے چار شکن ہوتے ہیں اور پیچھے سے آٹھ سلوٹ پڑتے ہیں (جب چلتی ہے) رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ بات جب سُنی تو فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ یہ خبیث یہ باتیں سمجھتا اور محسوس کرتا ہے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی عورتوں سے کہا تمہارے پاس یہ خبیث ہرگز داخل نہ ہونے پائے۔ لہٰذا اس کو رسول اللہ ﷺ کے گھر سے روک دیا گیا۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۴۹)

اسلام میں منجنیق کا استعمال .... (۸) اور اس میں جو ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے اس حصے میں جس کو میں نے اپنے سماع میں نہیں پایا۔ تحقیق اس نے مجھے اس کے بارے میں خبر دی تھی بطور اجازت کے یہ کہا ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تھا طائف کے قلعے کے بارے میں۔

چنانچہ سلمان فارسی نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ان کے قلعہ کو نشانہ بنانے کے لئے منجنیق (توپ دستی) نصب کریں۔ ہم لوگ ارض فارس میں ہوتے تو منجنیق نصب کی جاتیں قلعوں پر اور ہمارے اُوپر بھی کی جاتیں۔ ہم اپنے دشمنوں کو مارتے اور وہ ہمیں منجنیق سے نشانہ بناتے۔ اگر منجنیق نہ ہو تو (محاصرہ) اور ٹھہرنا طویل ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا اور دستی منجنیق انہوں نے بنائی یعنی سلمان نے خود بنائی۔ اس کو طائف کے قلعے پر نشانہ بازی کے لئے نصب کیا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یزید بن زمعہ منجنیق لایا اور دبابتین (بکتر بند)۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ طفیل بن عمرو لایا یعنی اس نے بنائی اور یہ بھی کیا جاتا ہے کہ خالد بن ولید نے بنائی اور بنو ثقیف نے ان پر لوہے کے آگ میں گرم شدہ ٹکڑے پھینکے، جس سے دبابہ جل گئی۔

اس کے بعد رسول اللہ نے ان کے انگوروں کے باغ جلانے کا حکم دیا۔ لہٰذا سفیان بن عبداللہ ثقفی نے اعلان کیا کہ تم لوگ ہمارے مال کیوں ضائع کر رہے ہو؟ اگر تم لوگ ہمارے اُوپر غالب آ گئے تو تم ہی ان کو لے لو گے یا پھر آپ لوگ ان کو چھوڑ دو گے اللہ کے لئے اور رحم و قرابت کی وجہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ان اموال کو چھوڑے دیتا ہوں اللہ کے لئے اور رحم و رشتہ و قرابت کے لئے سو آپ نے چھوڑ دیئے۔

بنوالاسود بن مسعود نے کہا تھا ابوسفیان بن حرب سے اور مغیرہ بن شعبہ سے کہ دونوں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کرو کہ وہ ہمیں چھوڑ دیں اللہ کے لئے اور قرابت داری کے لئے۔ لہٰذا ان دونوں نے رسول اللہ سے بات کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔
(مغازی للواقدی ۹۲۷/۳۔۹۲۸)

باب ۱۸۳

عُیینہ بن حصن بن بدر کا اجازت طلب کرنا بنو ثقیف کے پاس جانے کے لئے

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کو مطلع کرنا اس پر جو کچھ اس نے ان لوگوں سے کہا تھا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عیینہ بن بدر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا مجھے اجازت دیجئے یہ کہ میں ان لوگوں سے بات چیت کروں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی، وہ چلا گیا۔ حتیٰ کہ ان کے قلعے میں ان کے پاس داخل ہوا اور اس نے جا کر ان سے کہا کہ میرے باپ کی قسم تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ اللہ کی قسم البتہ ہم لوگ غلاموں سے زیادہ ذلیل اور کمزور ہیں۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر (محمد ﷺ) کے ساتھ واقعہ پیش آ گیا تو تم لوگ لازمی طور پر عرب کے مالک بن جاؤ گے عزت کے ساتھ اور غلبہ کے ساتھ۔ لہٰذا تم لوگ اپنے قلعے کو مضبوطی سے تھامے رہو اور اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو اس بات سے کہ تم اپنا ہاتھ دو (یعنی بیعت نہ کرنا)۔ اور یہ درخت وغیرہ بھی زیادہ تر نہ کاٹنے دینا۔ اس کے بعد عیینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اے عیینہ تم نے کیا کہا ہے ان لوگوں سے؟ بولا کہ میں نے ان لوگوں سے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ہے اور ان کو اسلام لانے کا حکم دیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے انہیں جہنم سے ڈرایا ہے اور آپ نے ان کو جنت کا راستہ دکھایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تم نے ان سے ایسے ایسے کہا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو اس کی پوری بات بتا دی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا میں اللہ کے آگے توبہ کرتا ہوں اور آپ کے آگے بھی اس بات سے۔ جب لوگوں کے اموال کاٹنا شروع کئے تو عیینہ بن بدر نے یعلیٰ بن مُرّہ سے کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں اپنے حصے کے انگور کاٹوں۔ یعلیٰ بن مرّہ نے کہا اگر تم چاہو تو تمہارے حصے کے میں کاٹ ڈالوں، تیرا کیا خیال ہے؟ عیینہ نے کہا میں یہ کہتا ہوں کہ تم جہنم میں چلے جاؤ گے۔ یہ بات عیینہ کی طرف سے شک کرنا تھی اپنے دین میں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو اُس سے ناراض ہوئے اور عیینہ کو دھمکایا اور فرمایا کہ تم صاحبِ عمل ہو تم اولیٰ ہو تیرے لئے پھر اور زیادہ بہتر ہے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۶۵۔ سیرۃ الشامیہ ۵۶۲/۵)

☆☆☆

باب ۱۸۴

رسول اللہ ﷺ کا طائف سے واپسی کی اجازت دینا
اور حضور ﷺ کا بنو ثقیف کی ہدایت کے لئے دعا کرنا
اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی دعا قبول فرمانا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابویحییٰ بن زکریا بن یحییٰ نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے ابوالعباس سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا مگر وہ ان سے کچھ حاصل نہ کر سکے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ صبح واپس جانے والے ہیں ان شاء اللہ۔ مسلمانوں نے کہا کیا ہم واپس لوٹ جائیں گے حالانکہ ہم نے اس کو فتح بھی نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے اچھا قتال اور لڑائی پر ہی صبح کرنا (صبح کو انہوں نے لڑائی لڑی) اور انہیں شدید زخم لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے شام کو فرمایا کہ انشاء اللہ ہم صبح واپس جانے والے ہیں لہٰذا لوگوں کو یہ بات بہت پسند آئی نبی کریم ﷺ ہنس دیئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے سفیان سے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ یہ عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے بعض نسخوں میں۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے علی بن مدینی سے، اس نے ابن عیینہ سے، اس نے کہا مروی ہے عبداللہ بن عمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۲۵)

(۲) ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس بن سلمہ عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن مدینی نے، اس نے سفیان سے، اس نے عمرو سے، اس نے ابوالعباس نابینا شاعر سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا تو آپ ان سے کچھ نہ پا سکے تھے۔ ایک دن فرمانے لگے انشاء اللہ کل ہم واپس لوٹنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر یہ بات بھاری گذری اور بولے کیا ہم چلے جائیں گے حالانکہ ہم نے اس کو تا حال فتح بھی نہیں کیا۔ راوی نے حدیث ذکر کی ہے۔

علی کہتے ہیں کہ سفیان نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

کہتے ہیں ہمیں یہ حدیث بیان کی سفیان نے ایک مرتبہ کے علاوہ عمرو سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے عبداللہ عمر بن خطاب سے مگر اس نے عبداللہ بن عمرو العاص نہیں کہا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے علی بن مدینی سے۔ بخاری کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے یعنی یوں کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالعباس اعمیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ اس نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ایک روز فرمانے لگے انشاء اللہ ہم

کل واپس جانے والے ہیں۔ لوگوں نے کہا کیا ہم واپس لوٹ جائیں گے اس کو فتح کرنے سے قبل ہی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ صبح قتال پر کریں گے۔ کہتے ہیں کہ صبح ہوئی انہوں نے قتال کیا اور شدید زخم کھائے۔ کہتے ہیں کہ اس دن پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم صبح واپس جانے والے ہیں۔ اب ایسے لگا کہ جیسے وہ بھی یہی چاہ رہے ہیں مگر خاموش رہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے اور ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے۔

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو منیع نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے، ان کو ابن عیینہ نے عمرو سے، ان کو ابوالعباس شاعر اعمٰی نے عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن ابوشیبہ نے کہا، اس نے ابن عیینہ سے سنا دوسری بار وہ اس کو بیان کرتے تھے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ کیا تھا اہلِ طائف کا۔ اور حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن یحیٰی سکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن ازہر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مفضل بن غسان غلاّبی نے۔ میں گمان کرتا ہوں یحیٰی بن معین سے کہ کہا ابوالعباس شاعر نے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عمرو سے اور ابن عمر سے طائف کی فتح کے بارے میں (صحیح ابن عمر ہے)۔ اور ابوالعباس کا نام سائب بن فروح مولیٰ بنو کنانہ ہے۔

نبی کریم کا حلم اور حریص ہدایتِ کفار .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت آئی مہاجرات میں سے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھی لشکر میں۔ اس کو خولہ بنت حکیم کہتے تھے۔ وہ ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی اور اس سے پہلے وہ حضرت عثمان بن مظعون کے نکاح میں تھی بدر سے پہلے۔ خولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئی اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ آپ کے لئے کیا چیز مانع ہے کہ آپ اہلِ طائف کے مقابلے کے لئے اُٹھیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی تک ہمیں اس کی اجازت نہیں ملی۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج ہم اس کو فتح کرسکیں۔ پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے وہ خولہ سے ملے رسول اللہ ﷺ سے باہر۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی شئی ذکر کی تھی۔ اس کے بعد خولہ نے بتایا کہ مجھے آپ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ان کو اس بارے میں قتال کی اجازت نہیں ملی اہلِ طائف کے ساتھ۔

جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کی ہمت کرلی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اہلِ طائف کے مقابلے کے لئے لوگوں نہیں بلاتے۔ آپ اُٹھیں ان کی طرف شاید کے اللہ تعالیٰ طائف کو ختم کردے۔ بے شک آپ کے اصحاب کثیر ہیں ان پر بند رہنا مشکل گذر رہا ہے اور ان کو گزران میں مشکل ہورہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں تاحال اہلِ طائف سے قتال کی اجازت نہیں ملی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات دیکھی تو کہنے لگے کیا میں لوگوں کو کہوں کہ وہ اپنی پیٹھ کو رات بستروں پر نہ جانے دیں حتیٰ کہ صبح وہ روانہ ہوجائیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے انہوں نے لوگوں میں اعلان کردیا نکلنے کے لئے اور ان سے کہا کہ وہ اپنی پیٹھوں کو آرام نہ دیں۔

چنانچہ صبح ہوگئی تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ نے روانگی شروع کردی۔ اور نبی کریم ﷺ نے دعا کی جب سوار ہوئے چلتے وقت، اے اللہ ان کو ہدایت دے اور ان کی مشقت سے ہمیں کفایت فرما۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور عبداللہ بن مکدم نے۔ ان میں سے جنہوں نے پالیا ہے اہلِ علم کو۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیئے رکھا تھا تیس (۳۰) راتیں یا اس کے قریب قریب۔ اس کے بعد ان سے واپس لوٹ آئے تھے اور ان میں اجازت نہیں دی گئی تھی۔ پھر آپ ﷺ مدینے میں آئے تو ان کا وفد آیا حضور ﷺ کے پاس رمضان میں۔ سو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

(۸) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور وہ ثقیف کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے۔ اے ابوبکر میں نے خواب دیکھا ہے کہ مجھے ایک بڑا پیالہ ہدیہ دیا گیا ہے جو کہ مکھن کا بھرا ہوا ہے ایک مرغ نے اس میں چونچ مار کر وہ سب کچھ گرا دیا ہے جو اس کے اندر ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں گمان کرتا کہ آپ ان سے کچھ بھی پاسکیں گے آج کے دن جو آپ چاہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو جائے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۹۹)

اس کے بعد خولہ بنت حکیم بن اُمیہ بن الاوقص سلیمۃ نے کہا یا رسول اللہ اللہ نے تیرے اوپر طائف کو فتح کر دیا ہے زیورات بادیہ بنت عیلان بن سلمہ کے یا زیورات فارعہ بنت عُقیل کے۔ یہ عورت ثقیف کی عورتوں میں سب سے زیادہ زیورات والی تھی۔ میرے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا تھا اگر اجازت نہ دی گئی ہو ثقیف کے بارے میں۔ لہٰذا خولہ باہر نکلی اور اس نے یہ بات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ذکر کی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ کون سی حدیث ہے جو آپ نے خولہ کو بتائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو یہ کہا ہے کہ (حضور ﷺ نے پوری بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتادی)۔ حضرت عمر نے کہا کیا میں لوگوں میں (طائف) کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا کر دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۳۵۰۔ مغازی للواقدی ۳/ ۹۳۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۰۰)

باب ۱۸۵

نبی کریم ﷺ کا مقامِ جعرّانہ کی طرف لوٹنا اور غنیمتیں تقسیم کرنا

اور مؤلفۃ القلوب کو عطا کرنا اور انصار کا اس بارے میں کچھ کہنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے ارض دَحنا کی طرف (یہ طائف اور جعرّانہ کے درمیان جگہ تھی)۔ حتی کے آپ ﷺ جعرانہ میں جا اُترے اُن لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں پر ہوازن چھ ہزار افراد قید تھے بچے، عورتیں وغیرہ اور اُونٹ بکریاں اس قدر جن کا علم نہیں تھا تعداد کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد نے، ان کو عبداللہ بن معاذ عنبری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے۔ (ح)۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو ابوسلمہ یحییٰ بن خلف باہلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی

سُمیطؒ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے مکہ فتح کیا اس کے بعد ہم لوگوں نے حنین کا جہاد کیا ۔ چنانچہ مشرکین آئے بہترین قطاروں کے ساتھ جو میں نے دیکھیں ۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک صف گھوڑوں کی بنائی ، اس کے بعد لڑنے والوں کی بنائی ۔ اس کے بعد عورتوں کی صف بنائی اس کے پیچھے بکریوں کی صف بنائی ، اس کے بعد مویشیوں کی ۔ کہا کہ ہم لوگ بھی کثیر تعداد میں تھے ۔ ہم چھ ہزار کی تعداد تک پہنچ گئے تھے ۔ میرا گمان ہے کہ وہ انصار مراد لے رہے تھے ۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے مُجنّبہ پر یعنی میمنہ میسرہ پر ہمارے شہسوار خالد بن ولید تھے اور ہمارے گھڑ سوار ہماری پیٹھ کے پیچھے بھی مڑ کر حفاظت کرنے لگے تھے ۔ ہم زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے کہ ہمارے گھڑ سوار ہار گئے اور اعراب و دیہاتی فرار ہو گئے ۔ اور کچھ دیگر لوگ بھی جن کو ہم جانتے تھے ۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے (کمال ہمت و شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ہارنے والے مجاہدین کو اپنے پاس بلایا) ۔ اے مہاجرین اے انصار (میرے پاس آؤ ، میرے پاس آؤ) ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے عمیہ کی ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ ۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے ۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم ان لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے تھے کہ اللہ نے ان کو شکست دے دی تھی (یعنی کفار کو) ۔ کہتے ہیں کہ ہم نے وہ مال آ کر قبضے میں لیا پھر ہم لوگ طائف کی طرف چلے گئے تھے ۔ ہم نے چالیس راتیں ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر ہم مکے واپس لوٹ آئے اور ہم وہاں آ کر ہی اُترے ۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں پر لوگوں کو سو سو اونٹ دینا شروع کئے ۔ آپ ﷺ نے سو دیئے تو انصار نے آپس میں کوئی بات کی کہ جس نے قتال کیا تھا اس کو دے رہے ہیں جس نے قتال نہیں کیا اس کو نہیں دے رہے ہیں ۔ اور یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی گئی ۔ پھر آپ ﷺ نے مہاجرین انصار کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ نہ داخل ہوں میرے پاس سوائے انصار کے ۔

کہتے ہیں کہ پھر ہم خیمے میں داخل ہوئے یہاں تک کہ ہم نے خیمہ بھر دیا ۔ حضور ﷺ نے تین بار فرمایا اے انصار کی جماعت کیا بات ہے جو میرے پاس آئی ؟ انہوں نے پوچھا آپ کے پاس کیا پہنچی ہے ؟ فرمایا کہ تم لوگ راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ حتی کہ تم ان کو اپنے گھروں میں داخل کرو ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی میں ، تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا ۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو بس تم لوگ راضی ہو یا جیسے ہی فرمایا تھا ۔ یہ الفاظ ہیں باہلی کی روایت کے ۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید اللہ بن معاذ وغیرہ سے ۔ (مسلم ۔ کتاب الزکوۃ ۔ حدیث ۱۳۶ ص ۲/۷۳۶ ۔ ۷۳۷)

انصار کے لئے رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین کے لئے مال و متاع .... (۳) ہمیں خبر دی القاسم زید بن ابو ہاشم علوی نے کوفہ میں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم نے ۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حسین بن ابو الحنین نے ، ان کو علی بن مدینی نے ، ان کو ازہر بن سعد سمان نے ، ان کو ابن عون نے ، ان کو ہشام بن زید نے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے ، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ، ان کو محمد بن ابو بکر نے ۔ (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے ، ان کو خبر دی ابو یعلی موصلی نے ، ان کو ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے ، ان کو معاذ بن معاذ نے ، ان کو بن عون نے ، ان کو ہشام بن زید نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یوم حنین ہوا تو قبائل ہوازن اور قبائل غطفان آئے تھے اور دیگر قبائل بھی وہ اپنی اولادوں کو بھی لائے تھے اور مویشیوں کو بھی ۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُس دن دس ہزار کا لشکر تھا ۔ آپ ﷺ کے ساتھ طلقاء بھی تھے (یعنی وہ لوگ جن کو فتح مکہ والے دن حضور ﷺ نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا ۔ نہ قتل کیا تھا ان کو اور نہ ہی قید کیا تھا) ۔

وہ سب لوگ حضور ﷺ سے پیٹھ دے کر ہٹ گئے تھے یہاں تک کہ آپ تن تنہا رہ گئے تھے۔ اس دن حضور ﷺ نے دو آوازیں لگائی تھیں۔ اس میں کسی کو شامل نہیں کیا تھا اپنے دائیں جانب جھکے اور فرمایا اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ آپ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپ ﷺ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ خوش ہو جائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نیچے اُترے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔ لہٰذا مشرکین شکست کھا گئے۔ کہتے ہیں کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو کثیر غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ آپ ﷺ نے وہ مہاجرین میں تقسیم کیں اور طلقاء میں یعنی ان لوگوں میں جن پر احسان کر کے حضور ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا نہ قتل کیا ان کو نہ قید کیا۔ ان میں غنیمتیں تقسیم کر دیں مگر آپ نے انصار کو کوئی چیز نہ دی۔ انصار نے کہا کہ جب معاملہ سنگین ہو گیا تھا تو ہم لوگ بلائے گئے اور آپ غنیمتیں دوسروں کو دے رہے ہیں ہمارے علاوہ۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو ان کو خیمے میں جمع کر کے فرمایا اے انصار کی جماعت یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ وہ خاموش ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں دینار لے جائیں اور آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ۔

معاذ کی ایک روایت میں ہے، محمد ﷺ جس کو تم اپنے گھروں میں بحفاظت لے جاؤ گے؟ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جی ہاں ہم راضی ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر سارے لوگ مل کر ایک وادی کی طرف چلے جائیں اور انصار دوسری وادی کی طرف تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔

معاذ کی ایک روایت میں ہے کہ ہشام نے کہا، میں نے کہا تھا اے ابوحمزہ کیا آپ اس بات کے شاہد ہیں؟ انہوں نے فرمایا اور کیا میں اس سے غائب ہو سکتا ہوں۔ دونوں کے الفاظ برابر ہیں مگر وہ جو میں نے بیان کیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے، اور محمد بن بشار نے اس کو روایت کیا ہے معاذ سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مثنی سے اور ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے معاذ بن معاذ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوہ الطائف۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۵ ص ۲/۷۳۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی شعیب نے زہری سے۔ ان کو حدیث بیان کی انس ؓ نے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ، جب اللہ نے ان کو ہوازن کے مال فئے فرمائے تھے جس قدر فئے فرمائے تو حضور ﷺ نے لوگوں کو سو سو اونٹ دینا شروع کئے تو انصار نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نہیں دے رہے حالانکہ ہماری تلوار ابھی تک خون کے قطرے ٹپکا رہی ہے۔

حضرت انس ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ کو ان کا قول بتایا گیا۔ حضور ﷺ نے انصار کے پاس پیغام بھیج دیا، آپ کو چمڑے کے ایک خیمہ میں، ان کے سوا خیمے میں کسی کو نہیں چھوڑا۔ جمع فرمایا اور پوچھا کہ یہ بات تمہاری طرف سے میرے پاس پہنچی ہے، ان میں سے سمجھ داروں نے حضور سے کہا ہم میں سے تو صاحب رائے لوگوں نے تو کوئی بات نہیں کی، بہرحال ہم میں سے جو نوعمر ہیں انہوں نے کہا ہے اللہ معاف فرمائے رسول اللہ ﷺ کو قریش کو دے رہے ہیں اور انصار کو چھوڑے جا رہے ہیں اور ہماری تلواریں خون ٹپکا رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں کچھ لوگوں کو مال دے رہا ہوں اس لئے کہ وہ کفر کے عہد سے نئے نئے اسلام کے عہد میں آئے ہیں، میں ان کی تالیف قلبی کر رہا ہوں کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو لے جاؤ؟ اللہ کی قسم جس چیز کو تم لے کر لوٹو گے وہ کہیں بہتر ہے اس خیر سے جو لوگ لے کر جائیں گے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ رسول اللہ نے ان سے فرمایا، تم لوگ میرے شدید ترجیحی سلوک کو پاؤ گے۔ تم لوگ صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ کو مل جانا اور اس کے رسول کو حوض کوثر پر۔ حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ ہم صبر نہ کر سکے۔

بخاری نے روایت کیا ہے اس کو صحیح میں ابوالیمان سے، اور بخاری مسلم نے اس کو دوسرے طرق سے نکالا ہے زہری سے۔

(بخاری۔ کتاب قرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۲ ص ۲/۷۳۳۔۷۳۴)

رسول اللہ ﷺ کا انصار کے لئے فضیلت بیان کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر نے بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کثیر غنیمتیں حاصل ہوگئیں حنین والے دن اور آپ نے قریش مؤلفتہ القلوب لوگوں میں تقسیم کیں اور تمام عرب میں جس قدر تقسیم کرنا تھا اور ان میں سے انصار کو کچھ بھی نہ ملا، نہ کم نہ زیادہ۔ تو انصار کا یہ قبیلہ اپنے دل میں ناراض ہوگیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اپنی قوم قریش کو دے رہے ہیں۔

سعد بن عبادہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ انصار کا فلاں قبیلہ دل میں ناراض ہے آپ سے۔ آپ نے پوچھا کس بارے میں؟ اس نے بتایا کہ آپ نے جو غنیمتیں اپنی قوم میں تقسیم کی ہیں اور پورے عرب میں اور ان کا اس میں کوئی حصہ بھی نہیں نکالا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم اپنی قوم میں کس مقام پر ہو اے سعد؟ اس نے کہا میں کچھ نہیں بس اپنی قوم کا ایک فرد ہوں میں کچھ بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اپنی قوم کو میرے پاس اس احاطے میں جمع کریں، جب وہ سارے اس میں جمع ہو جائیں تو مجھے آکر بتائیے۔ چنانچہ سعد باہر نکلے انہوں نے ان سب کو آواز لگائی، اس طرح اس نے ان کو اس چہار دیواری کے اندر جمع کر لیا۔ چنانچہ کچھ لوگ مہاجرین میں سے بھی آئے آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، کچھ دوسرے لوگ بھی آگئے ان کو واپس کر دیا، حتیٰ کہ انصار میں سے باقی کوئی بھی نہیں رہ گیا تھا سب کے سب جمع ہوگئے۔ سعد آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ انصار کے اس قبیلے والے سارے جمع ہوگئے ہیں جہاں آپ نے حکم دیا تھا جمع ہونے کے لئے۔

حضور ﷺ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں آیا تھا اُس وقت جب تم گمراہ تھے۔ پس اللہ نے لوگوں کو ہدایت عطا کر دی اور تنگ دست تھے اللہ نے تمہیں غنی کر دیا ہے اور تم باہم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی۔ انہوں نے کہا جی ہاں یہی بات ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے یا میری اجابت نہیں کرو گے اے انصار کی جماعت؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم آپ کو کون سا جواب دیں؟ اللہ کا اور اس کے رسول کا احسان ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، خبردار! اگر تم چاہو تو تم کہہ سکتے ہو بلکہ تم سچ کہو گے اور تمہیں سچا بھی قرار دیا جائے گا کہ تم اے محمد ہمارے پاس نکل کر اور بھاگ کر بے سہارا ہو کر آئے تھے۔ ہم نے تمہیں پناہ دی تھی۔ اور تنگ دست تھے ہم نے تیری غمخواری کی تھی اور تم اے محمد! خوف زدہ آئے تھے ہم نے تجھے امان دی تھی، بے یارومددگار آئے تھے ہم نے تیری نصرت کی تھی۔ انصار نے جواب دیا بلکہ احسان تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے جنہوں نے ہمیں اپنی میزبانی کی سعادت بخشی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے دل میں ناراضگی رکھی ہے دنیوی مال ومتاع کے بارے میں تو اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کے ذریعہ ایک قوم کی دلجوئی کی ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ اور میں نے تمہیں اس کے حوالے کیا ہے اللہ نے جو تمہارے لئے تقسیم فرمائی ہے اسلام کی۔ کیا تم راضی نہیں ہوا اے انصار کی جماعت کہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو اُونٹ اور بکریاں لے کر جائیں

اورتم لوگ اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو لے کر جاؤ؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر سارے لوگ ایک گھاٹی کی طرف چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی کی طرف تو میں انصاری کی گھاٹی کی طرف جاؤں گا۔ اگر ہجرت ایک حقیقت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک فرد ہوتا۔ اے اللہ انصار پر رحم فرما اور انصار کی اولاد پر رحم فرما۔ اس پر لوگ رو پڑے حتیٰ کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں۔ اور وہ کہہ رہے تھے ہم اللہ کے ہونے پر راضی ہیں اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ ہٹ گئے اور لوگ متفرق ہوگئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۱۴/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوعمر نے، ان کو سفیان نے۔

(ح) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صنعار نے، ان کو معاذ بن مثنیٰ نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، ان کو سفیان بن عینیہ نے، ان کو عمر بن سعید نے یعنی ابن مسروق نے اپنے والد سے، اس نے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج سے، اس نے رافع بن خدیج سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو حُنین کے قیدیوں میں سے ہر آدمی کو سو سو اُونٹ دیئے۔ ابوسفیان بن حرب کو بھی سو اونٹ دیئے۔ صفوان بن امیہ کو سو اُونٹ دیئے، یہ دونوں قریشی تھے اور عینیہ بن حصن کو آپ ﷺ نے سو اونٹ دیئے اور اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور علقمہ بن علاثہ کو سو اونٹ دیئے اور مالک بن عوف نصری کو سو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس کو سو سے کم دیئے اس کو دوسروں کے برابر نہیں دیئے۔ جس پر عباس بن مرداس نے شعر کہے:

نهبي و نهب العبيد	بين عيينة والا قرع
فما كان حصن ولا حابس	يفوقان مرداس في المجمع
وقد كنت في الحرب ذاتدرا	فلم أُعطَ شيئاً ولم أُمنع
وما كنت دون امرئ منهم	ومن تضع اليوم لا يُرفع

یہ الفاظ ہیں حدیث ابراہیم کے اور ابن عمر نے تیسرا شعر ذکر نہیں کیا اور نہ ہی مالک بن عوف، نہ علقمہ بن علاثہ کا۔ اور اس نے اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے سو اُونٹ پورے کر دیئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعمر سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۷ ص ۲/۷۳۷۔۷۳۸)

انصار کی حیثیت جسم سے لگے ہوئے کپڑے کی مانند ہے .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو جعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابوادیس نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے غنیمتیں تقسیم کیں یا ان میں سے جس قدر اللہ نے چاہا۔ اکثر تقسیم اہلِ مکہ کے لئے تھی اور قریش کے لئے اور ان کو بڑے بڑے عطیے دیئے۔ اور ان کے سوا دیگر لوگوں کے لئے تقسیم کی تھیں جو حنین کی طرف نکلے تھے۔ ان کی تالیف قلبی کے لئے یہاں تک کہ ایک ایک آدمی کو سو سو اُونٹ بھی دیئے گئے اور دوسرے کو ایک ایک ہزار بکری۔ اور آپ نے اپنے اپنے اصحاب سے تقسیم کو سمیٹا (یعنی کم دیا یا بالکل نہیں دیا) جس پر انصار دل میں ناراض ہوگئے اس بات سے۔ اور کہنے لگے کہ ہم ہر مشکل وقت کے ساتھی ہیں مگر حضور ﷺ نے اپنی قوم کو

ہمارے اوپر ترجیح دی ہے اوران میں تقسیم کی ہے اور ہمارے لئے تقسیم نہیں کی۔ ہم نہیں دیکھتے اس کو مگر ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ ﷺ انہی کے درمیان رہنا چاہتے ہیں۔ یہ بات جب حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ ان کی منزل پر ان کے پاس آئے ان کو جمع کیا اور فرمایا یہاں پر جو شخص انصار کے علاوہ ہے وہ اپنے اپنے مقام پر چلا جائے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمایا: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ تم لوگوں نے غنیمتوں کے معاملے پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے اس کی تقسیم کے اندر کچھ لوگوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایسے لوگوں کی تالیف قلبی کی ہے اسلام کے ساتھ تا کہ وہ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جہاں تک آپ کا تعلق ہے اللہ نے تمہارے دلوں کے اندر ایمان داخل کر دیا ہے اور تمہیں خصوصی اکرام دیا اور تمہارے لئے بہترین نام سے موسوم کیا ہے۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو لوگ غنیمتیں لے کر اپنے اپنے گھر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ گے۔ اللہ کی قسم اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلے جائیں اور تم لوگ دوسری وادی میں چلے جاؤ تو میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ پس راضی ہو جاؤ تم لوگ شعار ہو اور باقی دثار ہیں (یعنی اسلام میں تمہاری حیثیت جسم سے لگے ہوئے اندر والے کپڑے کی ہے اور باقی لوگوں کی حیثیت اُوپر سے ڈھکے ہوئے کپڑے کی ہے)۔

انصار نے رسول اللہ ﷺ کا قول سنا تو وہ رو پڑے ان کا رونا کثیر ہو گیا۔ وہ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور افضل ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری طرف لوٹ آؤ ان باتوں میں جن میں میں نے تم سے کلام کیا ہے۔ وہ بولے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اندھیروں میں پایا تھا لہٰذا اللہ نے ہمیں ان اندھیروں سے آپ کے ذریعے جنت کی طرف نکالا ہے۔ اور آپ نے ہمیں جہنم کے گڑھے کے کنارے پر کھڑا ہوا پایا تھا اور اللہ نے ہمیں اس سے آپ کے سبب سے بچا لیا ہے۔ آپ نے ہمیں گمراہ پایا تھا اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت بخشی ہے۔ آپ نے ہمیں قلیل اور بے عزت پایا تھا سو اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعے عزت دی ہے اور ہمیں کثرت عطا کی۔ لہٰذا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر رضی ہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ آپ جو چاہیں سو کریں یا رسول اللہ ﷺ آپ آزاد ہیں، خود مختار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار اللہ کی قسم تم لوگوں نے میری بات مان لی ہے بغیر یہ کہے (تو میں ممنون ہوں) (اور اگر تم یہ کہہ دیتے) تو تم سچے ہوتے میں کہتا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

(وہ باتیں یہ ہیں) اگر تم یہ کہتے کہ کیا آپ اپنے شہر سے جلا وطن کئے ہوئے، بھگائے ہوئے ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ ہم نے آپ کو جگہ دی تھی۔ آپ کی تکذیب کر دی گئی تھی سو ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ بے یار و مددگار آئے تھے ہم نے آپ کی نصرت کی۔ آپ ہمارے پاس اس طرح آئے تھے کہ لوگ آپ کے اوپر سرکشی کر رہے تھے (اگر تم مجھے یہ طعنے دیتے اے انصار تو میں یہ کہتا کہ) تم لوگ سچے ہو (مگر قربان جائیں انصار صحابہ کے اسلام کی سچائیوں کے انہوں نے جواب دیا) بلکہ اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ہمارے اور دیگر لوگوں پر احسان ہے اور فضل ہے۔ پھر انصار دوبارہ رو پڑے یہاں تک کہ ان کا رونا کثیر ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ بھی اپنے ان رضا کاروں وفاداروں کے ساتھ ہی رو پڑے۔ انصاری صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سنے تھے وہ ان کے لئے سب سے زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوئے اور مالِ غنیمت سے زیادہ قابل رشک ثابت ہوئے۔

اور عباس بن مرداس سُلمی نے کہا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کو غنیمتیں تقسیم کرتے دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ سے مال کی زیادتی طلب کر رہے تھے۔ وہ اشعار جو اس سے قبل روایت میں گذر چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تک اس کا قول پہنچا تو حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے یہ یہ الفاظ کہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے سنا تو فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان، مرداس نہ تو تم شاعر ہو اور تیرے لئے یہ کہنا مناسب تھا نہ ہی تو شعر کا راوی ہے پھر تم نے کیسے یہ شعر کہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس کے

جواب میں شعر کہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں برابر ہیں۔ یہ بات کوئی نقصان نہیں دیتی کہ تم نے دو میں سے کس کے نام سے ابتداء کی اقرع کے یا عیینہ کے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ اس بات سے وہ ڈر گیا اور گھبرا گیا۔ اور لوگوں نے بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن مرداس کا مثلہ کرنے کا حکم دے دیا ہے (یعنی واقعی زبان کاٹ دینے کا حکم دیا ہے)۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کی مراد اس قول کہ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو سے (واقعی زبان کاٹنا نہیں تھی بلکہ) یہ تھی کہ زبان کاٹ دو عطیہ کے ساتھ (یعنی اس کی زبان بند کردو) بھیڑ بکریاں مال مویشی دے کر۔

ابو علاثہ نے کہا ہے شعر میں ابو العبد سے مراد اس کا گھوڑا مراد تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۵۹۔۳۶۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابو بکر بن حزم نے۔ انہوں نے کہا جن لوگوں کو مؤلفۃ القلوب میں سے رسول اللہ ﷺ نے قریش میں سے سو سو اُونٹ دیئے تھے وہ مندرجہ ذیل افراد تھے: (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۰)

بنو عبد شمس میں سے ابو سفیان بن حرب کو سو اُونٹ، ان کے بیٹے معاویہ کو سو اُونٹ، اور بنو اسد بن عبد العزی بن قصی میں سے حکیم بن حزام کو سو اُونٹ اور بنو عبد الدار میں سے نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ کو سو اُونٹ اور بنو زہرہ میں سے العلاء بن حارثہ ثقفی حلیف بنو زہرہ کو سو اُونٹ اور بنو مخزوم میں سے حارث بن ہشام کو سو اُونٹ اور بنو نوفل بن عبد مناف سے جبیر بن معطم کو سو اُونٹ اور مالک بن عوف نصری کو سو اُونٹ۔

یہ تمام لوگ اصحاب المائتۃ یا اصحاب المئین سو سو اُونٹ والے کہلاتے ہیں۔ جن لوگوں کو سو سے کم دیئے تھے:

قریش میں سے مخرمہ بن نوفل بن اہیب زہری، عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو بنی عمر بن لوئ کے بھائی۔ ان کو سو سے کم دیئے تھے۔ ان کی تعداد میں محفوظ نہیں کر سکا جو ان کو دیئے تھے۔

جن کو پچاس پچاس اونٹ دیئے وہ درج ذیل ہیں:

سعید بن یربوع بن عامر بن مخزوم کو پچاس اُونٹ، قیس بن عدی سہمی کو پچاس اُونٹ۔

عباس بن مرداس کو کچھ اونٹ دیئے مگر وہ ناراض ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سرزنش فرمائی تھی اور اس کے اشعار کا ذکر فرمایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ لہٰذا صحابہ نے جتنے دیئے تھے اس پر اس قدر اضافہ کر دیا کہ وہ راضی ہو گیا۔ یہی بات اس کی زبان کاٹ دینا تھی۔

ابن اسحق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ نے عیینہ بن حصن کو اور اقرع بن حابس کو تو سو سو اونٹ دیئے اور آپ نے جُعیل بن سراقہ کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ جُعیل بن سراقہ اہلِ زمین کے لوگوں میں سے بہترین شخص ہے عیینہ اور اقرع کی طرح، لیکن میں نے ان کو تالیف قلب کرنے کے لئے دیا ہے تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور میں نے جُعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

(سیرۃ بن ہشام ۴/۱۱۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۰)

☆☆☆

باب ۱۸۶

اہلِ نفاق کا نبی کریم ﷺ کی تقسیمِ غنیمت پر اعتراض حُنین کے وقت

اور نبی کریم ﷺ کا ان کے بارے میں بتادینا کہ وہ دین سے اس طرح نکل گئے ہیں جیسے تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔ اور حضور کا ان کی نشانی بتانا اور اس بارے میں جن علاماتِ نبوّت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو جریر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی احمد بن علی یعنی ابویعلٰی نے، ان کو ابوخیثمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے، ان کو عمران نے، ان کو عثمان یعنی ابن ابوشیبہ نے، جریر نے منصور سے ابووائل سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یوم حنین ہوا تو رسول اللہ نے تقسیم غنیمت میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی تھی۔ چنانچہ آپ نے اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ دیئے تھے اور عیینہ کو بھی اسی کی مثل دیئے تھے اور اشراف عرب میں سے بھی کچھ لوگوں کو دیئے تھے ان کو بھی اس دن انہوں نے تقسیم میں ترجیح دی تھی۔ ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس کے اندر انصاف نہیں کیا گیا اور اس میں اللہ کی رضا کو بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا (ظاہر ہے یہ سوچ سراسر رسول اللہ پر الزام تھا، بداعتمادی تھی، بدگمانی تھی۔ اسلام سے اور رسول سے برگشتہ کرنے کی سازش تھی)۔ نعوذ باللہ من ذٰلك

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا رسول اللہ کو ضرور اس بات کی جا کر خبر کروں گا۔ چنانچہ میں حضور کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی جو کچھ اس آدمی نے کہا تھا۔ لہٰذا یہ سنتے ہی رسول اللہ کا چہرۂ مبارک غصے سے بدل گیا حتی کہ سرخ ہوگیا۔ حضور نے فرمایا کہ جب اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کرے تو پھر کون انصاف کرے گا۔ اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ اس سے زیادہ ایذاء پہنچائے گئے تھے مگر انہوں نے صبر کیا تھا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ (میں نے خبر پہنچا کر آپ کو تکلیف دی ہے) میں لازمی طور پر آج کے بعد کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا (کیونکہ اس سے حضور کو تکلیف ہوتی ہے)۔ یہ الفاظ ہیں ابوخیثمہ کی روایت کے اور انہوں نے کہا ہے اسحٰق نے اس کی مثل مگر اس نے یہاں کہا ہے کہ انہوں نے اشراف عرب میں سے کچھ لوگوں کو ترجیح دی تھی اور کہا کہ کیا اس کے ساتھ اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا اور حدیث قتیبہ اور عثمان ابوخیثمہ کے الفاظ کے مطابق۔ مگر ان دونوں نے کہا ہے کیا اس سے اللہ کی رضا کا ارادہ کیا گیا ہے۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوخیثمہ سے اور اسحٰق بن ابراہیم اور عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ۔ حدیث ۱۴۰ ص ۷۳۹)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، احمد بن عبید صنعار نے، ابن ملحان نے، ان کو یحیٰی بن بکیر نے (ح)۔ ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونصر فقیہ نے، ان کو تمیم بن محمد نے، ان کو محمد بن رمح نے ان کو لیث نے یحیٰی بن سعید سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ ایک آدمی آیا مقام جعرانہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حضور کے غزوہ حنین سے واپسی کے وقت۔ بلال کے کپڑے میں کچھ چاندی رکھی تھی اور حضور ﷺ اس میں سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ اس شخص نے کہا، اے محمد ﷺ انصاف کریں۔ حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر،

جب میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو میں خائب وخاسر ہو جاؤں گا۔ حضرت عمر نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ میں اس منافق کو قتل کردوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کی پناہ لوگ باتیں بنائیں گے کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ بے شک یہ شخص خود بھی قرآن پڑھتا ہے اس کے اصحاب اور ساتھی بھی پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں جاتا، یہ لوگ قرآن مجید سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔

یہ الفاظ حدیث ابن رمح کے ہیں۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رمح سے۔

(مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۲ ص ۲/۷۴۰)

اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں .... (۳) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن الاعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قرہ بن خالد نے عمرو بن دینار سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ کے حنین کی غنیمتیں تقسیم کرنے کا وقت آیا تو ایک آدمی ان کے سامنے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آپ انصاف کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں گا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے مقسم سے یعنی ابو القاسم مولیٰ عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا اور تلید بن کلاب لیثی ہم لوگ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملے۔ وہ کعبے کا طواف کر رہے تھے اس کی دونوں جوتیاں اس کے ہاتھوں میں تھیں۔ ہم نے اس سے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے جس وقت ذوالخویصرہ تمیمی ان سے بات کر رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ پھر اس نے ہمیں حدیث بیان کی کہ ذوالخویصرہ تمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور حنین میں غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ وہ کہنے لگا اے محمد آپ کو میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ آپ کر رہے ہیں؟ آپ نے پوچھا کہ کیسے تم نے دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کو انصاف کرتے نہیں دیکھا۔

چنانچہ رسول اللہ ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ جب میرے ہاں انصاف نہیں ہوگا تو پھر کس کے پاس ہوگا؟ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ میں اس کی طرف اُٹھ کر اس کی گردن نہ ماردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم چھوڑ واس کو اپنے آپ سے۔ بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب اس جیسے لوگ ہوں گے جو دین میں گہرائی میں جائیں گے حتیٰ کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے۔ آپ اس کے بھالے میں دیکھتے ہیں تو کچھ بھی نہیں پاتے، پھر اس کے پیالے میں دیکھتے ہیں تو بھی کچھ نہیں پاتے، اس کے بعد فوق میں دیکھتے ہیں تو کچھ نہیں پاتے۔ وہ خون اور گوبر سے آگے سبقت کر جاتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۱۔۱۱۲)

حضور ﷺ کی پیشنگوئیاں جو صحیح ہوئیں اور صاحبِ رسالت کی وفات کے بعد نبوت ورسالت کی علامات بن گئیں

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، وہ کہتے ہیں ان کو یونس نے ابو اسحاق سے ان کو ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ذوالخویصرہ تمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، حضور غنیمتیں تقسیم فرما رہے تھے مقام حنین میں .... اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب اموی نے، ان کو محمد بن خالد بن خلی حمس نے، ان کو بشر بن شعیب بن ابوحمزہ نے اپنے والد سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے، ان کو ابوسعید خدری نے، ہمارے درمیان نبی کریم ﷺ بیٹھے غنیمتیں تقسیم کررہے تھے اچانک آپ کے پاس ذوالخویصرہ آ گیا وہ بنوتمیم میں سے ایک آدمی تھا۔ اس نے کہا یارسول اللہ آپ انصاف کریں؟ رسول اللہ نے فرمایا، ہلاک ہو جائے کون انصاف کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں، میں ناکام اور نامراد ہو جاؤں گا اگر میں انصاف نہ کروں۔

عمر بن خطاب نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑیئے اس کو۔ اس کے دیگر احباب بھی ہیں، تم میں سے ہر آدمی اپنی نماز کو اس کی نماز کے آگے حقیر گردانے گا اور اپنے روزے ان کے روزے کے آگے حقیر گردانے گا۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں جبکہ وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اُترتا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر نشانے میں سے نکل جاتا ہے۔ اس کے بھالے کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی چیز نہیں پائی جاتی، وہ اس کا قدح ہوتا اس میں کوئی چیز نہیں پائی جاتی پھر اس کے بروں کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی چیز نہیں ہوتی، حالانکہ وہ گوبر اور خون سے گزر چکا ہوتا ہے مگر اس پر کوئی چیز نہیں لگی ہوتی۔ کونسا آدمی ہے ان میں سے سیاہ کالا اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مثل ہے یا مثل بضعہ کے حرکت کرتا ہے۔ وہ لوگ نکلیں گے لوگوں کے تفرقہ کے وقت۔

ابوسعید نے کہا، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ علی بن ابوطالب نے قتال کیا تھا ان لوگوں سے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور اس آدمی کے بارے میں انہوں نے حکم دیا، اس کو تلاش کیا گیا اور اس کو پالیا گیا اور اس کو لایا گیا، حتیٰ کہ میں نے اس کو غور سے دیکھا وہ بالکل اسی صفت پر تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اس کی صفت بیان کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے، اس نے شعیب سے اور امام بخاری مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے کئی دوسرے طرق سے زہری سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ۔ حدیث ۱۴۸۔ ۲/۷۴۴۔ ۷۴۵)

علامات نبوت کا ظہور

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن رجاء نے، ان کو شیبان بن فروخ نے اور ہُد بہ بن خالد نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن فضل نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں دین سے نکل جائے گا نکل جانے والا (فرقہ)۔ مسلمانوں کی تفریق کے وقت، اس کو قتل کرے گا دو طائفوں میں سے حق کے ساتھ زیادہ مطابقت رکھنے والا طائفہ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ۔ حدیث ۱۵۰ ص ۲/۷۴۵)

تبصرہ ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ

مصنف اس روایت سے قبل والی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اور اس سے قبل جو روایت ہے اس میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اطلاع ہے ایک قوم کے آنے کی جن میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ ناقص اور خراب ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے اختلاف کے وقت سامنے آئیں گے۔ اور دوسری یہ اطلاع ہے کہ ایسے لوگوں کو مسلمانوں میں سے وہ طائفہ قتل کرے گا جو دو طائفوں میں سے حق سے زیادہ قریب اور احق ہوگا۔ چنانچہ فی الواقع اور فی الحقیقت ایسے ہی ہوا تھا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ لوگ اس وقت نکلے تھے جب مسلمانوں میں اختلاف پڑا تھا اہل عراق میں اور اہل شام میں اور ان لوگوں کو دو طائفوں میں اولیٰ بالحق طائفہ نے قتل کیا تھا یعنی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے۔ اور اس وقت لوگوں نے اس ناقص ہاتھ والے شخص کو بھی پالیا تھا بالکل اسی طرح جس طرح

نبی کریم ﷺ نے اس کی صفت بیان کی تھی۔ چنانچہ یہ واقعہ ایک علامت بن گیا تھا علامات نبوت میں سے۔ایسی علامات ونشانی جو صاحب رسالت کی وفات حسرت آیات کے بعد ظاہر ہوا تھا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید اعرابی نے، ان کو حسن بن زعفرانی نے، ان کو ہوزہ بن خلیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عوف نے محمد سے، وہ ابن سیرین ہیں عبیدہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی ؓ نہر والوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ان میں تلاش کرو اگر ان لوگوں کے اندر وہ لوگ موجود ہوں رسول اللہ ﷺ نے جن کا ذکر کیا تھا کہ بے شک ان میں ایک شخص ناقص الید ہوگا یا مودن الید یا مثدون الید کہا تھا (سب کا مقصود وہی ناقص ہے)۔

عبیدہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس کو پالیا تھا۔ ہم اس کو حضرت علی ؓ کے پاس بلالائے۔ وہ آیا اور آ کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور حضرت علی ؓ نے تین بار اللہ اکبر کہا۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگ اپنی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتے تو میں تمہیں حدیث بیان کرتا وہ جو اللہ نے فیصلہ کر دیا تھا اپنے رسول کی زبان پر اس شخص کے بارے میں جو ان کو قتل کرے گا۔

(عبیدہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے خود یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے کہا جی ہاں، ربّ کعبہ کی قسم تین بار یہ فرمایا۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دیگر دووجوہ سے محمد بن سیرین سے اور اس حدیث کے کئی اور طرق بھی ہیں۔ (مسلم ۲/۷۴۷)

ہم اس طرف ذکر کریں گے انشاء اللہ جس وقت ہم حضور ﷺ کے بعد ہونے والے واقعات کا ذکر کریں گے۔ وباللہ التوفیق

باب ۱۸۷

مقام جعرّانہ میں ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر وفد ہوازن کی آمد

اور رسول اللہ ﷺ کا ان کو ان کے قیدی واپس کر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے اور عبداللہ بن صالح نے (یہ دونوں مصری ہیں)۔ یہ کہ لیث بن سعد نے دونوں کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ عروہ نے گمان کیا ہے کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے اس کو خبر دی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے جب ان کے پاس ہوازن والوں کا وفد مسلمان ہو کر آ گیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے التجا کی کہ آپ ان کے مال اور ان کی عورتیں ان کو واپس کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، میرے پاس یہ ہیں جن جن کو تم مناسب سمجھو۔ اور محبوب ترین بات میرے نزدیک وہ ہوتی ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ تم لوگ چُن لو دو چیزوں میں سے ایک چیز ملے گی یا قیدی ملیں گے یا مال ملے گا۔

تحقیق میں ان کے پاس تھا۔ رسول اللہ نے ان کو دس سے کچھ اُوپر راتوں کی مہلت دی تھی جب آپ طائف سے واپس آ گئے تھے۔ جب ان لوگوں کے ساتھ یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول ان کے مال واپس نہیں کریں گے دو میں سے ایک چیز (یا مال یا قیدی) تو ان لوگوں نے اپنے قیدیوں کو چُنا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ مسلمانوں میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد وثناء کی جس کا وہ حق دار ہے۔

پھر فرمایا، اما بعد بے شک تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں۔ میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ میں ان کے قیدی واپس کر دوں۔ جو شخص تم میں سے پسند کرے کہ وہ خوشی سے ایسا کرے تو ضرور کرے (یعنی اپنے حصے کا قیدی واپس دے دے) جو تم میں سے پسند کرے کہ اپنے حصے پر قائم رہے (وہ ہمیں اپنے حصے کا قیدی ہمیں واپس دے دے ہم واپس کر دیتے ہیں)۔ اس شرط پر کہ آج کے بعد جیسے ہی اللہ تعالیٰ ہماری طرف مال فئے اور عطا کرے گا ہم اس کے بدلے اس کو دے دیں تو ایسا کر لے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم یہ فیصلہ خوشی سے قبول کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بے شک نہیں جانتے تم میں سے کس نے خوشی سے اجازت دی ہے اور کس نے خوشی سے نہیں دی۔ تم سب لوگ واپس جاؤ اور اپنے اپنے سمجھ دار و معروف لوگوں کو بھیجو جو تمہارے معاملے کو جانتے ہوں، وہ ہمارے پاس آ کر بتائیں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ ان کے عرفاء نے ان سے بات کی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے انہوں نے آ کر حضور کو خبر دی کہ وہ لوگ خوشی سے قیدی واپس کر رہے ہیں اور انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ یہ ہے وہ تفصیل جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں پہنچی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن عفیر سے اور عبداللہ بن یوسف سے، اس نے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۲۶۔۲۷)

قیدی یا اموال میں اختیار دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس لوٹے ماہ شوال میں مقام جعرانہ کی طرف، اس مقام میں قیدی تھے۔ لہٰذا حضور ﷺ کے پاس ہوازن قبائل کے وفد مسلمان ہو کر آنے لگے۔ ان میں نو افراد ان کے اشراف اور معززین تھے۔ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور رسول اللہ سے بیعت ہوئے اسلام کی بیعت۔ اس کے بعد انہوں نے حضور سے بات کی ان لوگوں کے بارے میں جو پکڑے گئے تھے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک وہ لوگ جو آپ لوگوں نے پکڑے ہیں مائیں ہیں، بہنیں ہیں، پھوپھیاں ہیں، خالائیں ہیں اور وہ پوری قوم کی عزت ہیں۔ ہم لوگ اللہ کی طرف رجوع ہو گئے ہیں اور آپ کی طرف اے اللہ کے رسول نبی کریم ﷺ، رحیم و کریم تھے، سخی تھے۔ انہوں نے جواب دیا میں اس بات کو طلب کروں گا تمہارے لئے اور تحقیق حصے ہو چکے ہیں اور اپنے اپنے موقع پر اور جگہ پر پہنچ چکے ہیں۔ دو امروں میں جو امر تمہیں پسند ہو وہ میں تم سے طلب کرتا ہوں اور مانگتا ہوں تم لوگوں سے، قیدی یا اموال؟ ان لوگوں نے کہا آپ ہمیں اختیار دیں حسب کے اور مال کے بارے میں، حسب ہماری طرف زیادہ محبوب ہے۔ ہم لوگ بکریوں اور اُونٹوں کی بات نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال وہ قیدی خواتین جو بنو ہاشم میں سے کسی کے پاس ہیں وہ تمہاری ہیں (یعنی وہ واپس ہو جائیں گی)۔ اور جو دیگر مسلمانوں کے پاس ہیں ان کے بارے میں میں ان سے بات کروں گا اور تمہاری سفارش کروں گا، تم لوگ بھی ان سے بات کرو اور اپنے اسلام کو ظاہر کرو اور کہو ہم تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ اور حضور نے ان کو کلمہ شہادت تعلیم فرمایا اور یہ بھی سکھایا کہ وہ کیسے بات کریں اور ان کو فرمایا کہ میں نے تمہیں دس راتوں کی مہلت دی تھی۔

حضور ﷺ نے جب ظہر کی نماز پڑھائی تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے انہوں نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی بات کرنے کی، حضور نے اجازت دے دی۔ خطیبوں نے بات کی اور پوری پوری بات کی اور اس بلاغت سے کام لیا اور انہوں نے رغبت دلائی قیدیوں کو واپس کرنے کے بارے میں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے جب وہ لوگ فارغ ہو گئے۔

حضور ﷺ نے ان کے لئے سفارش کی اور مسلمانوں کو اس پر اُبھارا اور فرمایا کہ تحقیق میں نے وہ قیدی ان کو واپس کر دیئے ہیں جو بنو ہاشم کے افراد کے حصے میں تھے اور وہ بھی جو میرے ہاتھ میں تھے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص پسند کرے کہ وہ بغیر کسی جبر کے واپس کر لے وہ ضرور ایسا کرے

(یعنی واپس کردے) اور جو ایسے واپس کرنا پسند نہ کرے اور اس کا بدلہ یا معاوضہ لینا چاہے تو ان کا بدلہ اور معاوضہ میرے ذمہ ہے۔ لہٰذا وہ افراد واپس کر دیئے جوان کے قبضے میں تھے۔ مگر تھوڑے سے ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے معاوضہ یا بدلہ مانگا تھا۔

اس کی اسناد کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عقبہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہا ہے ابن شہاب نے کہ مجھے حدیث بیان کی عروہ بن زبیر نے یہ کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے اس کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تھا جب ہوازن کے قیدیوں کو واپس کرنے کے بارے میں کہ میں نہیں جانتا کہ کس نے تم میں سے اجازت دی ہے واپس کرنے اور کس نے نہیں دی، واپس چلے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا معاملہ تمہارے لیڈر ہمارے پاس لے آئیں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ لہٰذا ان کے لیڈروں نے ان سے بات کی پھر وہ رسول اللہ کے پاس آئے، انہوں نے حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ فلاں فلاں راضی ہے اور خوشی سے قیدی واپس کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

(۳) ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیب بن عروہ بن زبیر نے کہ ہوازن کے قیدی جنہیں رسول اللہ ﷺ نے واپس کر دیا تھا وہ چھ ہزار تھے مرد عورتیں بچے۔ بے شک تمام عورتوں (ستر عورتیں) جو رجال کے پاس تھیں ان میں سے عبدالرحمن بن عوف تھے صفوان بن اُمیہ تھے۔ انہوں نے دو عورتوں کو قیدی کیا تھا جو ان کے پاس تھیں۔ ان دونوں عورتوں نے اپنی قوم کو پسند کیا تھا یعنی واپس چلی گئی تھیں۔

☆ ''اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ عیینہ بن بدر نے ان پر انکار کر دیا تھا یعنی قیدی واپس کرنے سے، صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ان کو منع کرنے پر بھی اُبھارا تھا۔ چنانچہ ایک آدمی نے کہا ہوازن میں سے، تم کوئی کمی نہ کرو اس بات سے کہ تم ہمارے خلاف اُبھار رہے ہو ان کے بارے میں جو ہم میں سے رہ گئے ہیں۔ ہم نے بھی قتل کر دیا ہے تیری کنواری بیٹی کو اور تیرے دو بیٹوں کو اور تیری ماں نُسیکہ کو طاق سے جفت کر دیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا واقعی یہ معاملہ ایسے ہی تھا؟ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ تو تھا یا رسول اللہ کچھ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ مکہ میں جائے اور جا کر قیدیوں کے لئے مقعد کپڑے خریدے اس لئے کہ کوئی آزاد ان میں سے نہ نکلے مگر نئے کپڑے پہنا ہوا، اور فرمایا مالک بن عوف کے اہل خانہ کو مکے میں روک لو ان کی پھوپھی اُم عبداللہ بن اُمیہ کے پاس۔ مگر وفد والوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ ہمارے سردار ہیں اور ہمیں بہت پیارے ہیں۔ رسول اللہ نے جواب دیا کہ میں ان کے ساتھ مزید خیر اور بھلائی کا سلوک کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے مالک بن عوف کے پاس نمائندہ بھیجا حالانکہ وہ فرار ہو چکا تھا طائف کے قلعے میں پناہ لینے کے لئے۔ حضور نے پیغام بھیجا کہ اگر تم مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ تو میں تیرے گھر والے تجھے واپس کر دوں گا اور میری طرف سے تیرے لئے ایک سو اُونٹنی بھی ہیں''۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی شافعی نے انہوں نے کہا ہے اس قصے میں کہ عیینہ راضی نہ ہوا اس نے ایک بڑھیا کو پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ میں اس کے ذریعہ ہوازن والوں کو شرم اور غیرت دلاؤں گا۔ نہ نکالا اس بڑھیا کو اس کے ہاتھ سے، یہاں تک کہ اس سے کہا بعض اس شخص نے اس کو دھوکہ دیا تھا اس عورت کے بارے میں۔ اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے، اللہ کی قسم تم نے اس کو پکڑ لیا ہے۔ نہ تو اس کے پستان کھڑے ہوئے ہیں نہ اس کا پیٹ بچے کو جنم دینے والا ہے، نہ اس کے رخسار چمکتے ہیں پھر فائدہ کیا ہوا اس کو رکھنے کا۔ اس نے کہا تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تجھے اس بڑھیا سے دُور کر دے۔ اور اس نے وس عورت کے بدلے کچھ معاوضہ بھی نہیں لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۵۔ مغازی للواقدی ۳/۹۵۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو

بن شعیب نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حنین میں۔ جب حضور نے پا لئے ہوازن کے مال جس قدر پالئے تھے۔ اور ہوازن کے قیدی بھی۔ ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس مقام جعرانہ میں آیا اور آ کر ملا، وہ وفد مسلمان ہو چکا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ اور ہمارا خاندان ہے، تحقیق ہمارے اُوپر مصیبت آن پڑی ہے جو آپ سے مخفی نہیں ہے۔ آپ ہمارے اُوپر احسان کریں اللہ آپ کے اُوپر احسان کرے

ان کا خطیب زہیر بن صرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ سوائے اس کے نہیں مستورات قید میں، وہ قید ہونے والیاں آپ کی خالائیں ہیں، آپ کی پھوپھیاں ہیں، آپ کو دودھ پلانے والیاں ہیں، وہ عورتیں بھی ہیں جنہوں نے آپ کی کفالت کی تھی۔ اگر ہم لوگ ابن ابوشمر کے ہاں سے یا نعمان بن منذر کے پاس سے دودھ پیتے پھر ہمیں یہی کیفیت پہنچتی ان دونوں سے جو ہمیں آپ سے پہنچی ہے تو ہم امید کرتے ہیں ان کے احسان کرنے کی اور ان کی شفقت کرنے کی جبکہ آپ تو تمام کفالت لئے ہوؤں میں سے بہترین شخص ہیں۔ اس کے بعد اس نے شعر کہے :

امنن علینا رسول اللّٰہ فی کرم   فانک المرء نرجوہ وندخر

امنن علی بیضۃ قد عاقھا قدر   ممزق شملھا فی دھرھا غیر

ابقت لھا الحرب ھتافا علی حزن   علی قلوبھم الغماء والغمر

ان لم تدارکھم نعماء تنشرھا   یا ارجح الناس حلما حین یختبر

امنن علی نسوۃ قد کنت ترضعھا   اذ فوک یملوہ من مخضھا الدرر

لا تجعلنا کمن شالت نعامتہ   واستبق منا فانا معشر زھر

انا لنشکر الاء وان کفرت   وعندنا بعد ھذا الیوم مدخر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہاری عورتیں اور تمہارے بیٹے تمہیں زیادہ محبوب ہیں یا تمہارے مال؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اختیار دیا تھا ہمارے حسب اور مالوں کے بارے میں، ہمارے بیٹے اور ہماری عورتیں ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال جو کچھ ان میں سے میرا حصہ تھا اور بنوعبدالمطلب کے لئے وہ تمہارے لئے ہے (یعنی وہ میں واپس کر دیتا ہوں)۔ اور جس وقت لوگوں کو نماز پڑھا لوں اس وقت تم لوگ کھڑے ہو جانا اور کہنا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرواتے ہیں اور رسول اللہ کو سفارش پیش کرتے ہیں مسلمانوں کی طرف اور مسلمانوں سے سفارش کرواتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔ ہمارے بیٹو اور ہماری عورتوں کے بارے میں میں اس وقت تمہیں دے دوں گا (یعنی تمہارا سوال پورا کر دوں گا)۔ میں خود تمہارے لئے مسلمانوں سے مانگوں گا۔ حضور جب لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا چکے تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اور وہی بات کہی جو رسول اللہ نے فرمائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال جو قیدی میرے اور بنوعبدالمطلب کے حصے میں ہیں وہ میں تمہیں واپس کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ سُنتے ہی مہاجرین نے کہا کہ جو ہمارے حصے کے قیدی ہیں وہ رسول اللہ کے لئے ہیں (یعنی ہم ان کو دیتے ہیں)۔ انصار نے سُنا تو یہی کہا جو ہمارے حصے کے ہیں وہ بھی رسول اللہ کے ہیں۔

اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے حصے کے اور بنوتمیم کے ہم واپس نہیں کرنا چاہتے۔ ادھر سے عباس بن مرداس سُلیمی نے کہا کہ بہر حال میں اور بنوسلیم والے بھی واپس نہیں کرنا چاہتے۔ بنوسُلیم نے کہا نہیں بلکہ جو ہمارے حصے کے ہیں وہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہیں۔ ادھر سے عیینہ بن بدر نے کہا بہر حال میں اور بنوفزارہ واپس نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنا حق روک کر رکھے گا اس کے لئے ہر انسان کے بدلے چھ فرائض ہیں (یعنی چھ اُونٹ ہیں)۔ پہلی فیئے اور پہلے مال غنیمت سے جو ہمیں حاصل ہوگا۔ لہٰذا آپ لوگ ان لوگوں کی طرف ان کی عورتوں اور بیٹوں کو واپس کر دو

(یہ اعلان فرما کر) رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے اور لوگ آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے تقسیم کر دیجئے ہماری فئے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ کو ایک درخت کے پاس مجبور کر دیا۔ اس افراتفری میں حضور ﷺ کی چادر جو اُوپر اوڑھے ہوئے تھے لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی۔

رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، اے لوگو! چادر واپس کر دو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارے واسطے وادی تہامہ کے درختوں کے برابر مویشی ہوں گے تو وہ سب میں تمہارے اُوپر تقسیم کر دوں گا۔ پھر اس وقت تم لوگ مجھے نہ بخیل و کنجوس پاؤ گے، نہ بزدل پاؤ گے، نہ جھوٹا پاؤ گے۔

اس کے بعد رسول اللہ اُٹھے اور اُونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور آپ نے اس کی کوہان کی پشم کو پکڑ کر اپنی اُنگلیوں کے درمیان کیا اور فرمایا، اے لوگو! اللہ کی قسم نہیں ہے میرے لئے تمہاری فئے اور غنیمت میں سے مگر یہ پشم بھی نہیں مگر خمس (پانچواں حصہ) اور خمس بھی تمہارے اُوپر لوٹا دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ سوئی دھاگہ واپس کر دو، بے شک مال غنیمت چوری کرنا عار ہے اور آگ ہے۔ اور قیامت کے دن ایسا کرنے والوں پر ہلاکت ہے۔ یہ سُن کر انصار میں سے ایک آدمی بالوں کی رسیوں کا ایک گچھا لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یہ دھاگے کے لئے لئے تھے تاکہ میں اس کے ساتھ اُونٹ کے اُوپر کا میخ سی سکوں۔ رسول اللہ نے فرمایا بہر حال مال غنیمت میں جو میرا حق ہے اسی طرح یہ تیرے لئے ہے مگر اس آدمی نے کہا بہر حال جب معاملہ یہاں تک آ پہنچا ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے اس کو پھینک دیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابووجزہ سعدی نے یزید بن عبید سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے حضرت علی بن ابوطالب کو ایک لڑکی دی تھی اُسے ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرۃ کہتے تھے۔ اور عثمان غنی کو زینب بنت حیان دی تھی اور عمر بن خطاب کو فلانۃ۔ انہوں نے وہ عبداللہ بن عمر کو ہبہ کر دی تھیں۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۵۳-۳۵۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی نافع نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے دو لڑکیاں بھیجی تھیں میری ننھیال میں بنو جُمع میں تاکہ وہ ان کی اصلاح کر دیں میرے لئے حتیٰ کہ میں بیت اللہ کا طواف کرتا پھر میں ان کے پاس آتا جب میں فارغ ہو جاتا۔ چنانچہ میں مسجد سے نکلا اچانک دیکھا کہ لوگ سخت باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کیوں لڑ رہے ہو؟ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے ہماری عورتیں ہمیں واپس کر دیں ہیں اور ہمارے بیٹے بھی۔ میں نے کہا تم ان لڑکیوں کا کیا کرو گے جو میرے پاس ہیں وہ تو بنو جمع میں ہیں وہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور جا کر انہوں نے وہ لے لیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۵۴)

جاہلیت کی نذر کا اسلام کے بعد پورا کرنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن عبدالاعلیٰ نے (ح)۔ اس نے کہا اور ہمیں خبر دی ہے ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوطاہر نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، ان کو جریر بن حازم نے یہ کہ ایوب نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس کو نافع نے حدیث بیان کی ہے یہ کہ عبداللہ بن عمر نے ان کو بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جس وقت مقام جعرّانہ میں تھے طائف سے واپسی کے بعد، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک دن مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھوں گا آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جائیے اور جا کر ایک دن کا اعتکاف کیجئے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت عمر کو خمس کے مال میں سے ایک لونڈی دی تھی جب رسول اللہ نے تمام قید ہونے والوں کو آزاد کیا تو عمر نے بیٹے سے کہا، اے عبداللہ! جائیے اس لڑکی کے پاس، جا کر اس کا راستہ چھوڑ دیجئے یعنی اس کو اپنے اہل کے پاس جانے دیجئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو طاہر سے۔

مالک بن عوض کا سلام اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو وجزہ نے کہ عثمان گئے اپنی لونڈی کے پاس، اس نے ان کو اپنے چچازاد کے لئے نکاح کا پیغام دیا۔ اس کا شوہر تو تھا مگر وہ ساقط تھا۔ گویا وہ نامرد تھا اس میں کوئی خیر نہیں تھی۔ جب قیدی واپس گئے تو وہ اس کو چلا کر لے آئے، اس کو مدینے میں لے آئے عمر کے زمانے میں یا عثمان کے اس سے ملے اور اسے کوئی چیز عطا کی بسبب اس کے جو اس نے فائدہ اُٹھایا تھا۔ جب عثمان نے اس کے شوہر کو دیکھا تو اس لونڈی سے کہا ہلاک ہو جائے یہ تھا مجھ سے زیادہ پسندیدہ تیرے نزدیک۔ وہ بولی جی ہاں یہ میرا شوہر ہے اور میرا چچازاد بھی۔

بہرحال رہے حضرت علی انہوں نے اپنی لونڈی کی عفت کا خیال کیا اور اس کو قرآن بھی سکھلایا۔ رسول اللہ نے وفد ہوازن سے کہا تھا اور ان سے مالک بن عوف کے بارے میں پوچھا تھا کہ اس نے کیا کیا (یعنی وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ طائف میں ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو یعنی مالک کو بتادو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آجائے تو میں اس کے اہل خانہ اس کی طرف واپس کر دوں گا اور اس کا مال بھی اور مزید ایک سو اُونٹ بھی دوں گا۔ چنانچہ مالک اسی شرط پر طائف سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا تھا۔ دراصل مالک ڈر رہا تھا بنو ثقیف سے اپنی جان پر کہ ان کو پتہ چل جائے گا جو کچھ رسول اللہ نے اس کے لئے رعایت دی ہے تو وہ اس کو روک لیں گے جانے نہیں دیں گے۔ چنانچہ کہا کہ اس کے لئے اُونٹنی تیار کر کے فلاں مقام پر کھڑی کر دی جائے اور گھوڑا بھی۔ طائف میں لیا جائے، چنانچہ وہ رات کے وقت طائف سے نکلا اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اس کو ایڑھ لگائی اور اپنی اُونٹنی تک پہنچ گیا جہاں پر اس نے کہا تھا۔ وہ اس پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے جاملا مالک بن عوف مسلمان ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے شعر کہے :

ما ان رایت ولا سمعت بمثله	فی الناس کلهم بمثل محمد
اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی	واذا تشا یخبرك عما فی غد
واذا الکتیبة عردت انیابها	أم العدی فیها بكل مهند
فكانه لیث لدی اشباله	وسط الهباءة وخادر فی مرصد

میں نے نہ ہی دیکھا اور نہ ہی سُنا ہے تمام لوگوں میں محمد جیسا ایفاء عہد کرنے والا، بڑے بڑے عطیے دینے والا، جب تم چاہو تمہیں کل کے بارے میں بھی بتادے۔ جب لشکر اپنے سامنے کرتا ہے، لڑنے آتا ہے تو وہ تلوار ہندی سے حملہ کرتا ہے گویا کہ محمد ﷺ گھاٹی کا شیر ہے جو اپنے بچوں میں مگن رہے مگر اپنی گھاٹی کے اندر باہر گھات میں مستعد رہتا ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے عوف بن مالک کو ان کی قوم کے ان لوگوں پر ذمہ دار مقرر کر دیا جو مسلمان ہو چکے تھے اور یہ لوگ ثمالہ کے قبائل اور سلمہ کے قبائل تھے۔ اور ان میں وہ قتال کیا کرتا تھا۔ ان کے ساتھ مل کر ثقیف والوں کے ساتھ ان کے لئے جو بھی دستہ بھیجا جاتا وہ اس پر غارت ڈالتے حتیٰ کہ اس کو نقصان پہنچاتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۱)

رضاعی ماں کا احترام .... (۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابو عمرو اسماعیل بن نجید سلمی نے، ان کو خبر دی ابومسلم نے ان کو ابوعاصم نے، ان کو جعفر بن یحییٰ یعنی ابن ثوبان نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ان کے چچا عمارہ بن ثوبان نے، ان کو ابوطفیل نے

خبر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں غلام تھا، تعریف کرتا تھا بڑے عطیے کی۔ میں نے دیکھا رسول اللہ گوشت تقسیم کر رہے تھے مقام جعرّ انہ میں۔ چنانچہ ان کے پاس ایک عورت آئی حضور ﷺ نے اس کے لئے چادر بچھادی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ کی ماں ہے جس نے ان کو دودھ پلایا تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الادب)

رضاعی بہن کی سفارش .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالواحد بن محمد بن اسحاق بن نجار مقری نے کوفے میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بن رحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو عمرو بن حماد نے حکم بن عبدالملک سے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہوازن کی فتح ہوئی تھی ایک لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور بولی یارسول اللہ میں آپ کی بہن ہوں، میں شیما بنت حارث ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم سچی ہو تو بتاؤ میری طرف سے کوئی نشانی ہے جو ختم نہیں ہوئی تو دکھاؤ؟ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا بازو کھول کر دکھایا، پھر بولی جی ہاں یارسول اللہ میں نے تمہیں اُٹھایا تھا آپ چھوٹے تھے مجھے یہ چک کاٹ لیا تھا یعنی منہ سے کاٹ لیا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے رسول اللہ نے اپنی چادر بچھادی تھی پھر فرمایا آپ مجھ سے کچھ مانگئے ملے گا اور کوئی سفارش کیجئے سفارش مانی جائے گی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳۶۴/۴)

رسول اللہ ﷺ کا رضاعی رشتوں کا احترام .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سعید ہمدانی نے، ابن وہب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حارث نے یہ کہ عمرو بن سائب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے اس نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے ایک دن، تو حضور ﷺ کے رضاعی والد آگئے آپ نے ان کے لئے اپنا کپڑا بچھادیا وہ اس پر بیٹھ گئے، اس کے بعد رضاعی ماں آگئی اس کے لئے آپ نے کپڑے کا دوسرا حصہ دوسری جانب سے بچھادیا وہ اس پر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ کا رضاعی بھائی آگیا لہٰذا حضور خود اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنی جگہ پر بٹھادیا سامنے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۶۴/۴)

باب ۱۸۸

عمرۃ النبی ﷺ جعرّ انہ سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی جعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ابن لہیعہ ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں عمرے کا احرام باندھا تھا ذیقعدہ میں پھر آپ مکے میں آئے اور اپنا عمرہ ادا کیا۔ اور نبی کریم ﷺ جب حنین کی طرف نکلے تھے تو پیچھے معاذ بن جبل انصاری کو پھر سُلمی کو اہل مکہ پر خلیفہ بنایا اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو قرآن سکھائیں اور ان کو دین کی فہم دیں اور عمرۂ جعرانہ تین عمروں میں سے ایک تھا جو رسول اللہ ﷺ نے عمرے کئے تھے۔ اس کے بعد نبی کریم مدینہ کی طرف لوٹ گئے تھے اور معاذ بن جبل کو مکے میں اہل مکہ پر خلیفہ بنا گئے تھے۔

آپ مدینے میں آئے اور اللہ نے قرآن نازل کیا۔ ارشاد ہوا:

لقد نصرکم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا ۔ وضاقت علیکم الارض بما رحبت ۔ ثم ولیتم مدبرین ۔ (سورۂ اعراف: آیت ۲۵)

(اس کے بعد والی دو آیات بھی اسی سلسلے میں ہیں)

ارشاد ہوا البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی ہے بہت سارے مقامات پر۔ خصوصاً حنین والے دن جب تمہاری کثرت تمہیں اچھی لگ گئی تھی مگر تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور تمہارے اُوپر زبردستی تنگی آگئی تھی اپنی فراخی کے باوجود پھر تم پیٹھ پھیر کر لوٹنے تھے۔

موسیٰ نے کہا ہے فتح حنین کی خبر لے کر سب سے پہلے جو مدینے میں پہنچے تھے وہ دو آدمی تھے، بنی عبدالاشہل سے حارث بن اوس اور معاذ بن اویس۔ مکہ میں حضور ﷺ نے عتاب بن اُسید کو اور معاذ بن جبل کو خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا تعلیم قرآن کے لئے اور تفہیم دین کے لئے ۸ ھ میں لوگوں نے حج پرانے طرز پر کیا تھا۔ (الدرر لا بن عبدالبر ۲۳۶۔۲۳۷)

عتاب بن اسید کو مکہ میں نائب بنانا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے عمرہ کرنے کے لئے نکلے اور آپ نے بقایا غنیمتوں کے بارے میں حکم دیا۔ وہ مقام مخنہ میں روک لی گئیں، وہ اسی علاقے کے کونے کنارے پر واقع تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمرے سے فارغ ہوئے تو مدینے واپسی کے لئے لوٹے۔ اور اس وقت مکہ میں عتاب بن اُسید کو نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ کو ان کا نائب مقرر کیا اس لئے کہ وہ لوگوں کو دین میں سمجھ اور فہم دیں اور ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ عمرہ ماہ ذیقعدہ میں ہوا تھا اس کے بعد آپ مدینے میں تشریف لائے بقیہ ذیقعدہ مدینے میں ذی الحجہ میں آئے تھے۔ اور اسی سال لوگوں نے حج اسی کیفیت پر کیا تھا جس پر عرب حج کرتے تھے۔ اسی سال عتاب بن اسید نے حج کیا تھا ۸ھ ہجری میں۔ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے تھے وہ سارے ذیقعدہ میں تھے سوائے اس کے جو حج کے ساتھ کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۱۵/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان کو ھمام نے قتادہ سے، اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے اور وہ سارے ماہِ ذیقعدہ میں کئے تھے مگر وہ عمرہ جو آپ ﷺ کے حج کے ساتھ تھا حدیبیہ کے زمانے میں یا حدیبیہ سے ذیقعدہ میں۔ اور ایک عمرہ میں گمان کرتا ہوں کہ کہا تھا اگلے سال ذیقعدہ تھا اور ایک عمرہ جعرانہ سے تھا جہاں آپ ﷺ نے حُنین کی غنیمتیں تقسیم کیں تھیں ذیقعدہ میں تھا، اور ایک عمرہ وہ جو آپ ﷺ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ھدبہ بن خالد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۸۔ فتح الباری ۴۳۹/۷۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۱۷ ص ۹۱۶/۲)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو حماد نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور اس کے اصحاب نے عمرہ کیا تھا جعرانہ سے۔ اُس وقت انہوں نے بیت اللہ کے طواف میں رمل کیا تھا تین بار اور چار بار معمول کے مطابق چلے تھے۔ اور انہوں نے اپنی احرام کی چادروں کو اپنی بغل کے نیچے کر لیا تھا پھر ان کو اپنے بائیں کندھوں پر ڈال لیا تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۱۸۸۴ ص ۱۷۷/۲)

حالتِ احرام میں خوشبو کے استعمال سے ممانعت .... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر امام نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو ہمام نے، ان کو عطا بن ابورباح نے صفوان بن یعلی بن منیہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ جعرانہ میں تھے، آپ نے جُبّہ زیب تن کیا ہوا تھا اس پر خوشبو لگی ہوئی تھی۔ یا کہا تھا پیلے پن کا نشان تھا۔ اس نے پوچھا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کیا کروں؟ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر وحی اُترنے لگی۔ آپ نے کپڑے سے چہرہ چھپا لیا یعلی کہتے تھے میں چاہ رہا تھا کہ میں نبی کریم ﷺ کو دیکھوں جس وقت ان پر وحی اُتر رہی ہو۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عمر نے آپ کے چہرے سے کپڑا کا کنارہ اُٹھایا اور میں نے دیکھ لیا۔ یکا یک آپ کی آواز تھی جیسے آواز غطیط ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ غطیط البکر کی طرح یعنی جیسے جوان اُونٹ کی آواز ہوتی ہے۔ جب وہ کیفیت

حضور ﷺ سے کھل گئی تو فرمایا کہ سائل کہاں ہے عمرے کے بارے میں؟ آپ اپنے سے پہلے کا نشان دھوڈالیں۔ یا کہا تھا خلوق یعنی خوشبو کا نشان دھوڈالیں اور آپ اپنا جبہ اُتار دیں اور اپنے عمرے میں وہی کچھ کریں جو آپ اپنے حج میں کیا کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے ایک آدمی کو منہ سے کاٹا تھا اس نے جب اپنا ہاتھ زور سے کھینچا تو کاٹنے والے کے سامنے والے دونوں دانت گر گئے جن سے کاٹا تھا۔ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اس کو باطل کر دیا اور فرمایا کہ تم نے یہ چاہا تھا آپ ایسے کاٹ دیں جیسے نر اُونٹ کاٹ دیتا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ابونعیم وغیرہ نے اس نے ہشام سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۵۔ فتح الباری ۹۰۹)

اور مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروح سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۶ ص ۸۳۶/۲)

اور بخاری اور مسلم سے نقل کیا ہے منہ سے کاٹنے والی حدیث کئی وجوہ سے عطاء سے اور یہ منہ سے کاٹنے والا قصہ غزوۂ تبوک کا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاجارہ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب القسامہ ۱۳۰۰/۳۔۱۳۰۱)

نضیر بن حارث کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعا .... (۶) اور میں نے واقدی کی کتاب میں پڑھا ہے کہ ابراہیم بن محمد بن شرجیل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا کہ نضیر بن حارث عقل مند لوگوں میں سے تھا، وہ کہتا تھا اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت بخشی اور محمد علیہ السلام کے ساتھ ہمارے اُوپر احسان کیا کہ ہم اس حالت پر نہیں مریں گے جس پر ہمارے باپ دادا مر گئے تھے۔ اور جس کیفیت پر ہمارے بھائی، چچازاد قتل ہوگئے تھے اس کے بعد اس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کی عداوت کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے ساتھ نکلا تھا حنین کی طرف اس وقت وہ انہی کے دین پر تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ یہ ارادہ کر رہے تھے کہ اگر محمد پر شکست ہوئی تو ہم اس پر غارت اور لوٹ ڈال دیں گے مگر ہمیں اس بات پر قدرت حاصل نہیں ہوسکی جب جعرانہ کا واقعہ ہوا تو اللہ کی قسم بیشک میں اس وقت تک اسی دین پر تھا جس پر تھا۔ میں نہیں سمجھتا تھا مگر رسول اللہ کے ساتھ کہ آپ، مجھے ملے فرمایا: اے نضیر کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں حاضر ہوں۔ کہا کہ یہ بہتر ہے اس سے جو تو نے ارادہ کیا تھا حنین والے دن اس میں سے جو اللہ تیرے اور اس کے درمیان حائل ہوگیا تھا۔

کہتے ہیں کہ میں جلدی ان کے پاس آیا۔ پس انہوں نے کہا کہ تحقیق وقت آگیا ہے تیرے لئے یہ دیکھا جائے اس حالت کو جس میں تو واقع ہے۔ میں نے کہا تحقیق میں یہ جانتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ اس کے سوا کوئی اور بھی ہوتا تو کچھ تو فائدہ دیتا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا دی اے اللہ اس کے ثبات واستقامت میں اضافہ فرما۔ نضیر کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے گویا میرا دل ثبات واستقامت میں پتھر ہو چکا ہے دین کے معاملے میں۔ اور حق کی بصیرت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے ہدایت عطا کی۔

☆☆☆

باب ۱۸۹:

کعب* بن زہیر کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد حضور ﷺ کی مدینہ واپسی کے بعد فتح کے زمانہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن بن احمد اسدی نے ہمدان میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر حزامی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حجاج بن ذی الرقیبہ بن عبدالرحمن بن کعب بن زہیر بن ابی سُلمی والمزنی نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب اور بجیر زہیر کے بیٹے روانہ ہوئے اور اُبرق عزّاف سیانے کے پاس پہنچے۔ بجیر نے کعب سے کہا تھا کہ تم کہیں جلدی سے ٹھہر جاؤ اس جگہ پر اور میں اس آدمی (محمد ﷺ) کے پاس جاتا ہوں اور سُن کر آتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ چنانچہ کعب ٹھہر گیا اور بجیر چلا گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہو گیا۔ کعب کو اس بات کی اطلاع مل گئی، اس نے جواب میں شعر کہے:

الا ابلغا عني بجيرًا رسالة — على اى شيء غير ذلك دلكا

على خلق لم الف اما ولا ابا — عليه ولم تدرك عليه اخا لكا

سقاك ابو بكر بكاس روية — وانهلك المامون منها وعلكا

بجیر کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ آخر کس لئے تم نے غیروں کی تباہی وہلاکت اپنے سر لی ہے۔ تم نے وہ بات اختیار کر لی ہے کہ نہ تو تمہارے والدین نے نہ ہی تمہارے بھائی نے اختیار کی ہے۔ اس نئی بات کو مامون (محمد) نے بار بار سکھایا گویا وہ جام ہے تھی جسے تمہیں دوبارہ پلایا گیا ہے۔

جب حضور ﷺ کے پاس اس کے اشعار پہنچے تو آپ نے اس کا خون ضائع اور رائیگاں قرار دے دیا اور فرمایا کہ جو شخص کعب کو ملے وہ اس کو قتل کر دے۔ لہٰذا بجیر اس کے بھائی نے یہ بات لکھ کر اپنے بھائی کو بھیج دی۔ اس میں اس کو نصیحت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا خون رائیگاں قرار دے دیا ہے۔ اور اس نے کہا کہ تم بچ جاؤ میں نہیں سمجھتا تم خیر سے لوٹ جاؤ گے۔

اس کے بعد بجیر نے اس کو لکھا کہ اب یقین جانیے کہ رسول اللہ کے پاس جو بھی آدمی یہ شہادت لے کر آتا ہے لا الٰه الا الله وأن محمدًا رسول الله وہ محمد رسول اللہ ﷺ اس کی یہ شہادت قبول کر لیتے ہیں اور اس کے جتنے گناہ ہوں سب ساقط کر دیتے ہیں جب تیرے پاس میرا خط پہنچے تو تو فوراً اسلام قبول کر لے اور فوراً آ جا۔ چنانچہ کعب مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہا۔ اس کے بعد وہ آ گیا۔ جونہی اس نے رسول اللہ کی مسجد کے دروازے پر سواری کو بٹھایا اور اندر داخل ہوا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ارد گرد صحابہ حلقہ بنائے ہوئے تھے، ایک کے پیچھے ایک حلقہ تھے۔ وہ ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔

---

*فائدہ: کعب بن زہیر بن ابوسُلمی مازنی اُونچے طبقے کے شعراء میں سے تھے۔ اہل نجد میں سے تھے، ان لوگوں میں سے ایک تھے جو جاہلیت میں بھی مشہور ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی اس قدر ہجو کی تھی اور مسلمان عورتوں کے حسن پر اشعار کہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دے دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اسلام ظاہر کیا اور حضور ﷺ سے امان مانگی تھی۔ حضور نے امان دے دی۔ اور اسی پر قصید ہبانت سعاد کہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو معاف کر دیا اور اپنی چادر اُتار کر اس کو دی۔ کعب خود اور اس کا والد زہیر اور بھائی بجیر، بیٹا عقبہ، داماد عوام سب شاعر تھے۔

کعب کہتے ہیں کہ میں نے سواری بٹھائی مسجد کے دروازے پر پھر میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے رسول اللہ کو ان کی صفت سے پہچان لیا۔ میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا جا کر حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ میں اسلام لے آیا، میں نے جا کر کہا اشھد ان لا الہ الا للہ وانك رسول اللہ .... الامان یا رسول اللہ .... حضور نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں کعب ہوں بن زہیر ہوں۔ فرمایا وہی جو کہتا ہے؟ اس کے بعد ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیسے کہتے ہو اے ابوبکر؟ چنانچہ ابوبکر نے میرے شعر کہہ دیئے :

سفاك ابو بكر بكاس روية　　　وانهلك المامون منها وعلكا

ابوبکر نے تمہیں سیراب کرنے والا پیالہ پلایا۔ پھر مامون (محمد ﷺ) تمہیں بار بار یہ جام پلائے۔

کعب نے کہا یا رسول اللہ ! میں نے ایسا نہیں کہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: پھر تم نے کیا کہا تھا؟ تو کعب نے کہا میں نے یوں کہا تھا :

سفاك ابو بكر بكاس روية　　　وانهلك المامور منها وعلكا

تجھے ابوبکر نے سراب کر دینے والا پیالہ پلایا ہے۔ مأمور یہ جام بار بار پلائے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ واقعی وہ مأمور ہے اللہ کی قسم۔ اس کے بعد کعب نے پورا قصیدہ کہہ سنایا، یہاں تک کہ اس کے آخر تک پہنچا۔ اور مجھے اس کا املا کروایا تھا حجاج ذالرقیبۃ نے یہاں تک کہ وہ بھی اس کے آخر میں پہنچا اور وہ قصیدہ یہ تھا :

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول　　　متيم عندها لم يغد معلول

سُعاد مجھ سے دُور چلی گئی اس لئے اب میرا دل مریض ہے۔ اور وہ ایسا غلام واسیر ہے جس کے قید عشق سے کوئی فدیہ دیکر بھی رہائی دلانے والا نہیں ہے۔

اس نے کئی شعر ذکر کئے پھر کہا :

تسعى الغواة بدفيها وقيلهم　　　بانك يا ابن ابی سُلمی لمقتول

مفسدین سعاد کے صحن خانہ میں دونوں طرف چغل خوری کی نسبت سے دوڑ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کعب تجھے قتل کی دھمکی دی گئی ہے کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے :

يسعى الوشاة بجنبيها وقولهم　　　خلوا طريق يديها لا ابا لكم

چغل خور اس کے دونوں طرف ہیں اور ان کی بات

فكل ما قدر الرحمٰن مفعول

میں نے دوستوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ مجھے میری راہ پر چھوڑ دو کیونکہ ہر وہ بات جسے اللہ مقدر کر دے ہو کر رہے گی۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا :

خلوا طريقي لا ابا لكم

كل ابن انثى وان طالت سلامته　　　يوماً على آلة حدباء محمول

نبئت ان رسول الله اوعدني　　　والعفو عند رسول الله مأمول

مهلا رسول الذي اعطاك نافلة　　　الفرقان فيه مواعيظ وتفضيل

کہ چھوڑ و میرا راستہ، تمہارا باپ نہ رہے، کہ ہر شخص خواہ اس کی زندگی کتنی طویل ہو جائے ایک نہ ایک دن تنگ اور بلند تابوت پر اُٹھایا جائے گا یعنی آدمی موت سے کیا ڈرے کیونکہ ہر شخص خواہ اس کی عمر کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا اور اسے تابوت میں رکھ کر سپرد خاک کیا جائے گا .... مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے حالانکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے عفو و درگزر کی امید ہے۔

اور ایک روایت میں ہے :

مهلا هداك الذى اعطاك نافلة　　قرآن فيها مواعيظ وتفصيل

لا تاخذنی باقوال الوشاة ولم　　اجرم ولو كثرت عنی الاقاويل

اے رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے مہلت دیں، مجھ پر رحم فرمائیں، آپ کو وہ اللہ عفو ودرگزر کی راہ دکھائے جس نے آپ کو قرآن عطا کیا، جس میں وعظ اور تفصیلات ہیں۔ آپ چغل خوروں کی بات پر میرا مواخذہ نہ کریں۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں یوں ہے :

فلم اذنب، ولو كثرت فی الأقاويل

میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگرچہ میرے بارے میں بہت ساری باتیں کہی گئی ہیں۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگرچہ میرے بارے میں باتیں بہت مشہور ہیں۔

اس کے بعد کئی بیت ذکر کیے ہیں اور کہا ہے :

ان الرسول لنور يستضاء به　　وصارم من سيوف الله مسلول

بے شک رسول اللہ ﷺ ایک ایسا نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاسکتی ہے اور آپ قاطع تلوار ہیں اللہ کی برہنہ تلواروں میں سے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے :

مهند من سيوف الله

ہندی تلوار اللہ کی تلواروں میں سے ہے۔

فی فتية من قريش قال قائلهم　　ببطن مكة لما اسلموا زولوا

آپ ان قریش جوانوں میں سے ہیں کہ جب وہ جماعت وادی مکہ میں اسلام لائی تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہاں سے نقل مکانی یعنی ہجرت کرجاؤ یعنی جب قریش کی ایک جماعت کو جس نے وادی مکہ میں اسلام قبول کیا تکلیف بھی پہنچائی گئیں تو انہوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرجانے کا فیصلہ کیا۔

اور قریش کی عصبیت کے بارے میں کہا :

زالوا فما زال انكاس ولا كشف　　عند اللقاء ولا حيل معازيل

ان مسلمان جوان قریش نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی وہ کمزور بوقت جنگ، بے سپر، بے شمشیر یا فن شہہ سواری میں سے ناواقف اور نہتے نہیں تھے۔

اور ایک روایت میں ہے :

ولا ميل معازيل

بغیر شمشیر بغیر ہتھیار نہتے نہ تھے۔

اس کے بعد کئی اشعار ذکر کیے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اور مجھے حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معن بن عیسیٰ نے، ان کو محمد بن عبدالرحمن اوقص نے ابن جدعان سے، وہ کہتے ہیں کعب بن زہیر بن ابوسُلمی نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں شعر سُنائے۔ وہ کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کو کعب بن زہیر نے شعر سُنائے۔ بانت سعاد۔ مسجد مدینہ میں جب کعب اس شعر تک پہنچا :

ان الرسول لسیف یستضاء بہ مہند من سیوف اللہ مسلول

فی فتیة من قریش قال قائلم ببطن مکة لما اسلموا زولوا

رسول اللہ ﷺ البتہ ایسی تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ ہندی تلوار ہیں اللہ کی برہنہ تلوار ہیں۔ وہ قریش جوان ہیں۔ جب ان میں سے کہنے والے نے کہا تھا وادی مکہ میں جب مسلمان ہو گئے تھے کہ ہجرت کو چلو تو بہت سوں نے ہجرت کر لی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا ہاتھ سے لوگوں کی طرف تا کہ آئیں اور اس سے سُنیں۔

اور تحقیق ہمارے شیخ نے ہمارے لئے اشعار پورے پورے ذکر کئے تھے۔ اڑسٹھویں امالی میں۔ اس میں کچھ کچھ نقص ہے جسے میں نے نقل نہیں کیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ مدینے میں آئے طائف سے واپسی کے بعد تو بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب کی طرف خط لکھا، لہٰذا اس راوی نے وہ حدیث ذکر کی ہے اور اشعار ذکر کئے ہیں کافی اضافوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ کعب نے کہا تھا۔ المأمون۔ قول قریش کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے۔ جو وہ نہیں کہہ سکتے تھے۔

ابن اسحاق نے انصار کے اشعار بھی ذکر کئے ہیں جس وقت وہ ناراض ہو گئے تھے کعب کی طرف سے قریش کی مدح کرنے پر۔ اور یہ سب کچھ آخر میں آئے گا مغازی کی جز ثالث عشر میں میرے اجزاء کی۔ وبا اللہ التوفیق

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۶۔۱۱۷)

باب ۱۹۰

مجموعہ ابواب غزوۂ تبوک

غزوۂ تبوک کی تاریخ کا ذکر۔ اور خوب تیاری کرنا رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اس کی طرف نکلنے کے لئے۔ اس لشکر کی تیاری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار۔ اور حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کرنا۔ اور اس جنگ سے پیچھے رہ جانا ان کا جو پیچھے رہ گئے تھے کسی عذر کی بنا پر یا منفعت کی بنا پر۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کرنے والے کے راز سے متعلق خبر دینا۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب آثارِ نبوّت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں پھر اقامت کی رسول اللہ ﷺ نے ذی الحجہ سے رجب تک۔ اس کے بعد آپ نے غزوہ روم کے لئے رومیوں سے جہاد کے لئے تیاری کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۸)

۱؎ دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۸۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۶۵۔ المغازی للواقدی ۳/۹۸۹۔ بخاری ۶/۲۔ تاریخ طبری ۲/۱۰۰۔ عیون الاثر ۲/۲۷۵۔ البدایة والنہایة ۵/۲۔ شرح المواہب ۳/۶۲۔ نویری ۱۷/۲۵۲۔ تاریخ الخمیس ۲/۱۲۲۔ سیرۃ شامیہ ۵/۶۲۶۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے ، ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ۔ اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے ۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ صحیح رُخ پر نکلتے تھے جنگوں کے سفر میں ، مگر یہ ظاہر کرتے تھے کہ ان کا ارادہ کسی دوسری طرف کا ہے سوائے غزوۂ تبوک کے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اے لوگو میں روم جانے کا ارادہ رکھتا ہوں ۔ آپ ﷺ نے ان کو بتا دیا تھا ۔ یہ غزوہ سختی اور گرمی کی شدت میں ہوا تھا اور شہروں میں سخت قحط سالی کے وقت میں ۔ اور اُس وقت جبکہ مدینے میں پھل پکے ہوئے تھے اور جب لوگ اپنے پھلوں میں اور سایوں میں رہنا پسند کرتے تھے اور ان سے الگ ہونے کو ناپسند کر رہے تھے ۔ یکا یک ایک دن رسول اللہ ﷺ اس جہاد کی تیاری میں مصروف تھے کہ اچانک آپ نے جد بن قیس سے فرمایا اے جد کیا تمہیں بنوالاصفر کی بیٹیوں میں دلچسپی ہے ؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ البتہ تحقیق میری قوم جانتی ہے ۔ بے شک شان یہ ہے کہ کوئی ایک بھی زیادہ سخت نہیں ہے عورتوں کو پسند کرنے میں مجھ سے ۔ باقی میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بنوالاصفر کی عورتوں (رومیوں کی عورتوں کو) دیکھوں اور وہ مجھے فتنہ میں نہ ڈال دیں ۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے اپنے مقصد کے خلاف (یعنی نہ جانے کی) مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا تحقیق میں نے اجازت دے دی ہے ۔ اللہ نے آیت اُتاری :

ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني الا في الفتنة سقطوا

(سورۃ توبہ : آیت ۴۹)

ان لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں نہ جانے کی اجازت دے دیجئے اور ہمیں فتنے میں نہ پڑنے دیجئے ۔ خبردار وہ لوگ فتنے میں پڑ چکے ہیں ۔

(اللہ تعالیٰ) بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کر کے جس قدر فتنے میں پڑ گئے ہیں اور ان کا ذاتی طور پر جہاد سے نفرت کرنا یہ بہت بڑا فتنہ ہے اس فتنہ سے جس سے وہ ڈر رہے ہیں ۔ یعنی رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر فتنے میں پڑنے سے ۔ اور بے شک جہنم کافروں کا احاطہ کرنے والی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کہنے والوں کے ماسواء کے لئے فرما رہے ہیں ۔ اور منافقوں میں سے ایک آدمی نے یہ کہا تھا : لا تنفروا فی الحرّ ، کہ گرمی میں جہاد کے لئے مت نکلو ۔ اللہ نے فرمایا :

قل نار جهنم اشد حرا لو كانوا يفقهون ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۸۱)

اے پیغمبر فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ اس گرمی سے کہیں زیادہ سخت گرم ہے ۔ کاش کہ یہ سمجھ سکیں ۔

کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفر کے لئے سخت محنت اور کوشش کی اور لوگوں کو بھرپور تیاری کا حکم دیا ۔ اور اہلِ غنیٰ کو خرچ کرنے پر اُبھارا اور اللہ کی راہ میں سامان اور سواری دینے کے لئے ۔ دولت مندوں میں سے کئی لوگوں نے سامان بنا کر دیا اور سواریوں کا انتظام کیا اور ثواب کی نیت سے کیا ۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس جہاد میں عظیم خرچ کیا کسی نے ان سے زیادہ خرچ نہیں کیا تھا ۔ اور انہوں نے دو سو اُونٹ بمعہ سامان کے دیئے ۔

حضرت عثمان غنی کا ایثار اور رسول اللہ ﷺ کی ان کے لئے بشارت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری اسفرائینی نے ، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ، ان کو عمرو بن مرزوق نے ، ان کو سکن بن ابوکریمہ نے ولید بن ابوہشام سے ، اس نے فرقد بن ابوطلحہ سے ، اس نے عبدالرحمٰن خباب سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس انہوں نے جیش العسرہ پر اُبھارا ۔ پس حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے ایک سو اونٹ ہیں اللہ کی راہ میں بمعہ ساز و سامان کے ۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (انفاق فی سبیل اللہ کے لئے) ابھارا اور جیش پر دوسری بار ۔ چنانچہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے دو سو اُونٹ ہیں بمعہ ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں ۔

کہتے ہیں کہ پھر تیسری بار رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اُبھارا جیش کے لئے۔ پھر حضرت عثمان ؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے تین سو اونٹ ہیں بمعہ ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں۔ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ عثمان کے ذمہ کوئی عمل باقی نہیں اس عمل کے بعد۔ یا یوں فرمایا تھا کہ آج کے دن کے بعد۔

(ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۷۰۰ ص ۶۲۵/۵)

ابوداؤد طیالسی وغیرہ نے اس کا تابع ذکر کیا ہے سکن بن مغیرہ سے۔

(۴) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو اسد بن موسیٰ نے، ان کو ضمرہ بن ربیعہ نے ابن شوذب سے، اس نے عبداللہ بن قاسم سے، اس نے کثیر مولیٰ عبدالرحمن بن سمرہ سے، اس نے عبدالرحمن بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہزار دینار لے آئے تھے جب آپ نے جیش العسرہ کی تیاری کی تھی عثمان نے وہ رسول اللہ ﷺ کی گود میں انڈیل دیئے تھے۔ نبی کریم ﷺ ان کو اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے عثمان پر کوئی نقصان نہیں جو کچھ وہ عمل کرے آج کے دن کے بعد۔ بار بار آپ ﷺ نے یہ جملہ فرمایا تھا۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب ۶۲۶/۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابوعوانہ نے حصین بن عبدالرحمن سے، اس نے عمرو بن جاوان سے، اس نے احنف بن قیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت عثمان سے، وہ کہہ رہے تھے سعد بن وقاص سے اور علی اور زبیر اور طلحہ سے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص جیش العسرہ کی تیاری کرادے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ لہٰذا میں نے ان کی تیاری کرادی تھی اس طرح پر نہ ان کے پاس لگام کی کمی چھوڑی نہ ہی پیر کی رسی کی۔ وہ بولے اے اللہ واقعی یہ صحیح ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابو بردۃ ؓ سے، ان کو ابوموسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں ان کے لئے حضور ﷺ سے سواری طلب کروں کیونکہ وہ ان کے ساتھ تھے جیش العسرہ میں، یہی غزوۂ تبوک تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو سواری دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو کسی شے پر سوار نہیں کرسکتا۔ میں جب ملا تو وہ ناراض بیٹھے تھے مگر میں نہیں سمجھ پایا تھا۔ چنانچہ میں غمگین ہوکر واپس لوٹا رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کی وجہ سے اور اس بات کے ڈر کی وجہ سے کہ شاید رسول اللہ ﷺ اپنے دل میں مجھ پر ناراض ہوں گے۔

لہٰذا میں اپنے احباب کے پاس آیا اور ان کو وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہی تھی۔ میں نہیں ٹھہرا تھا مگر ایک لمحہ میں میں نے دیکھا یکا یک آپ نے بلال کو بھیجا وہ اعلان کرنے لگے کہ عبداللہ بن قیس کہاں ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ اس نے بتایا تم پہنچو تمہیں رسول اللہ بلا رہے ہیں۔ جب میں رسول اللہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ لیجئے دو اُونٹ جو دونوں آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ دونوں ساتھ بندھے ہوئے ہیں یہ چھ اُونٹ میں نے ابھی ان کو سعد سے خریدا ہے۔ رسول اللہ نے اسی وقت وہ سعد سے خریدے تھے) فرمایا لے جائیے ان کو اپنے احباب کے پاس اور کہئے کہ بے شک اللہ (یا کہا تھا بے شک رسول اللہ) سوار کر رہے ہیں تمہیں ان پر۔ پس سوار ہوجاؤ ان پر۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ میں اپنے احباب کے پاس گیا اور میں نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں سوار کر رہے ہیں ان پر لیکن اللہ کی قسم میں تمہیں ایسے نہیں چھوڑوں گا بلکہ تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ چلیے ایسے شخص کی طرف جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی ہے جس وقت میں نے تمہارے لئے سواری مانگی تھی۔ اور انہوں نے پہلی باری میں منع کر دیا تھا۔ پھر اس کے بعد یہ مجھے انہوں نے دی ہیں۔ تم لوگ

یہ گمان نہ کرنا کہ میں تمہیں کوئی ایسی بات بتارہا ہوں جوانہوں نے نہیں کہی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا اللہ کی قسم بے شک آپ ہمارے نزدیک سچ کہنے والے ہیں اور البتہ ہم ضرور وہ کام کریں گے جو آپ پسند کریں گے۔ چنانچہ ابوموسیٰ ان میں سے ایک فریق کو لے کر گئے حتی کہ وہ ایسے بندے کے پاس گئے جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی تھی ان کو منع کرنے والی ان لوگوں کے بارے میں۔ پھر اسے سواریاں دی تھیں بعد میں ان لوگوں نے بھی ان کو وہ بات بتائی جو ان کو ابوموسیٰ نے بتائی تھی برابر برابر۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۱۵۔ فتح الباری ۸/۱۱۰۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۸ ص ۳/۱۲۶۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ پھر کچھ مرد مسلمانوں میں سے رسول اللہ کے پاس آئے اور وہ رو رہے تھے، وہ سات آدمی تھے انصار میں سے اور دیگر میں سے۔ ان میں سے جو انصاری تھے وہ سالم بن عمیر اور علبہ بن زید، ابولیلیٰ، عبدالرحمٰن بن کعب، عمر بن حمام بن جموح، عبداللہ بن مغفل مزنی اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو مزنی تھے۔ ہرمی بن عبداللہ اور عرباض بن ساریہ فزاری۔ ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی تھی اور اہل حاجت تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں موجود پاتا جس چیز پر تمہیں سوار کروں۔ لہٰذا وہ اس طرح واپس لوٹے کہ غم ناکامی سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور اس پر کہ ان کے پاس اس قدر سرمایہ نہیں ہے جو وہ خرچ کریں۔

مجھے خبر پہنچی کہ یامین بن عمرو بن کعب ملا ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو اور وہ دونوں رو رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ بولے کہ ہم رسول اللہ کے پاس گئے تھے تاکہ ہمیں سواری دیں، ہم نے ان کے پاس سواری نہیں پائی جس پر وہ ہمیں سوار کریں اور ہمارے پاس بھی اس قدر سرمایہ نہیں ہے جس کے ساتھ ہم روانگی پر قادر ہوسکیں۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو پانی برداری کرنے والی اُونٹنی ان کو دے دی۔ وہ اس کو لے گئے اور حضور نے ان کو تھوڑا سا سامان سفر بھی دیا دودھ وغیرہ۔ چنانچہ وہ دونوں مجاہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگئے۔

بہرحال علبہ بن زید رات کو نکلا، اس نے رات کو نماز پڑھی جس قدر اللہ نے چاہا پھر وہ اللہ کی بارگاہ میں روئے کہ اے اللہ! آپ نے ہی جہاد کا حکم دیا ہے اور اس میں ترغیب دلائی ہے، پھر آپ نے میرے پاس اتنا سرمایہ نہیں دیا جس کے ذریعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے پر قادر ہوسکوں اور آپ نے رسول اللہ کے ہاتھ میں بھی اس قدر نہیں دیا کہ وہ جس سے مجھے سواری دیں اور بے شک میں صدقہ کرتا ہوں ہر مسلم پر ہر زیادتی کے بدلے جو مجھے پہنچی ہے مال میں یا بدن میں یا عزت میں۔ پھر انہوں نے صبح کی لوگوں کے ساتھ اس وقت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہاں ہیں آج رات صدقہ کرنے والے؟ کوئی بھی نہ اُٹھا۔ دوبارہ فرمایا کہ کہاں ہیں صدقہ کرنے والا؟ پھر بھی کوئی نہ اُٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کھڑا ہوجائے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوگئے اور ان کو خبر دی رسول اللہ نے۔ فرمایا خوش ہوجایئے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ تحقیق لکھ دیا گیا ہے، قبول شدہ صدقہ میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۵)

اور آئے عذر کرنے والے دیہاتیوں میں سے حضور ﷺ کے پاس اللہ نے ان کا عذر قبول نہ کیا۔

(ذکر کیا ہے) کہ وہ بنوغفار کا ایک گروہ تھا۔ کہا یہ کہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ تھا ان کی نیت ڈھیلی ہوگئی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے۔ یہاں تک کہ پیچھے رہ گئے تھے بغیر شک اور فریب کے۔ ان میں سے ایک کعب بن مالک تھے جو کہ بنوسلمہ کے بھائی تھے۔ اور مرارۃ بن ربیع تھے بنوعمر بن عوف کے بھائی اور ہلال بن اُمیہ بنوواقف کے بھائی اور ابوخیثمہ بنوسالم بن عوف کے بھائی۔ یہ سچا گروہ تھا ان کے اسلام میں کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی۔ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جمعرات کے دن نکلے اور حضور نے اس موقع پر مدینے میں اپنا نائب وخلیفہ مقرر کیا تھا محمد بن مسلمہ انصاری کو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۲۔ تاریخ ابن کثیر ۶۵)

جب رسول اللہ ﷺ نکلے تو اپنے لشکر کو ثنیۃ الوداع پر جمع کیا تھا۔اس کے ساتھ تیس ہزار لوگ تھے اور عبداللہ بن اُبی نے الگ لوگوں کو جمع کیا اللہ کے دشمن نے مقام ذی حدہ پر اپنے لشکر کو ان کے نیچے کی جانب۔لوگوں کے گمان کے مطابق کم لوگ تھے۔جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے تو عبداللہ بن اُبی مسلمانوں سے پیچھے لوٹ آیا ان دیگر لوگوں کے ساتھ جو منافقین میں سے اور اہل شک میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۳۲/۴۔البدایۃ والنہایۃ ۷/۵)

رسول اللہ ﷺ نے علی المرتضیٰ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا اپنے اہل خانہ پر اور ان کو ان میں ٹھہرا رہنے کا حکم دیا تھا جس سے منافقین کا پنے لگے اور کہنے لگے اس کو پیچھے رسول اللہ اس لئے چھوڑ رہے ہیں کہ یہ جانا نہیں چاہتے تھے اور ان کو جانے کی ہمت بھی نہیں تھی۔جب منافقوں نے یہ باتیں کیں تو حضرت علی نے ہتھیار اُٹھائے اور سیدھے رسول اللہ کے پاس پہنچ گئے،اس وقت حضور مقام جُرف میں اُترے ہوئے تھے۔ عرض کیا یارسول اللہ منافق لوگ اس طرح باتیں کر رہے ہیں؟

رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ میں نے تجھے چھوڑا ہے ان لوگوں کی حفاظت کے لئے جن کو پیچھے چھوڑ کر جارہا ہوں، تم واپس لوٹ جاؤ۔تم میرے گھر میں میری نیابت کرو میرے اور اپنے اہل خانہ میں۔کیا تم راضی نہیں ہوا ے علی کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہوجاؤ موسیٰ سے مگر فرق یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔لہٰذا وہ مدینہ واپس چلے گئے اور حضور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

بمنزلہ ہارون کے ہوجاؤ موسیٰ سے .... (۸) ہمیں حدیث بیان کی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے،ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے،ان کو یونس بن حبیب نے،ان کو ابوداؤد طیالسی نے،ان کو شعبہ نے حکم سے،اس نے مصعب بن سعد سے،اس نے سعد سے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا غزوہ تبوک کے موقع پر۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہوجاؤ موسیٰ سے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے اور استشہاد لائے ہیں بخاری ابوداؤد کی روایت کے ساتھ اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عامر بن سعد بن ابووقاص اور ابراہیم بن سعد بن ابووقاص نے اپنے والد سے۔

(بخاری۔کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ۔مسلم۔کتاب فضائل الصحابہ۔حدیث ۳۰۔۳۱)

باب ۱۹۱

حضرت ابوذر اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہما کا پیچھے سے جا کر رسول اللہ سے ملنا حضور ﷺ کے نکلنے کے بعد اور ان دونوں کی آمد پر جو کچھ فرمایا اس میں جو کچھ ظاہر ہوا اور حضور ﷺ کا ابوذر کی وفات،ان کا حال ذکر کرنا۔آثار نبوّت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب قرظی سے اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ غزوہ تبوک کی طرف روانہ ہو گئے تو بار بار آدمی پیچھے ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے یارسول اللہ ﷺ فلاں شخص بھی نہیں جارہا۔ حضور ﷺ فرماتے چھوڑو اس کو اگر اس جہاد میں اس کا تعاون بہتر ہوا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ساتھ ملادے گا۔اور اگر اس کے علاوہ کوئی بہتری ہے تو یہ سمجھو کہ اللہ نے تمہیں اس سے چھٹکارا دیا ہے۔التاریخ الکبیر ۲:۲:۱)

یہاں تک کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ابوذر پیچھے رہ گئے ہیں اور ان کے اُونٹ نے ان کو تاخیر کرادی، تو آپ نے فرمایا: چھوڑ دو اس کو، اگر اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو تم سے ملا دیں گے، اور اگر خیر نہ ہوئی تو تم اللہ کا فیصلہ دیکھ لو گے۔ ابوذر تو اپنے اُونٹ کے ساتھ چپک کر رہ گئے جب تاخیر ہوگئی۔ اس نے اپنا سامان اُٹھایا اپنی پیٹھ پر ڈالا پھر حضور کے پیچھے پیچھے پیدل نکل گئے۔ حضور اپنی بعض منازل پر اُترے تو مسلمانوں میں سے کسی نے دیکھا تو کہا یا رسول اللہ! کوئی آدمی راستے پر پیدل چلا آ رہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ کرے ابوذر ہو۔ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ واقعی وہ تو ابوذر ہی ہے اللہ کی قسم۔ رسول اللہ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا، اللہ ابوذر پر رحم کرے اکیلا اور پیدل چلا آ رہا ہے، وہ مرے گا بھی اکیلا ہوگا۔ اور اُٹھایا جائے گا جب قبر سے تو اکیلا ہی ہوگا۔

تو انقلاب زمانہ سے ابوذر ربذہ کے مقام پر پہنچ گئے تو جب موت کا وقت قریب ہوا تو اپنی بیوی اور غلام کو وصیت کی کہ میری موت واقع ہو جائے تو غسل و کفن کے بعد اُٹھا کر راستہ کے کنارے کھڑے ہو جانا اور تمہارے پاس سے جو پہلا قافلہ گزرے اس کو بتانا یہ ابوذر ہے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے بعد انہوں نے ایسا ہی کیا تو دیکھا کہ دُور سے ایک قافلہ آ رہا ہے، جب وہ قافلہ قریب آیا تو اس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ تو بیوی اور خادم نے بتایا کہ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ زور سے روئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی سچی ثابت ہوئی۔ پس وہ اُتر ابذات خود ان کو دفن کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ تاریخ ابن کثیر ۶/ ۸)

اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ ابوخیثمہ بنو سالم کا بھائی واپس آیا تھا رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے کئی دن بعد اپنے گھر والوں کی طرف سخت گرمی کے دن۔ اس نے اپنی دو عورتوں کو پایا کہ اس کے لئے دونوں خیموں میں جوان دونوں کے لئے تھے باغ کے اندر پانی کا چھڑکاؤ کیا ہوا تھا دونوں نے اپنے اپنے خیمے میں، اور ہر عورت نے ابوخیثمہ کے لئے پانی ٹھنڈا بنایا ہوا تھا اور اس میں اس نے اس کے لئے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ جب داخل ہوا وہ دونوں خیموں کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ رک کر اس نے ان دونوں عورتوں کی طرف دیکھا اور ان کی محنت کو دیکھا جو اس کے لئے کی تھی۔ اس نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ دھوپ میں ہوں، گرم ہوا میں ہوں، شدید گرمی میں ہوں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے تلے ٹھنڈے پانی میں اور تیار کھانوں میں اور خوبصورت عورتوں میں اپنے مال میں مقیم ہو؟ یہ انصاف نہیں ہے۔ پھر کہنے لگا کہ نہیں اللہ کی قسم میں تم دونوں میں سے کسی کے خیمے میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ پہلے رسول اللہ کے پاس جاؤں گا۔ تم دونوں میرے لئے سامان سفر تیار کر دو، ان دونوں نے کر دیا۔

اس کے بعد اس نے اپنی پانی بردار اُونٹنی کو تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں جا نکلا۔ بھاگتے بھاگتے اس نے ان کو مقام تبوک جا پایا جب وہ وہاں اُتر چکے تھے۔ راستے میں ابوخیثمہ کو عمیر بن وہب جمحی نے پالیا وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تھا یوں دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ تبوک کے قریب جا پہنچے۔ ابوخیثمہ نے عمیر بن وہب سے کہا میرا ایک گناہ ہے تیرے اُوپر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ تو پیچھے ہو جا، میں پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہوں، اس نے مان لیا۔ یہ خاموشی سے گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گیا وہ تبوک میں اُترے ہوئے تھے۔

لوگوں نے کہا کہ یہ کوئی سوار ہے جو راستے پر چلا آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوخیثمہ ہونا چاہئے یا یہ کہ ابوخیثمہ ہی ہوگا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم وہ وہی ہے ابوخیثمہ۔ جب اس نے سواری بٹھائی آیا اور رسول اللہ ﷺ پر سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے زیادہ بہتر تھا ابوخیثمہ (یعنی تو ہلاک کے قریب ہو چکا تھا)۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو خبر سُنائی پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا خَيْـــرًا بہت اچھا ہے اور اس کے بعد خیر کی دعا فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۳۳۔ ۱۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعُلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے،

اپنے چچا موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر بے شک رسول اللہ ﷺ نے جہاد کرنے کی تیاری کی، آپ ملک شام کا ارادہ رکھتے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے لوگوں میں نکلنے کا اعلان کر دیا، اسی غزوہ کا ان کو حکم دے دیا۔ وہ واقعہ شدید گرمی میں ہوا تھا اور موسم خریف کی راتوں میں جبکہ لوگ اپنے کھجوروں سے سال بھر کی روزی بنانے میں مصروف تھے۔ لہٰذا اس جہاد سے یا رسول اللہ ﷺ سے کئی لوگ مؤخر ہو گئے اور کہنے لگے کہ رومیوں سے لڑنے کی ہمیں طاقت نہیں۔ لہٰذا منافق پیچھے ہو گئے اور دل میں باتیں بنانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ کر کبھی بھی ان کے پاس نہیں آئیں گے۔ لہٰذا وہ لوگ بہانے کرنے لگے اور آپ کی اطاعت سے گریز کرنے لگے، اور مسلمانوں میں سے بھی کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے لئے اس بارے میں عذر اور مجبوری تھی۔ کچھ ان میں سے بیمار تھے کچھ تنگ دست تھے۔ ان میں سے چھ آدمی حضور ﷺ کے پاس آئے سارے تنگ دست تھے۔ وہ سواری مانگ رہے تھے حضور ﷺ سے، پیچھے رہنے کو پسند نہیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا تھا میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔

یہ لوگ مایوس ہو کر لوٹے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس حزن و غم کی وجہ سے کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے ان میں سے بعض بنو مسلمہ سے تھے، عمرو بن عثمہ اور بنو مازن بن نجار میں سے ابو لیلیٰ عبدالرحمن بن کعب۔ اور بنو حارثہ میں سے عُلبہ بن زید۔ اور بنو عمرو بن عوف میں سے سالم عمیر اور ہرمی بن عبداللہ۔ وہ بنو بکاء کہہ کر پکارے جاتے تھے اور عبداللہ بن عمر مزینہ میں سے۔ یہ وہ لوگ تھے جو رو پڑے تھے۔ اللہ نے جھانک لیا تھا ان کے دلوں کے اندر کہ وہ جہاد سے محبت کرتے ہیں۔ اور وہ اس کے لئے دل و جان سے کوشش بھی کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کے اندر ان کا عذر بھی اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا :

لیس علی الضعفاء و لا علی المرضی و لا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للّٰہ و رسولہ

(سورہ توبہ : آیت ۹۲)

کمزوروں اور بیماروں پر کوئی گناہ نہیں اور ان لوگوں پر بھی جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے جبکہ وہ دل سے اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے مخلص ہیں۔

(یہ آیت اس کے بعد کی دو آیات)

جد بن قیس سُلمی حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے ان کے ساتھ کچھ افراد تھے اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیٹھنے کی اجازت دیجئے میں شدید شہوت مردانہ کا مریض ہوں میری بیماری میرے لئے عذر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ تیاری کریں آپ صاحبِ حیثیت ہیں۔ شاید کہ تو کسی رومی عورت کو سواری پر پیچھے بٹھا کر لے آئے (یعنی جہاد کے نتیجے میں لونڈی قیدی عورت غنیمت میں مل جائے)۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے رخصت دے دیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں۔ لہٰذا یہ آیت اتری :

ومنهم من يقول ائذن لي و لا تفتني ۔ (سورہ توبہ : آیت ۴۹)

کچھ ان میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہمیں رخصت دے دیجئے اور ہمیں فتنے میں نہ ڈالیے۔

(اور اس کے ساتھ پانچ آیات اور)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے لئے روانہ ہوئے اور مؤمن آپ کے ساتھ تھے۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان میں سے غنمہ بن ودیعہ بھی تھا بنو عمرو بن عوف میں سے۔ اس سے کہا گیا تمہیں کس چیز نے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رکھا حالانکہ تُو تو صاحبِ حیثیت اور آسودہ حال ہے؟ اس نے کہا کہ ہم ضروری باتوں میں مصروف ہیں اور کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ نے اس بارے میں آیت اتاری اور ان لوگوں کے بارے میں جو منافقین میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔

وَلَئِنْ سَئَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبْ ۔ (مسلسل تین آیات)

(سورہ توبہ : آیت ۶۵)

اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو باتوں میں مصروف ہیں کھیل میں مشغول ہیں۔

اور ابوخثیمہ پیچھے رہ گئے تھے وہ انصار میں سے ایک آدمی تھے بنوسالم بن عوف میں سے ۔ وہ اپنے باغ میں داخل ہوئے اور کھجوریں اپنے پھلوں سے لدی ہوئی تھیں اور عریش وسائبان پانی کا چھڑکاؤ کئے ہوئے تھے اور اس کی بیوی مہندی لگائے تیار ہوئے بیٹھی تھی ۔ کہتے ہیں کہ ابوخثیمہ نے اپنی بیوی کو دیکھا تو اس کو بہت ہی اچھی لگی ۔

وہ کہنے لگا میں ہلاک ہو گیا رب کعبہ کی قسم ، اگر میں اللہ پاک میری توبہ قبول نہ کرلے ۔ میں تو گھنی کھجوروں کے سائے میں رہوں گا اور رسول اللہ ﷺ شدید گرمی میں اور شدید گرم ہوا میں ہوں گے ۔ ان کی گردن میں تلوار لٹکی ہوگی اور حالانکہ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر رکھے ہیں پھر بھی وہ اللہ کی رضا کی تلاش میں نکل گئے ہیں اور دار آخرت کی تلاش میں ۔ چنانچہ ابوخثیمہ نے اپنی اونٹنی کی ناک میں نکیل ڈالی اور کھجوروں کا توشہ باندھا تھیلی میں اور پانی کا لوٹا باندھا ۔ اس کی بیوی بلاتی رہ گئی جب وہ کوچ کر رہے تھے اے ابوخثیمہ میرے پاس تو آ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے ۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اپنے گھر والوں کی طرف توجہ نہیں کروں گا حتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آؤں گا تاکہ وہ میرے لئے معافی مانگیں ۔

اور کہا ہے عبیداللہ بن عمر بن حفص نے ، اس کو جو کچھ کہا گیا اس میں تھا کہ کھجوریں تباہ ہو جائیں گی جو اس نے کاشت کی تھیں ۔ وہ بولے کہ جہاد کرنا کھجوروں سے زیادہ بہتر ہے ۔ لہٰذا وہ اپنی اونٹنی پر بیٹھا اور چلا گیا راستہ میں عمیر بن وہب جمحی سے ملاقات ہوئی ۔ وہ مکے سے آ رہا تھا اور جہاد کے لئے جا رہا تھا لہٰذا دونوں ساتھ ہو لئے ۔

جب تبوک نظر آ گیا تو ابوخثیمہ نے عمیر سے کہا میرا ایک گناہ ہے وہ یہ کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا جب حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے ۔ آپ مجھ سے پیچھے ہو جائیں ، آپ کے اوپر میرے ماں باپ قربان جائیں ۔ لہٰذا عمیر پیچھے ہو گیا اور ابوخثیمہ چلا گیا ۔ جب ابوخثیمہ نے تبوک کا نظارہ کیا تو مسلمانوں نے بھی اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ سوار مدینے سے آ رہا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوخثیمہ ہوگا چنانچہ ان کے پاس ابوخثیمہ بھی آ گیا اور وہ رو رہا تھا ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوخثیمہ جو کچھ تم پیچھے چھوڑ آئے ہو وہ تو تیرے لئے اولی اور بہتر تھا ۔ ابوخثیمہ نے کہا اے اللہ کے نبی میں قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا آپ سے اپنے تخلف کی بنا پر ، کیونکہ دنیا میرے لئے سنور کر آراستہ ہو چکی تھی اور میرا مال میری نظر میں خوبصورت لگ رہا تھا ۔ قریب تھا کہ میں اس کو جہاد پر پسند کر لیتا مگر اللہ نے مجھ پر نکلنے کا عزم پکا کر دیا ۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی ۔ حضور ﷺ جب نکلے تھے وہ ملک شام کا ارادہ رکھتے تھے اور کفار عرب کا آپ کے قدموں کی انتہا آپ کا تبوک میں اُترنا تھا ۔

لفظ حدیث موسیٰ بن عقبہ اور حدیث عروہ اسی مفہوم میں ہے مگر شان یہ ہے کہ اس میں قول عبیداللہ بن عمر نہیں ہے ۔ اور عروہ میں یہ اضافہ ہے اس کے آخر میں کہ یہ واقعہ اس وقت میں ہوا جب پانی اس میں کم تھا ۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے پانی کا چلو بھرا اور اس سے کلی کی ۔ اپنے منہ سے پھر اس میں لعاب دہن ڈالا لہٰذا وہ پانی اس سے جوش مارنے لگا یہاں تک کہ برتن بھر گئے ۔ یہ اسی طرح ہے اس وقت تک ۔

☆☆☆

باب ۱۹۲

غزوۂ تبوک کو العُسرہ نام رکھنے کا سبب اور وجہ تسمیہ اور بقیہ سامانِ سفر میں اور پانی میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کا ظہور نیز منافقین کے قول کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا خبر دینا آپ کی غیر موجودگی میں پھر آپ ﷺ کی اُونٹنی کے مقام کے بارے میں آثارِ نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے، ان کو ابوعبداللہ نے۔ وہ احمد بن حنبل ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابوطالب سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

والذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ۔ (ترجمہ) وہ لوگ جو (پیغمبر) کے پیچھے گئے عسرۃ و مشکل وقت میں۔

کہتے ہیں وہ نکلے تھے غزوۂ تبوک میں دو دو تین تین آدمی ایک ایک اُونٹ پر۔ اور شدید گرمی میں نکلے تھے ایک دن ان لوگوں کو شدید پیاس لگی تھی۔ حتی کہ وہ اپنے اُونٹ ذبح کرنے لگے تا کہ وہ ان کے کوہان اور معدے کو نچوڑ کر پانی پی سکیں۔ یہ تنگی اور سختی پانی کی تھی خرچے کی تھی دھوپ گرمی کی تھی۔

قلیل طعام میں برکت کا ظہور .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلی موصلی نے، اور ابراہیم بن اسحٰق انماطی نے، ان دونوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابوالنضر نے، ان کو حدیث کی ابوالنضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو حدیث بیان کی عبیداللہ اشجعی نے مالک بن مغول سے، اس نے طلحہ بن مصرف سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سفر میں لہٰذا قوم کا سامان ختم ہو گیا تھا حتی کہ کسی کسی نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے اُونٹ ذبح کر ڈالیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ جمع کر لیں لوگوں کے پاس جو سامان باقی رہ گیا ہے اور آپ پھر دعا فرما دیں (تو شاید بہتر ہو گا)۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ کہتے ہیں جس کے پاس گیہوں کے دانے تھے وہ گیہوں لے آیا کھجوروں والا کھجوریں لایا۔

مجاہد کہتے ہیں جس کے پاس گٹھلیاں تھیں وہ گٹھلیاں لایا۔ انہوں نے پوچھا کہ گٹھلیوں کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ان کو چوستے تھے (مجبوری کے وقت) اور اس پر پانی پی لیتے تھے۔ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اس پر دعا فرمائی حتی کہ لوگوں نے اپنے اپنے تھیلے بھر لئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ان دو شہادتوں کے ساتھ جو بھی اللہ کو ملے گا اس حال میں کہ وہ ان میں شک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن نضر سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۴ ص ۵۵/۱۔۵۶)

(۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعلی حافظ نے ،ان کو عبداللہ بن زیدان نے ،ان کو ابوکریب نے ،ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے ،اس نے ابوصالح سے ،اس نے ابوہریرہ سے یا ابوسعید خدری سے ۔ اعمش کو شک ہے ۔ وہ کہتے ہیں جب غزوۂ تبوک کا دن تھا لوگوں کو شدید بھوک لگی (کھانے کو کچھ نہیں تھا) ۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے پانی بردار جانور ذبح کر لیں ہم کھائیں گے بھی اور ہم چربی کو تیل کے طور پر استعمال کریں گے رسول اللہ نے فرمایا کرلو۔ حضرت عمر آئے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گے بلکہ آپ ان کا بچا ہوا سامان سفر منگوالیں اور اس پر ان کے لئے اللہ سے برکت کی دعا مانگ لیں شاید کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے ۔ رسول اللہ نے فرمایا جی ہاں ٹھیک ہے ۔ حضور نے دسترخوان منگوا کر بچھایا اس کے بعد آپ نے لوگوں کے بقایا زادِ سفر منگوائے ۔لوگوں نے مکئی کی مٹھی لانا شروع کی کوئی کھجور کی مٹھی لایا کوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا لایا حتی کہ دسترخوان پر تھوڑا سا سامان جمع ہو گیا۔ رسول اللہ نے برکت کی دعا کی پھر کہا ان سے کہ اپنے اپنے برتن لے آؤ اور اپنے برتن ،کھانے کا سامان لے جاؤ حتی کہ پورے لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا مگر اس کو بھر دیا۔لوگوں نے اس کو کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے اور مزید بچ بھی گیا رسول اللہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ۔ جو شخص ان دو کلموں کے ساتھ اللہ سے ملے گا بغیر کسی شک کے وہ جنت سے محروم نہ ہوگا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے ۔(مسلم ۔کتاب الایمان ۔حدیث ۴۵ ص ۱/۵۶۔۵۷)

اور روایت کیا گیا ہے سہیل بن صالح سے اس نے اعمش سے ،اس نے ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ ۔ سے بغیر شک کے یہ کہ نبی کریم غزوات میں سے ایک غزوہ میں تھے جن میں غزوہ کیا تھا۔اور اس کو روایت کیا ہے عاصم بن عبیداللہ نے اپنے والد سے ،اس نے اس کے دادا عمر بن خطاب سے اور کہا غزوۂ تبوک میں اور روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ انصاری سے ،اس نے اپنے والد سے ،وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے کسی غزوے میں ۔

اور روایت کیا گیا ہے ابوحبیش غفاری سے وہ کہتے ہیں میں نکلا رسول کے ساتھ غزوہ تہامہ میں ۔حتیٰ کہ جب ہم لوگ عسفان میں تھے ۔پس انہوں نے اس قصہ کو ذکر کیا ہے اور اضافہ کیا ہے ۔ پھر اجازت دی کوچ کرنے کی جب انہوں نے کوچ کیا بارش ہو گئی جس قدر لوگوں نے چاہا حضور ﷺ اُتر پڑے اور لوگ بھی اُترے اور بارش کا پانی پیا۔

اور احادیث سب کی سب متفق ہیں حضور کی دعا کے بارے میں بقیہ زادِ سفر میں ۔ اور اللہ کی طرف سے رسول اللہ کی دعا کی قبولیت بصورت برکت کے اس میں ،حتیٰ کہ انہوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور مزید بچ گیا۔

حضور ﷺ کی دعا اور بارش کا برسنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ،ان کو خبر دی ابومحمد دعلج نے احمد بن دعلج نے ،ان کو ابن خزیمہ نے ،ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے ،ان کو خبر دی ابن وہب نے ،ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے سعد بن ابوہلال نے عتبہ بن ابوعتبہ سے ،اس نے نافع بن جبیر سے ،اس نے عبداللہ بن عباس سے ۔ بے شک کہا گیا عمر بن خطاب سے ہمیں حدیث بیان کیجئے ساعۃ العسرہ کی حالت کے بارے میں ۔تو حضرت عمر نے فرمایا ہم لوگ تبوک کی طرف نکلے شدید گرمی میں اور ہم لوگ ایک ایسی منزل پر اُترے جس میں ہمیں شدید پیاس لگی حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرنے لگے کہ ہماری گردنیں ابھی ٹوٹ جائیں گی ۔ یہاں آدمی دوسرے آدمی کو تلاش کرنے جاتے تو واپسی سے پہلے یہ خیال ہوتا کہ ابھی گردن ٹوٹ جائے گی ۔لوگوں نے اپنے اُونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا کہ وہ ان کے پیٹ سے گوبر کو نچوڑ کر پئیں گے اور جو باقی رہے گا اس کو اپنے جگر پر لگائیں گے۔

ابوبکر صدیق نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ کو معاوضہ دیا ہے دعا میں خیر کا ،پس آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے ۔ فرمایا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں؟ فرمایا جی ہاں ۔لہٰذا حضور نے ہاتھ اُٹھا دیئے ۔ابھی واپس نہیں کئے تھے کہ آسمان پر بادل آ گیا سایہ کر کے ،

پھر اُچھل پڑا۔لہٰذا انہوں نے سارے برتن بھر لئے جو ان کے پاس تھے۔اس کے بعد ہم نے جا کر دیکھا تو وہ بادل صرف لشکر کے اُوپر تھا آگے نہیں تھا۔(الزوائد للہیثمی ۶/۱۹۴۔۱۹۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے،وہ کہتے ہیں کہ لوگ اس حالت میں ہوگئے کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف بتائی پس اللہ سے آپ نے دعا کی،اللہ نے بادل بھیجا اس نے بارش برسائی،حتیٰ کہ لوگ سیر ہوگئے اور انہوں نے پانی سے اپنی اپنی ضرورتیں پوری کیں۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۵۔تاریخ ابن کثیر ۵/۹)

عاصم کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میری قوم کے کچھ مردوں نے کہ منافقوں میں سے ایک معروف آدمی تھا اس کا نفاق معروف تھا۔وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا جہاں بھی حضور جاتے تھے جب لوگوں کا معاملہ پیاس کے معاملے میں ہوا جو معروف ہے۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی،اللہ نے بادل بھیجا،بارش برسائی حتیٰ کہ خوب سیر ہوگئے۔ہم اس منافق کے پاس آئے،ہم نے کہا ہلاک ہوجائے کیا اس دعا کی قبولیت کے بعد کسی شک کی گنجائش رہ گئی ہے؟ کہنے لگا کہ ہاں پس وہ ایک بادل گزر رہا تھا(یعنی اس کم بخت نے دعاء رسول کی برکت کو نہ جانا بلکہ بادل کی اتفاقی آمد کو جانا)۔

بہرحال بے شک رسول اللہ ﷺ چلے حتیٰ کہ ہم لوگ بعض راستے میں تھے کہ حضور کی اُونٹنی گم ہوگئی۔آپ کے بعض اصحاب اس کی تلاش میں نکل گئے۔رسول اللہ کے پاس عمارہ بن حزم انصاری بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس زید بیٹھا تھا۔زید نے کہا کیا محمد یہ دعویٰ نہ رکھتا کہ وہ نبی ہے؟ اور تمہیں آسمان کی خبریں بھی دیتا ہے؟ مگر وہ اپنی اُونٹنی کا معاملہ نہیں جانتا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ عمارہ بن حزم ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے کہا کہ محمد تمہیں خبر دیتا ہے کہ وہ نبی ہے اور تمہیں آسمان کی خبر دیتا ہے مگر اس کو یہ نہیں پتا کہ اس کی اُونٹنی کہاں ہے؟ اور بے شک میں نہیں جانتا،اللہ کی قسم مگر صرف وہی جو مجھے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے۔ اللہ نے مجھے اس کے بارے میں بتادیا ہے،یہ اُونٹنی وادی میں ہے درخت نے اس کو روک رکھا ہے اس کے ساتھ اس کی مہار اُلجھ گئی ہے۔ جاؤ جا کر اس کو لے آؤ۔عمارہ اپنے سامان پر گیا ان کو جا کر اس نے یہ بات بتائی جو رسول اللہ نے بتائی تھی آدمی کی خبر۔اس آدمی نے کہا جو عمارہ کے سامان پر تھا کہ یہ بات تو زید نے کہی تھی اللہ کی قسم تیرے آدمی سے پہلے۔

پھر عمارہ زید کے پاس آئے اس کی گردن میں کپڑا ڈال کر کہا کہ میرے سامان میں خوفناک چیز ہے،میں نہیں جانتا تم نکل جاؤ ہم سے، اے اللہ کے دشمن ہمارے ساتھ نہ رہ۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پھر زید نے توبہ کرلی اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نہیں بلکہ وہ اسی نفاق پر مصر رہا حتیٰ کہ ہلاک ہوگیا۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۵۔۱۳۶)

اور ہم نے سواری کے قصے میں اس کے مشابہ روایت کی ہے حدیث ابن مسعود سے بطور موصول روایت کے۔

☆☆☆

باب ۱۹۳

حضور ﷺ کی اپنے سفر کے دوران حجر ثمود پر آمد

اور آپ ﷺ کا منع کرنا اہلِ حجر پر داخل ہونے سے اور حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لے آئے گا جو اپنے آپ کچھ بھی دفاع نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عبداللہ بن دینار سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو علی بن حسن ہلالی نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ نے، ان کو مالک بن انس نے عبداللہ بن دینار سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا تھا تم لوگ اس عذاب دی ہوئی قوم پر داخل نہ ہونا، ہاں مگر یہ کہ اگر تم جاؤ روتے ہوئے اور اگر تم روتے ہوئے داخل نہ ہو سکو تو مت جاؤ ان پر، کہیں تمہیں بھی وہی عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا تھا۔

اور ابن عیینہ کی ایک روایت میں یوں ہے، یہ قوم یعنی اصحاب ثمود۔ اور فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہیں انہیں کی مثل عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے عبداللہ سے۔ (فتح الباری ۶/۵۳۰۔۸/۳۸۱۔ مسلم ۴/۲۲۸۵)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حدیث بیان کی ابوحسین محمد بن محمد بن یعقوب نے ان کو ابوعروبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مسکین نے، ان کو یحییٰ بن حسان نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے موقع پر مقام الحجر میں اُترے تھے تو صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے کنویں سے پانی نہ پئیں اور نہ وہاں پانی بھریں۔ صحابہ کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے وہاں کے پانی سے آٹا گوندھا لیا تھا اور وہاں سے پانی بھر لیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ گوندھا ہوا آٹا پھینک دیں اور وہ بھرا ہوا پانی گرا دیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مسکین سے، اسی طرح ہے اس روایت میں حکم دیا گوندھے ہوئے آٹے کو پھینکنے کا اور اسی طرح مروی ہے سبرہ بن معبد سے اور ابوالشموس سے، یہ کہ نبی کریم نے حکم دیا تھا طعام پھینک دینے کا۔

(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاہم صالحا)

ارض ثمود کے کنویں کے استعمال سے ممانعت .... (۳) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حکم بن موسیٰ نے، ان کو شعیب بن اسحاق نے، ان کو عبیداللہ نے نافع سے، اس نے عبداللہ سے، اس نے اس کو خبر دی ہے کہ لوگ اُترے تھے رسول اللہ کے ساتھ مقام الحجر میں ارض ثمود میں سے، انہوں نے ان کے کنویں سے پانی بھر لیا تھا اور آٹا گوندھ لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی بھر لو جس پر صالح علیہ السلام کی اُونٹنی آیا کرتی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حکم بن موسیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزہد والرقائق۔ حدیث ۴۰ ص ۴/۲۲۸۶)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث انس بن عیاض سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے، اسی طرح کہا ہے بخاری نے اور اس کے متابع لایا ہے اسامہ سے وہ نافع سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم ۴/۱۹۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن بن محمد قاسم نے غضائری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو احمد بن خلیل بن ثابت نے، ان کو ابوالنصر ہاشم بن قاسم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسعودی نے اسماعیل بن واسط سے، ان سے محمد بن ابوکبشہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب غزوہ تبوک میں تھے تو لوگوں نے مقام حجر کی طرف دوڑنا شروع کیا کہ ان پر داخل ہوں۔ چنانچہ لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ الصلوٰۃ جامعۃ، جماعت ہو رہی ہے۔ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ اپنے اُونٹ کو روکے ہوئے تھے اور وہ فرمارہے تھے کس لئے تم داخل ہوتے ہو اس قوم پر جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا؟

ایک آدمی نے آواز لگائی اور کہا کہ ان سے تعجب اور عبرت حاصل کریں یارسول اللہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات کی خبر دوں جو اس سے زیادہ تعجب اور حیرت کی بات ہے؟ ایک آدمی ہے تمہارے اپنے نفسوں میں سے وہ تمہیں خبر دیتا ہے اس واقعہ کی جو تم لوگوں سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ بھی خبر دیتا ہے جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔

سیدھے چلو اور درست چال چلو بے شک اللہ عزوجل کوئی پرواہ نہیں کرتا تمہیں عذاب دینے کے بارے میں کچھ بھی۔ اور عنقریب ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جو اپنے آپ سے کسی چیز کو نہیں روک سکیں گے۔

باب ۱۹۴

نبی کریم ﷺ کا تبوک کے چشمے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پہنچنے کا وقت بتانا اور اس میں جو کچھ ظاہر ہوا۔ اور حضور ﷺ کا اس چشمے سے وضو کرنا اور اس کا پانی زیادہ ہو جانا۔ اور حضور ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کچھ کہنا اور ویسے ہو جانا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ یہ سب امور آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن حسن مہرجانی عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو مالک نے ابوزبیر مکی سے، اس نے ابوطفیل عامر بن واثلہ سے، کہ معاذ بن جبل نے اس کو خبر دی ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ نکلے تھے تبوک والے سال۔ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر میں جمع کرتے رہے اور مغرب وعشاء میں۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے نماز میں دیر کی دیر سے آئے اور ظہر وعصر اکٹھے پڑھائی، پھر اندر چلے گئے پھر باہر آئے تو مغرب اور عشاء اکٹھے پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم لوگ عنقریب صبح کل انشاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے۔ اور تم لوگ ہرگز نہیں پہنچو گے اس پر مگر اس وقت جب دن چڑھ کر چاشت کا وقت ہو چکا ہوگا۔ جو شخص پہلے تم میں سے پہنچ جائے وہ اس چشمے کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں۔

صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم لوگ پہنچے تو دو آدمی ہم سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اور چشمہ جوتے کے تسمے کی مثل ہلکے سے پانی میں بہہ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں نے پانی کو ہاتھ لگایا تھا کچھ؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ آپ نے ان کو بُرا بھلا کہا اور کہا جو کچھ اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد سب نے چشمے سے ایک ایک چلو پانی لیا تھوڑا تھوڑا سا، حتیٰ کہ کسی برتن میں کچھ جمع ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس میں اپنا منہ دھویا پھر اس کو واپس چشمے میں ڈال دیا۔ لہٰذا چشمہ اب کثیر کے ساتھ بہنے لگا۔ پس لوگوں نے اس میں سے پانی بھرا۔

اس کے بعد فرمایا کہ قریب ہے یا ممکن ہے اے معاذ کہ اگر تیری زندگی لمبی ہو جائے تو تم اس کے پانی کو دیکھو گے یہاں پر کہ وہ کئی باغات کو اور آبادی کو سیراب کرے گا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے مالک بن انس سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل النبی ﷺ۔ حدیث ۱۰ ص ۱۷)

اور ہم نے روایت کی ہے پانی کی زیادتی اس چشمے سے حضور ﷺ کے اس میں کلی کرنے سے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ چشمہ موجودہ وقت تک اسی طرح ہے۔

باب ۱۹۵

اپنے سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ کا کھجور کے پھلوں کا اندازہ لگانا
اور حضور ﷺ کا اُس ہوا کے بارے میں خبر دینا جو اس وقت چلنے والی تھی
اور حضور ﷺ کا دعا کرنا اس کے لئے جس کی گردن گھٹ گئی تھی
اور ہر چیز میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن حرشی نے، ان کو قعنبی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباس بن سہل سے، اس نے ابوحمید سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے غزوہ تبوک میں۔ لہٰذا ہم لوگ وادی قریٰ میں پہنچے، وہاں ایک عورت کا باغ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اس کا اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا اندازہ لگایا دس وسق کا (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے)۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا تم اس کو شمار کرنا یہاں تک کہ ہم واپس آجائیں انشاء اللہ۔ ہم لوگ چلے گئے۔

تبوک میں پہنچے تو رسول اللہ نے فرمایا عنقریب تمہارے اُوپر ایک شدید ہوا چلے گی آج رات، اس میں تم میں سے کوئی بھی نہ اُٹھے، جس جس کا اُونٹ ہے وہ اس کے پیر میں رسی باندھ کر رکھے۔ لہٰذا سخت ہوا چلی۔ ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اس کو ہوا اُٹھا کر لے گئی یہاں تک کہ طیؔ کے دو پہاڑوں میں جا کر پھینکا۔

اور ایلیا (بیت المقدس) کے سربراہ کا نمائندہ رسول اللہ کے پاس خط لے کر آیا اس کا نام ابن علماء تھا۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے سفید خچر ہدیہ کے طور پر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف خط لکھا اور اس کو چادر کا ہدیہ دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ واپس آئے یہاں تک کہ وادی القریٰ میں پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے پھل کے بارے میں پوچھا کہ کہاں تک اس کا پھل پہنچا ہے؟ وہ بولی دس وسق تک پہنچ گیا ہے (یہی رسول اللہ نے بتایا تھا)۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جلدی کرنے والا ہوں جانے کے لئے، تم میں سے

جوجلدی کرنا چاہے وہ کرلے اور جو ٹھہرنا چاہے ٹھہرے۔ لہٰذا ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مدینہ کے درودیوار نظر آنے لگے آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے۔ وہ ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ انصار کے گھروں میں سے بہتر گھر بنونجار کا گھر ہے، اس کے بعد بنوعبدالاشہل کا، اس کے بعد دار بنوحارث بن خزرج، پھر دار بنوساعدہ اور انصار کے سارے دار خیر ہیں۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ ہم سے لاحق ہوئے تو ابواُسید نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گھروں کو خیر بتایا تو ہماری دار کو آخر میں کیا۔

سعد نے رسول اللہ کو پالیا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے انصار کو ترجیح دی، آپ نے ہمیں آخر میں کردیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم خیار میں سے ہو جاؤ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل۔ حدیث ۱۱ ص ۱۷۸۵)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو سہل بن بکار نے، ان کو وہیب نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباس ساعدی سے، اس نے ابوحمید ساعدی سے، اس نے ذکر کی یہ حدیث اسی کے مفہوم میں مگر یہ انہوں نے کہا اور ہدیہ کیا ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ کے لئے سفید خچر۔ حضور ﷺ نے اس کو اپنی چادر پہنائی اور اس کے لئے لکھا ان کی بحر میں اور فرمایا کہ پھر بنوساعدہ کے گھر ہیں پھر بنوحارث بن خزرج کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سہل بن بکار سے، وہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن بلال نے کہا۔ وہ ارادہ کرتے ہیں حدیث اول کا۔
(بخاری۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۸۱۔ فتح الباری ۳/۳۴۳۔۳۴۴)

رسول اللہ ﷺ کی بات نہ ماننے والوں کو تنبیہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے عباس بن سہل بن سعد ساعدی سے یا عباس سے، اس نے سہل بن سعد سے (مجھے شک ہے) یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام حجر پر گزرے، آپ وہاں اُترے لوگوں نے اس کے کنویں سے پانی بھر لیا تھا جب وہاں سے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہا اس کے پانی میں سے کچھ بھی نہ پینا اور اس سے نماز کا وضو بھی نہیں کرنا اور جو تم نے اس سے آٹا گوندھا ہے وہ اُونٹوں کو کھلا دو تم اس میں سے کچھ نہیں کھانا۔ اور آج رات تم میں سے باہر کوئی نہ نکلے، نکلے تو اس کے ساتھ اس کا ساتھی ہونا چاہئے۔

لوگوں نے وہی کیا جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ مگر بنوساعدہ کے دو آدمی ان میں سے ایک اپنی حاجت کے لئے نکلا تھا اور دوسرا اپنے اُونٹ کی تلاش میں نکلا تھا۔ بہرحال جو اپنی حاجت کے لئے گیا تھا اس کا اس کے راستے پر گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور جو اپنے اُونٹ کی تلاش میں گیا تھا اس کو ہوا اُٹھا کر لے گئی تھی حتیٰ کہ اس کو طئی کے دو پہاڑوں کے بیچ جا کر پھینکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر بتائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اکیلے کوئی نہ نکلے بلکہ اس کا ساتھی ساتھ ضرور ہو؟ چنانچہ آپ نے اس کے لئے دعا مانگی جو اپنے راستے پر گلا گھونٹ دیا گیا تھا، اس کو شفا مل گئی اور دوسرا خود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تھا جب آپ تبوک سے واپس آرہے تھے۔

عبداللہ بن ابوبکر نے کہا میرے لئے عباس نے ان دونوں مردوں کے نام بھی ذکر کئے تھے۔ مگر انہوں نے ان دونوں کو امانت قرار دیا تھا۔ لہٰذا ان کا نام بتانے سے انکار کردیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۴۔۱۳۵)

☆☆☆

باب ۱۹۶

حضور ﷺ کے خطبہ تبوک کے بارے میں

سرزمین روم میں دیئے گئے ''خطبہ رسول'' میں جو کچھ مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو عبدالرحمٰن سلمی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو اُمیہ محمد بن ابراہیم طرطوسی نے، ان کو یعقوب بن محمد بن عیسیٰ زہری نے، ان کو عبدالعزیز بن عمران نے، ان کو عبداللہ بن مصعب بن منظور بن جمیل بن سنان نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عقبہ بن عامر جہنی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے غزوہ تبوک میں۔ رسول اللہ ﷺ نے آرام کیا جب رات ہوئی تو آپ بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ سورج نیزے برابر اُونچا ہو گیا۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا، میں نے کہا نہیں تھا اے بلال ہمارے لئے فجر کا خیال رکھنا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی نیند نے لے لیا تھا اور مجھے بھی وہی ذات لے گئی جو آپ کو لے گئی۔ حضور ﷺ اس منزل سے منتقل ہو گئے۔ تھوڑا سا جا کر نماز پڑھی پھر بقیہ دن بھی اور اگلی رات بھی چلتے رہے پھر تبوک میں جا کر صبح کی۔ پس آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا :

یہ خطبہ جوامع الکلم کا شاہکار ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کا دستور العمل ہے

اللہ کی حمد اور اس کی ثناء کی جس کا وہ اہل ہے۔ اس کے بعد فرمایا، اے لوگو! اما بعد

فان أصدق الحديث كتاب الله ، واوثق العرى كلمة التقوىٰ ، وخير الملل ملة ابراهيم ، وخير السنن سنة محمد ، واشرف الحديث ذكر الله ، واحسن القصص هذا القرآن ، وخير الأمور عوازمها ، وشر الأمور محدثاتها ، واحسن الهدى هدى الأنبياء ، واشرف الموت قتل الشهداء ، واعمى العمى الضلالة بعد الهدى ، وخير الأعمال مانفع ، وخير الهدى ما اتبع ، وشر العمى عمى القلب ، واليد العليا خير من اليد السفلى ، وما قل وكفى خير مما كثر والهى ، وشر المعذرة حين يحضر الموت ، وشر الندامة يوم القيامة ، ومن الناس من لا ياتى الجمعة الا دبرا ، ومنهم لا يذكر الله الا هجرًا ، ومن اعظم الخطايا اللسان الكذاب ، وخير الغنى غنى النفس ، وخير الزاد التقوىٰ ، وراس الحكم مخافة الله عزوجل ، وخير ماوقر فى القلوب اليقين ، والا رتياب من الكفر والنياحة من عمل الجاهلية ، والغلول من حثاء جهنم ، والسكر كى من النار ، والشعر من ابليس ، والخمر جماع الاثم ، والنساء حبائل الشيطان ، والشباب شعبة من الجنون ، وشر المكاسب كسب الربا ، وشر الماكل مال اليتيم ، والسعيد من وعظ بغيره ، والشقى من شقى فى بطن امه ، وانما يصير احدكم الى موضع اربع اذرع ، والأمر الى الآخرة وملاك العمل خواتمه ، وشر الروايا روايا الكذب ، وكل ماهو آت قريب ، وسباب المؤمن فسق ، وقتال المؤمن كفر ، واكل لحمه من معصية الله ، وحرمة ماله كحرمة دمه ، ومن يتالى على الله يكذبه ، ومن يَغفر يُغفر له ، ومن يعف يعف الله عنه ، ومن يكظم الغيظ ياجره الله ، ومن يصبر على الرزية يعوضه الله ومن يتبع السمعة يسمع الله به ومن يصبر يضغف الله له ومن يعص الله يعذبه الله ، اللهم اغفر لى ولا متى اللهم اغفرلى ولأمتى ، قالها ثلاثا ثم قال : استغفرالله لى ولكم ۔

اے لوگو! اما بعد (۱) بے شک سب سے زیادہ سچی بات (حدیث) اللہ کی کتاب ہے۔ (۲) اور سب سے زیادہ مضبوط کڑا التقویٰ کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) ہے۔ (۳) اور تمام مذاہب میں سے بہترین ملت ملت ابراہیم ہے۔ (۴) تمام طریقوں میں بہتر طریقہ (سنت) محمد ﷺ کی سنت وطریقہ ہے۔ (۵) اشرف حدیث (سب سے زیادہ شرف وعزت والی بات) اللہ کا ذکر ہے۔ (۶) اور سب سے زیادہ خوبصورت بیان وقصہ یہ قرآن ہے۔ (۷) تمام امور میں سے بہترین امور ہمت اور سعی پیہم ہیں۔ (۸) اور سب سے بدترین بدعات ہیں۔ (۹) بہترین اور خوبصورت ترین سیرتیں انبیاء کرام کی سیرت ہیں۔ (۱۰) سب سے زیادہ شرف وعزت والی موت شہداء کی موت ہے۔ (۱۱) سب سے بڑا اندھاپن ہدایت کے بعد گمراہ ہونا ہے۔ (۱۲) تمام اعمال سے بہتر عمل وہ ہے جو نفع مند ہو۔ (۱۳) اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ (۱۴) اور بدترین اندھاپن دل کا اندھاپن ہونا ہے۔ (۱۵) اوپر والا ہاتھ دینے والا، نیچے والے لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (۱۶) وہ مال جو قلیل ہو مگر ضرورت پوری کردے وہ اس کثیر مال سے بہتر ہے جو غافل کردے۔ (۱۷) بدترین معذرت یا مجبوری وہ ہوگی جب موت آن پہنچے گی۔ (۱۸) بدترین شرمندگی اور ندامت قیامت کے دن ہوگی۔ (۱۹) بعض لوگ وہ ہیں جو جمعہ میں سب سے پیچھے آتے ہیں۔ (۲۰) بعض ان میں سے ایسے ہیں جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بیہودہ بات کرتے ہیں۔ (۲۱) بہت بڑے گناہوں میں سے ہے جھوٹی زبان (زیادہ جھوٹ بولنے والی زبان)۔ (۲۲) بہترین غنی ہونا یہ ہے کہ دل غنی ہو۔ (۲۳) بہترین توشۂ سفر آخرت تقویٰ ہے۔ (۲۴) تمام دانائیوں کی سردار حکمت ودانائی اللہ سے ڈرنا ہے۔ (۲۵) سب سے بہترین چیز جو دل میں قرار پاتی ہے وہ یقین ہے۔ (۲۶) شک کرنا کفر میں سے ہے۔ (۲۷) نوحہ اور بین کرنا جاہلیت کا کام ہے۔ (۲۸) مال غنیمت کی چوری جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے۔ (۲۹) اور نشہ جہنم سے داغ دینا ہے۔ (۳۰) اور شعر گوئی ابلیس کی چالوں میں سے ہے۔ (۳۱) اور شراب نوشی کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔ (۳۲) عورتیں شیطانی جال ہیں۔ (۳۳) اور جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔ (۳۴) بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔ (۳۵) بدترین کھائی ہوئی چیز یتیم کا مال ہے۔ (۳۶) نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑے۔ (۳۷) اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت تھا۔ (۳۸) یہ حقیقت ہے کہ ہر ایک تم سے چار ہاتھ جگہ کی طرف لوٹ جائے گا۔ (۳۹) اور یہ امر انجام کے لحاظ سے آخرت کی طرف لوٹتا ہے۔ (۴۰) اصل اور انجام خلاصہ اس کے اختتام سے اور آخرت سے وابستہ ہوتا ہے۔ (۴۱) بدترین نظریات جھوٹ پرمبنی نظریات ہیں۔ (۴۲) ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ (۴۳) مؤمن کو گالی دینا فسق واللہ کی نافرمانی ہے۔ (۴۴) مؤمن سے قتال کرنا کفر ہے۔ (۴۵) مؤمن کی غیبت کرنا اللہ کی نافرمانی ہے۔ (۴۶) مؤمن کے مال کی عزت وحرمت اس کے خون کی حرمت جیسی ہے۔ (۴۷) جو شخص اللہ کو قسم دے وہ اس کی تکذیب کرتا ہے۔ (۴۸) جو شخص معاف کرتا ہے اس کو بھی معاف کیا جاتا ہے۔ (۴۹) جو شخص درگزر کرتا ہے اللہ اس سے درگزر کرتا ہے۔ (۵۰) جو شخص اپنے غصے کو دبالیتا ہے اللہ اس کو اجر دیتا ہے۔ (۵۱) جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ اور عوض عطا کرتا ہے۔ (۵۲) جو شخص ریاکاری اور شہرت پسندی کے پیچھے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شہرت لگادیتا ہے۔ (۵۳) جو شخص صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دہرا اجر دیتا ہے۔ (۵۴) جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب دے گا۔ (۵۵) اے اللہ مجھے معاف کردے۔ (۵۶) اے اللہ مجھے معاف کردے۔ (۵۷) اے اللہ مجھے معاف کردے اور میری اُمت کو بھی (پھر فرمایا)۔ (۵۸) میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اپنے لئے اور تم سب کے لئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۵-۱۴)

باب ۱۹۷

نبی کریم ﷺ کا سرزمین روم میں مقام تبوک میں نماز پڑھانا

حضور ﷺ کا بددعا کرنا اس پر جو ان کے آگے سے گزر گیا تھا اور اس میں آثار نبوت ودلائل کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو محمد بن سلیمان انباری نے، ان کو وکیع نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے مولیٰ یزید بن نمران سے، انہوں نے یزید بن نمران سے، وہ کہتے ہیں میں نے ایک آدمی تبوک میں دیکھا، معذور تھا۔ اس نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے آگے سے گزر رہا تھا حضور نماز پڑھا رہے تھے اور میں گدھے پر سوار تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا اللہ اس کے پیر کاٹ دے۔ اس کے بعد میں اپنے پیروں پر نہیں چل سکا۔ (ابوداود۔ باب یقطع الصلوٰۃ۔ حدیث ۷۰۵ ص ۱/۱۸۸)

ابوداؤد نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ہے کثیر بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن حیوۃ نے سعید سے اس کی اسناد کے ساتھ اور اس کے مفہوم کے ساتھ۔ اس نے اضافہ کیا ہے۔ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ اس کے قدم کاٹ دے۔

(ابوداؤد۔ باب یقطع الصلوٰۃ۔ حدیث ۷۰۶ ص ۱۸۸/۱)

نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سعید ہمدانی نے اور سلیمان بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معاویہ نے سعید بن غزوان سے، اس نے اپنے والد سے کہ وہ تبوک میں اُترے اور حج کا ارادہ کرنے والے تھے اایک معذور آدمی کو دیکھا تو میں نے اس سے اس کے معاملے کا پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں عنقریب آپ لوگوں کو بات بتاؤں گا اور یہ بات جو آپ سُنیں گے آپ کسی اور کو نہیں بتائیں گے، جب آپ کو معلوم ہو کہ میں زندہ ہوں۔ ہوا یہ کہ تھا کہ رسول اللہ تبوک میں اُترے تھے کھجور کے پاس اور فرمایا کہ یہ ہمارا قبلہ رخ ہے اس کے بعد آپ نے اس طرف نماز پڑھی میں اور ایک لڑکا ہم دوڑتے ہوئے ان کے آگے آگئے اور آگے سے گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ ان کے پیروں کو کاٹ دے۔ کہتے ہیں اس کے بعد سے آج تک میں ان پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکا۔

(ابوداؤد۔ باب یقطع الصلوٰۃ۔ حدیث ۷۰۷ ص ۱۸۸/۱)

باب ۱۹۸

حضور کا غزوہ تبوک میں حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ پڑھانا

اس دن وہ مدینہ میں فوت ہوگئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو العلاء ابومحمد ثقفی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ تبوک میں رسول اللہ کے ساتھ تھے اور سورج طلوع ہوا، خوب روشنی اور شعاع اور نور کے ساتھ جبکہ میں نے اس سے قبل اس طرح سورج کو نہیں دیکھا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام آئے رسول اللہ کے پاس، آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا بات ہے آج میں دیکھ رہا ہوں سورج طلوع ہوا ہے خاص ضیاء اور شعاع کے ساتھ جبکہ میں نے پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔

اس نے بتایا کہ معاویہ بن معاویہ لیثی مدینے میں آج انتقال کر گیا ہے۔ اللہ نے ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں جو اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کس وجہ سے ہوا؟ جبرائیل نے بتایا کہ وہ کثرت کے ساتھ قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے دن میں بھی اور رات میں بھی اور چلتے پھرتے، بیٹھے لیٹے ہر حال میں۔ کیا آپ کو دلچسپی ہے یا رسول اللہ کہ میں آپ کے لئے زمین کو سکیڑ دوں اور آپ اس کا جنازہ پڑھ سکیں؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ حضور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر لوٹ آئے۔

اس کا متابع بیان کیا اس کے کچھ متن میں محبوب بن ہلال نے عطا بن ابومیمونہ سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

نمازِ جنازہ میں ملائکہ کی شرکت .... (۲) ہمیں اس کی خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن ہیثم نے، ان کو محبوب بن ہلال نے ابن ابو میمونہ سے یعنی عطاء نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد معاویہ بن معاویہ مزنی فوت ہو گیا ہے کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔

جبرائیل نے اپنا ہاتھ مارا، لہٰذا نہ کوئی درخت باقی رہا نہ کوئی ٹیلہ مگر برابر ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور حضور کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی اے جبرائیل معاویہ نے یہ مرتبہ اللہ کے ہاں کس وجہ سے پایا؟ انہوں نے بتایا کہ قل ھو اللہ کی محبت سے وہ اس سورۃ کو کھڑے اور بیٹھے، چلتے پھرتے ہر حال میں پڑھتے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۴/۵۔۱۵)

عثمان نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت کہاں تھے انہوں نے بتایا کہ غزوہ تبوک میں تھے شام کے ملک میں اور معاویہ بن معاویہ مدینے میں فوت ہو گئے تھے اور حضور ﷺ کے لئے ان کی چار پائی اُٹھا کر اُونچی کی گئی اس قدر کہ حضور اس کو دیکھ رہے تھے اور اس پر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

باب ۱۹۹

مقام تبوک میں رہتے ہوئے حضور ﷺ کا تحریر لکھ دینا

یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کے لئے اور اہل جَرْبَآء اور اَذْرُح کے لئے

(۱) ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ تبوک میں پہنچے تو ان کے پاس یُحَنَّہ بن رَؤبَہ ایلہ کا گورنر آیا (ایلہ شام میں ایک شہر تھا مصر اور مکہ کے درمیان مسافت پر ساحل سمندر پر) رسول اللہ ﷺ سے اس نے صلح کی اور حضور کو اس نے جزیہ دیا۔ اور حضور ﷺ کے پاس اہل جرباء آئے تھے (یہ ملک شام میں شہر تھا سراۃ کے مقابل)۔ اور اہل اَذْرُح آئے تھے (یہ بھی ایک شہر تھا بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد فلسطین ہے)۔ انہوں نے بھی حضور ﷺ کو جزیہ دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ایک تحریر ان کو لکھ کر دی تھی وہ ان کے پاس تھی۔ آپ نے یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کو جو تحریر لکھ کر دی تھی وہ اس طرح تھی :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ امان نامہ ہے اللہ کی طرف سے اور محمد رسول اللہ کی طرف سے یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کے لئے اور اہل ایلہ کے لئے۔ ان کے اسقف کے لئے اور ان کے تمام لوگوں کے لئے جو خشکی پر ہیں یا پانی میں (بحر و بر میں) ان سب کے لئے اللہ کی پناہ ہے اور نبی کی پناہ ہے۔ اور یہ تحریر ہے ان کے لئے جو اس کے ساتھ اہل شام میں سے اور اہل یمن میں سے اور اہل بحر میں سے جو شخص ان میں سے معاہدہ توڑے یعنی نئی بات پیدا کرے تو یہ تحریر نامہ اس کے مال کو محفوظ نہیں کرے گا سوائے اس کے نفس کے۔ بے شک شان یہ ہے کہ خوشی ہے اس کے لئے جو اس کو لے یعنی اس پر عمل کرے لوگوں میں سے۔ بے شک شان یہ ہے کہ یہ حلال اور درست نہیں ہوگا کہ ان کو روکا جائے اس سے جو وہ ارادہ کریں جو چاہیں۔ اور نہ ہی کوئی راستہ ان کے لئے ممنوع ہوگا جو چاہیں خشکی پر ہو یا سمندر میں''۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲۸/۴)

''یہ تحریر نامہ ہے جہیم بن الصلت اور شرحبیل بن حسنہ کا رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے ساتھ''۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اہل حر باء واذرُح کے لئے یہ لکھا تھا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ تحریر نامہ ہے محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل اذرُح کے لئے کہ وہ امان میں آگئے ہیں اللہ کی امان میں اور محمد ﷺ کی امان کے ساتھ۔ اور یہ کہ ان کے ذمہ ہے ایک سو دینار ہر ماہ رجب میں جو پورے پورے دینے ہوں گے اور خوشی کے ساتھ دینے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کفیل اور ذمہ دار ہے ان پر خیر خواہی کے ساتھ اور مسلمانوں کی طرف نیکی اور احسان کے ساتھ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہ رہیں گے اور ان کے ساتھ نیکی کریں گے (بُرائی نہیں کریں گے)۔ خصوصاً اس مسلمان کے ساتھ جو کسی خوف میں ان کے پاس مجبور ہو کر رہ جائے''۔

اور ابن اسحاق نے باقی تحریر کا بھی ذکر کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ کو اپنا بردہ مبارک دیا تھا اس تحریر کے ساتھ جو آپ نے ان کے لئے امان نامہ کے لکھی تھی۔ (بعد میں) اس کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار کے بدلے میں خرید کر لیا تھا۔

باب ۲۰۰

جناب رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید کو اُکَیدِر دُومَة (ابن عبدالملک) کے پاس بھیجنا اس کے موجود ہونے کے بارے میں حضور ﷺ کا خبر دینا جبکہ وہ گائے کا شکار کر رہا تھا اس بارے میں جن باتوں کا ظہور ہوا یہ سب دلائل وآثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو یزید بن رومان نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اکیدر بن عبدالملک کی طرف وہ کندہ میں سے آدمی تھا وہ دومة پر بادشاہ تھا وہ عیسائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے کہا تھا تم اس کو اس وقت پاؤ گے وہ گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ چنانچہ خالد روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب اس کے قلعے کے اتنے قریب پہنچے جتنی دور آنکھ دیکھ سکتی ہے۔

رات کا وقت تھا اور چاند کھلا ہوا تھا اور اس وقت اکیدر اُوپر چھت پر تھا اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ اتنے میں کہیں سے گائے آگئی اور وہ اس کے محل کے دروازے کو اپنے سینگوں سے رگڑنے لگی۔ اس کی بیوی نے کہا، کیا آپ نے ایسی مثال دیکھی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم کبھی نہ دیکھی۔ وہ بولی کہ اس کو ایسی حالت میں کون چھوڑے گا۔ اس نے کہا کہ واقعی کوئی نہیں چھوڑے گا۔ لہٰذا وہ نیچے اُترا اس نے حکم دیا اس کے گھوڑے پر زین رکھا گیا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے ساتھ اس کے گھر والوں میں سے بھی کچھ ساتھ بیٹھ گئے۔ ان میں اس کا بھائی حسان بھی ساتھ تھا۔ وہ لوگ نکلے ان کے ساتھ ان کے چھوٹے نیزے بھی تھے۔ جونہی وہ نکلے تو رسول اللہ کے گھڑ سواروں نے ان کو پالیا۔ انہوں نے اکیدر کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا (یعنی مقابلہ میں مارا گیا)۔

اس پر دیباج ریشم کی قبا تھی جو سونے سے تیار کی گئی تھی (یعنی اس پر سونے کا کام ہوا ہوا تھا۔ وہ خالد بن ولید نے اس کی اُتار لی تھی (مقتول کی)۔ اور وہ اس نے رسول اللہ کے پاس بھیج دی اپنی آمد سے پہلے۔ اس کے بعد خالد اکیدر کو رسول اللہ کے پاس گرفتار کر کے لے آئے۔ حضور ﷺ نے اکیدر کا خون محفوظ قرار دیا اور اس سے صلح کر لی جزیہ دینے کی شرط پر اور اس کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ واپس اپنی بستی میں پہنچ گیا۔

ایک آدمی نے کہا بنوطئی میں سے اس کو بجیر بن بجرہ کہا جاتا تھا وہ رسول اللہ کی بات یاد دلا رہا تھا جو انہوں نے خالد سے کہی تھی کہ تم اس کو عنقریب پالو گے جب وہ نیل گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ حالانکہ اس وقت رات کو گائے کو کوئی کام نہیں تھا وہاں پر مگر اللہ تعالیٰ ہی اس کو نکال لائے تھے رسول اللہ کا قول سچا کرنے کے لئے۔

تبارك سائق البقرات انی رأيت الله يهدی كل هاد

فمن يك حائدًا عن ذی تبوك فانا قد امرنا بالجهاد

برکت والی ہے (وہ ذات) جو گائے کو چلا کر لانے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ ہی راستہ دکھاتا ہے۔ ہر راستہ ڈھونڈنے والے کو۔ پس جو شخص تبوک والوں سے ناخوش ہے (ہمیں پرواہ نہیں ہے) ہمیں تو جہاد کرنے کا حکم ہے۔

اس میں کچھ لوگوں نے اضافہ کیا ہے جو کہ ہماری روایت میں نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ اللہ نے تیرا منہ نہیں توڑا؟ کیونکہ وہ جب حضور ﷺ کے پاس آیا تھا تو اس کی عمر نوے سال تھی مگر نہ ابھی تک اس کا کوئی دانت ہلا تھا نہ ہی کوئی داڑھ ہلی تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۳۹/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۱۷/۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو جعفر بغدادی نے، ان کو ابو علاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب تبوک سے مدینہ واپس لوٹنے لگے تو خالد بن ولید کو بھیجا چار سو بیس گھڑ سواروں کے ساتھ۔ اکیدر دومۃ الجندل کے پاس جب اس کا عہد اس سے کیا تو خالد نے پوچھا یا رسول اللہ دومۃ الجندل کو ہم کیسے فتح کریں گے اس میں تو اس کا اکیدر ہے (یعنی مضبوط حکمران ہے) اور ہم لوگ مختصر جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تجھے براہ راست اکیدر سے ٹکرا دے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ شکار کر رہا ہوگا اور تم چابیاں قبضے میں لے لو گے اور چابیوں سے شکار کر لو گے یوں اللہ تعالیٰ تیرے لئے دومۃ فتح کر لے گا۔ لہٰذا خالد بن ولید روانہ ہو گئے۔ جب دومۃ کے قریب پہنچے تو اس کے پیچھے اُتر کر پڑاؤ کیا رسول اللہ ﷺ کی بات کو آزمانے کے لئے کہ شاید تم اس کو شکار کرتا ہوا پالو گے۔ اس دوران خالد بن ولید اور اس کے اصحاب اپنی منزل میں بیٹھے تھے رات کے وقت۔ اچانک ایک نیل گائے آئی اور قلعے کے دروازے سے ٹکرانے لگی۔ اکیدر شراب پی رہا تھا اور گانے کی محفل سجائے بیٹھا تھا اپنی عورتوں میں۔

ایک عورت نے جھانک کر دیکھا تو اس کو نیل گائے نظر آ گئی جو دروازے اور حویلی سے کھجا رہی تھی۔ اس عورت نے کہا میں نے آج رات کی طرح کبھی گوشت آیا ہوا نہیں دیکھا دروازہ پر۔ اکیدر نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ بولی کہ یہ گائے آئی ہوئی تیرے دروازے پر اور دیوار کے پاس۔

اکیدر نے دیکھا تو اُچھل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا جو پہلے سے اس کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اس کے نوکر چاکر اور گھڑ سوار اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، حتیٰ کہ اکیدر کا گزر ہوا خالد بن ولید اور اس کے سپاہیوں کے پاس سے۔ انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ خالد کو رسول اللہ کا قول یاد آیا اور خالد نے اکیدر سے کہا آپ بتائیں کہ اگر میں آپ کو چھوڑ دوں تو تم میرے لئے دومۃ کو فتح کر دو گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔

لہٰذا چلے گئے، جب اس کے قریب ہوئے تو خالد کے ساتھی کود کر آگے بڑھے کہ فوراً دومۃ فتح کر لیں مگر اکیدر کا بھائی رکاوٹ بن گیا۔ اکیدر نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس نے کہا اے جوان مجھے چھوڑ دے، اللہ گواہ ہے میں اس کو کھول دیتا ہوں۔ تیرے لئے میرا بھائی نہیں کھولے گا، اس کو نہیں معلوم کہ میں تیری قید میں ہوں۔ خالد نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے دومۃ اس کے لئے کھول دیا۔ جب وہ داخل ہوا تو اس نے اپنے بھائی کو قید کر لیا اور اس کو کھولا خالد کے لئے۔ پھر کہا کہ آپ جو چاہیں کر لیں۔ لہٰذا حضرت خالد اور ان کے ساتھی داخل ہو گئے۔

خالد نے رسول اللہ ﷺ کے قول کو بھی یاد کیا اور وہ بھی جو آپ نے اس کو حکم دیا تھا۔ اور اکیدر نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا جو ہمیں پیش آیا ہو مگر آج کی رات گائے کے شکار کے ارادے سے نکلے تھے (اور یہ کچھ ہو گیا یعنی خود شکار ہو گئے)۔
البتہ تحقیق اس کو شکار کرنے کے لئے میں اضمر گھوڑے کو استعمال کرتا تھا جب بھی اس کو پکڑنے کا ارادہ کرتا۔ اس کے لئے میں ایک دن دو دن سواری کرتا تھا لیکن اتنی دیر کے لئے (نہیں)۔ پھر کہنے لگا اے خالد اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہاں کا حکمران مقرر کر دوں اور اگر تم چاہو تو مجھے مقرر کر دو۔

خالد بن ولید نے فرمایا بلکہ ہم آپ سے وہ مال متاع قبول کر لیں گے جو آپ ہمیں دیں گے۔ لہٰذا اکیدر نے ان کو آٹھ سو قیدی دیئے اور ایک ہزار اُونٹ، چار سو زرہ، چار سو نیزے اور خالد اکیدر کو حضور کی خدمت میں لے گیا اور اس کے ساتھ یُحنّہ بن دومۃ ایلہ کا بادشاہ بھی آیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ یہ اتفاق ہے کہ اس کی طرف بھی خالد کو آپ ﷺ نے بھیجا تھا جیسے اکیدر کے پاس بھیجا تھا۔ لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکھٹے ہو گئے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/۱۷)

حضور ﷺ نے ان دونوں کے ساتھ فیصلہ فرمایا، دومۃ الجندل کے فیصلہ جیسا اور تبوک اور ایلہ اور تیما کے مطابق اور ان دونوں کو حضور ﷺ نے تحریر نامہ لکھ کر دیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو سعد بن اوس قیسی نے بلال بن یحیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو بھیجا تھا مہاجرین پر امیر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف اور خالد بن ولید کو بھیجا تھا اعراب پر امیر بنا کر اس کے ساتھ۔ اور فرمایا تھا کہ چلے جاؤ بے شک تم لوگ عنقریب اکیدر دومۃ کو پالو گے۔ وہ جنگلی جانوروں کا شکار کر رہا ہوگا۔ تم لوگ اس کو پکڑ لینا۔ سو اس کو میرے پاس بھیج دینا اور اس کو قتل مت کرنا اور اس کے علاقے کا محاصرہ کر لینا۔

وہ لوگ گئے انہوں نے دومۃ الجندل کے سربراہ اکیدر کو اسی حالت میں پالیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس کو گرفتار کر لیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا اور اہل دومۃ کا محاصرہ کر لیا۔ ابوبکر صدیق نے ان سے کہا یہ بتاؤ کیا تم محمد ﷺ کا ذکر انجیل میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس کا ذکر انجیل میں نہیں پاتے۔ اس نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک ان کا ذکر تمہاری انجیل میں لکھا ہوا ہے مثل صورت فَرَشْتُ کے اور قرشت نہیں ہے۔ دیکھو پس انہوں نے دیکھا اور بولے کہ بے شک شیطان نے قلم کے ساتھ شرک بنایا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟

ابوبکرصدیق سے ایک آدمی نے کہا مہاجرین میں سے کیا یہ لوگ کافر ہو گئے ہیں اے ابوبکر؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اور تم بھی عنقریب کافر ہو جاؤ گے۔ جب مسیلمہ کذاب سے لڑائی ہوگی جب وقت آیا۔ تو اسی آدمی نے پوچھا ابوبکر سے کیا یہی وقت جو آپ نے کہا تھا ہم سے دومۃ الجندل والے دن کہ ہم لوگ عنقریب کافر ہو جائیں گے۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارے بعد والے لوگ (ایسے) ہوں گے۔

باب ۲۰۱

نبی کریم ﷺ کے تبوک کی طرف جانے اور واپس آنے کا سبب

جومروی ہے اگر اس بارے میں روایت صحیح ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عبدالحمید بن بہرام نے شہر بن حوشب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن غنم سے یہ کہ یہودی آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دن اور بولے، اے ابوالقاسم! اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ شام کے ملک چلے جائیں اس لئے کہ شام ارض محشر ہے اور انبیاء کی سرزمین ہے۔

حضور ﷺ نے ان کی بات کو سچا مان لیا۔ لہٰذا آپ نے غزوہ کیا غزوہ تبوک نہیں، ارادہ کر رہے تھے مگر شام کا۔ جب آپ تبوک میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی آیات نازل فرمائیں سورۃ کے ختم ہونے کے بعد۔ آیات یہ تھیں :

وان کادوا لیستفزونك من الارض لیخرجوك منها واذا لا یلبثون خلافك الا قلیلا سنة من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا ۔ (سورہ اسراء : آیت ۷۶-۷۷)

قریب تھا کہ وہ لوگ آپ کو خوف زدہ کر دیں اس جگہ سے تا کہ وہ آپ کو اس میں سے نکال دیں اور اس وقت نہ ٹھہریں گے آپ کے پیچھے مگر تھوڑا سا۔ یہی دستور اور طریقہ بنا ہوا ہے ان رسولوں کا جو تم سے پہلے تھے جو ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے۔ آپ ہمارے دستور میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

پس اللہ نے ان کو حکم دیا مدینہ کی طرف واپسی کا اور اس میں فرمایا کہ اسی میں ہے تیرا جینا بھی اور مرنا بھی اور اسی سے آپ اُٹھائے جائیں گے قیامت کے دن۔ پھر ارشاد فرمایا :

اقم الصلوٰة لدلوك الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهودا ومن اللیل فتهجد به نافلة لك عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا ۔ (سورہ اسراء : آیت ۷۸-۷۹)

آپ نماز قائم کیجئے سورج ڈھلنے کے وقت یارات کے چھا جانے تک اور فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا، بے شک فجر کے وقت قرآن پڑھنا فرشتوں کا حاضری کا وقت ہے اور رات کے وقت آپ تہجد پڑھا کریئے، آپ کے لئے اضافی عبادت ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچا دے گا۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ واپس آ گئے اور ان کو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے ربّ سے سوال کریں اس لئے کہ ہر نبی کا ایک خاص سوال ہوا کرتا تھا جو قبول ہوتا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام خیر خواہ تھے۔ نبی کریم ان کی اطاعت کرتے تھے، پوچھا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں کیا سوال کروں؟ انہوں نے بتایا کہ آپ یوں دعا کیجئے :

ربّ ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق ، واجعل لی من لدنك سلطانا نصیرا

(یہ آیات حضور پر تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی تھیں) اے میرے ربّ! مجھے داخل کیجئے سچا داخل کرنا اور مجھے نکالئے سچا نکلنا اور میرے لئے اپنی بارگاہ سے مدد کرنے والا برہان وغلبہ مقدر کر دیجئے۔

☆☆☆